

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_188975

UNIVERSAL
LIBRARY

جلد حقوق محفوظات

checked 1974

مشرعہ ترجمہ اردو دیوانِ سیّد

حبکو

حکو جناب لوی سیّد مظفر الدین سیّد قادری ثنی ثنی فاضل دہلوی فاضل
انڈسٹریاں

مسلمہ سرکار مدرسہ فارسی مدرسہ وسطانیہ انگریزی سرکار عالی شاہ گنج بلوچہ حیدر آباد کراچی

خاص انفاذ طلبہ اوروں شائقین مطالعہ کی غرض سے مرتب کیا

اور جناب علی نقی صاحب تاج کتب چارینیاں حیدر آباد کراچی نے

بصرف رشید طبع کر کے شائع کیا
نفاذ کی ایک ہزار جلد تیار ہو موصول ہوئی
میں نے اس کی ایک ہزار جلد تیار ہو موصول ہوئی

طبع کتب خانہ محمد حیدر الدین

قیمت بلا حصول (دعوت)

حضرت اناظرین!

سیری کج زبانی۔ میراث و لیدہ بیان۔ میرے محدود معلومات۔ میرے لئے کیا فخر و امتیاز کا ذریعہ ہو سکتے ہیں۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

میں نے اس کتاب کے مشعر ترجمہ میں جو محنت شاقہ ادا کی ہے اس کی اصل معرض و غایت صرف یہ ہے کہ اس کتاب کے ہر ایک شعر کی (جو سلوک و تقویٰ کے رموز و غوامض اور حقیقت معنی آیات بیہ کے اجمالی تفسیر و تاویل سے آئینہ) تفسیر و توضیح سے قومی ہونہار طلباء اور شائقین مطالعہ کو بخیر ممکنہ فائدہ پہونچایا جائے اور نیز انہیں یہ بتلایا جائے کہ کفر و ضلالت کفرانِ نعمت و ظاہر داری۔ ریاکاری۔ اور اُمّ تواری سے تغافل۔ عباداتِ اہل میں تاہل۔ انسان ضعیف البانیان کی عمر گران مایہ کو نقصان اور ضرر پہنچا کر دینا اور عقلی میں کیسے ذلیل و خوار کرتے ہیں۔

عجرا کساری۔ خدا ترسی۔ خدا اور رسول کی فرمانبرداری۔ خدا کے وحیہ و شریک کہ کی تیج اور تہلیل اور اس پاک کے نیاز کی تفسیر میں توحید سے تکیہ و تکیہ کا مشق اور ترک خطایا نفس و تحمل احکام خدا اور رسول سے استہزار و نفی کا حصول دارین میں دوام کیسے عہدہ نتائج پیدا کر لے ہیں۔

غرض میرے اس خیال نے مجھ کو اس کتاب کے مشعر ترجمہ لکھنے پر آمادہ کیا چنانچہ بتائید موبد حقیقی میں نے اس کتاب کے ایک بہت بڑے حصے کی شرح لکھ دی تھی اور ترجمہ کی کا بیان بہتر پرچہ چکی تھیں اور روزانہ ترجمہ طبع ہونے لگا تھا کہ اتفاقی علالت اور بد مزگی طبیعت کی وجہ سے میں ترجمہ کر نیسے سخت مجبور اور غفلت و غمور ہو گیا ایسے نادر وقت میں میرے ایک معزز و محترم کرم فرما نے قلمی امداد سے اور رُکے ہوئے کام کو جاری کر دیا۔ جبکی کرم فرمائی کا میں اعتراف کرتے ہوئے تہ دل سے شکر یہ ادا کرنا ہوں۔

حضرات ناظرین سے میری اتماس ہے کہ الانسان کہ میں الخطا والنسب ان اس مشعر ترجمہ میں جہاں کہیں نقص یا کمی دیکھیں براہ ہرمانی اس کی فوری اصلاح سے جبکہ مطلع و ممتون فرما میں۔

آدم

اللہ بسبر باقی ہو

کمترین نیاز آگین سید ظفر الدین قادری۔ منشی فاضل و مولوی فاضل مسلمہ سرکار علی۔ مدرس قاری مدرسہ وسطیہ انگریزی سرکار علی موقوفہ شاہ گنج بلدہ حیدر آباد کن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Checked 1965

Checked 1969

ترجمہ و تفسیر دیوان شمس

Checked 1978

شعرا۔ غیر حق کو حرم دل میں کیوں جگہ دیتا ہے + صنم ہستی پر خطا باطل کیوں کہنیتا پر شعریں تن کے
مہیاں سراسر سے جب گزر گیا۔ دوسرا مقام نہیں ہے + اس مقام سے راستہ کاوش کیوں نہیں لیتا ہے۔
خلاصہ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں غیر حق کو شریک کر کے اپنی زندگی کو خراب مت کر +
کیونکہ دنیا سے گزر جانے کے بعد اکتسابِ اعمال حسنہ کا پھر تجھ کو موقع و محل نہیں ملے گا۔ پس ایسی صورت
و حالت میں اس مقام سے آخرت میں کام دینے والا سامان (اعمال نیک کا ذخیرہ) کیوں ساتھ نہیں لیتا ہے۔
شعرا۔ سائے حق میں گو شمائی غم کار و روت لوازش ہوتی ہے اگر چھوڑ دے گو شمائی و مسرت کیچ
خلاصہ۔ جیسے سائے کی کیچ تان اوکے حق میں مفید ثابت ہوتی ہے اویسی طرح زمانے کے آفات و
بلیات کا اگر آج تو متحمل رہے گا تو کل فردائے قیامت رحمت رحمن کا تو مستحق ثابت ہوگا۔
شعرا۔ تجھ کو موس گلی میں اس لئے مہلت دے ہیں کہ اپنی ناقص جانندی کو کسوٹی کے قابل بنائے۔
خلاصہ۔ اس قالبِ غما کی میں تجھ کو زندگی مستعار کی عاریتاً جو مہلت دی گئی ہے اوسکی اصلی
غرض و غایت یہ ہے کہ تو اپنی روح کو شرک کے رنگ و درہمت و ریا کے گرد و غبار سے آلودہ نہ ہو
ندرے اور قلوبائی کے اقرار ازل کو بھول نہ جائے۔

شعرا۔ جب دانت گر گئے۔ روئی کا غم ملن کو زیادہ ہوتا ہے + دانت ملن کے روزی کے
شکایت کی دیوار ہیں۔

خلاصہ۔ اس شعر کے دو مطلب ہیں۔ (الف) و (ج)۔

الف۔ جب دانت گر جاتے ہیں تو روئی چبانے اور دیکھے گلنے میں ملن کو تکلیف ہوتی ہے
اسلئے انسان شکایت کرنی شروع کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ دانت شکایت کو روکنے والے تھے اور
دیوار شکایت کے گرجا نیچے شکایت کے الفاظ بلا قصد و ارادہ اوکے ملن سے خود بخود گلنے لگے

جب۔ انسان جب عالم پیری کو پہنچتا ہے تو اسکو جوانوں کے نسبت روزی کی زیادہ فکر ہوتی ہے۔
اسی بے ضرورت بھی اسکو ویدیوی اننگز پڑھنا ہے۔ ایسا ملے عالم پیری کو راولپور لکھا ہے اور کہا ہے کہ
مرد چون پیر شود و حرص جوان گی گردد۔

شعر۔ قعب ہے کہ ایک خوش دل چنان میں پیدا ہو کہ ہماری زمین پر عفران کہاں پیدا ہوتی ہے۔
خلاصہ۔ اس اتم سرائے چنان میں ہم کہیں خوش دل نہیں رو سکتے ہیں۔ لیکن اس غم کردہ عالم
اور سرائے فانی میں خوش دلی اور ہمیشہ دوامی ناپید ہے۔

شعر۔ دیکھ گوہر سے کل تو سرائے کا۔ اگر رشک کی طرح پیچ و تاب چاہاں سوا فقت کرے۔
خلاصہ۔ جیسے رشک نے پیچ و تاب۔ جیسے رشک کی مصیبت اور ٹھالی تو اسکو سوائے سرائے کے
کی سرخروئی نصیب ہوئی۔ پس اگر اسی طرح تو بھی دنیا سے فانی کی ناقابل برداشت سختیوں کو برداشت
کرے تو اللہ تعالیٰ تجھکو بہشت میں سوائے کامل عطا فرمائے گا۔

شعر۔ اگر خدا سوائے سے تو شر کم کرے تو فرخہ ہو جائے۔ جیسے آدمیوں کو بیان خواب کرنا ہے۔
خلاصہ۔ اتنا اپنے ہم جنسوں کی نظر سے اجبی ہر ایون کو پسے چیلنے کی کوشش اور ہی کرنا ہے۔
اگر اسی طرح بڑے عمال کو غیبتاً ہر اجائی کر اپنے فانی اکبر سے بکا علم حیطہ عالم ہے اور بڑے کام
کرنا ہی چھوڑے تو فرشتوں کی طرح معصوم دیا جائے۔

شعر۔ کینوں سے برگزیدہ آدمیوں کو گریز نہیں۔ گھاس کے تنکے کی آنکھوں کو ضرورت ہوتی ہے۔
خلاصہ۔ پہلے آدمیوں کو بڑے آدمیوں سے اتفاق و اتفاق اور ساتھ پڑنا لازمت ہے۔
شعر۔ شر کی طرح بے سائی جھکو پھر میں بیور کہتی ہے۔ اگر ایک شئی ہی کھرا لیا ہے تو۔
سرکش ہو جاتا ہے۔

خلاصہ۔ انسان کو دولت منک و مغرور کرنی ہے۔
شعر۔ دنیا و دست و برگ سکون کے دشمن ہیں۔ اگر ان باری میں جانوں کی آسائش ہے۔

خلاصہ۔ جیسے گران اداری میں حال اپنی آسائش سمجھتے ہیں اسی طرح دنیا دار۔ دنیا دار و دنیا دار
جو دراصل اوس سے اوہین کسی طرح کا فائدہ نہیں ہے عزیز رکھتے ہیں حکایتیں یہ سوائے کہ جب دنیا
سے ادنیٰ رحمت کا وقت پہنچتا ہے تو ان سے دنیا دار اسکے لغات میں ہیں چھوڑے جاتے
اسی لئے وہ جان کنہی کی سخت تکلیف اٹھاتے ہیں۔

شعر۔ غسک حالت میں بے گناہ۔ گناہگاروں کی سزائے ہیں۔ غصہ کی حالت میں شریف

اپنی رستہ کو اترتے ہیں۔

خلاصہ: حاکم کے غیظ و غضب کے وقت کاروبار گنہ گری سزا پاتے ہیں۔
شعرا: تدریس والے ہڈیوں کی ہمت کو تو آسان مت سمجھو، امکان سے بال و ہیکے بغیر پھر کو
پر واز حاصل ہے۔

خلاصہ: تجربہ کار بڑے ہون کی رائے اور اوکا تجربہ قابل عمل ہے۔
شعرا: خوشخوار دشمن کا ہاتھ احسان سے کوتاہ کر + پیری سے بہتر شریک کی کوئی زنجیر نہیں ہے۔
خلاصہ: دشمن کو احسان اور سلوک سے اپنا بناؤ۔
شعرا: برائے درخت کی جڑیں نئے پورے سے زیادہ تر مضبوط ہوتی ہیں۔ پوڑ ہوں کو دنیا
سے زیادہ دہنگی ہوتی ہے۔

خلاصہ: بونہ ہے دنیا کے زیادہ تر ولادہ ہوتے ہیں۔
شعرا: ریاضت سے ظالم ظالم نہیں ہوتے + جیسے امکان کا دل چاہے لٹنی سے نرم نہیں ہوا۔
خلاصہ: ظالم کا دل کبھی نرم نہیں ہوتا۔
شعرا: جو شخص نیک بخشن پر خدا ہوا وہ بھی نیک بنت ہو گیا۔ ہا ہر ایک بڑی کو دوا
کا حکم کرتا ہے۔

خلاصہ: جیسے ہا اپنی بڑی کو کہا کر اوسکو اپنا جزو بدن کرتا ہے تو نا چیز باری ذات
ہا ہوتی ہے پس اسی طرح جو شخص نیک بخشن پر خدا ہوتا ہے وہ بھی نیک بنت ہوتا ہے۔
شعرا: ایک آدمی ہم جہان کو نہ دبا کر سکتے ہیں + (جیسے) ایک ہر قافلہ کو منزل پر پہنچاتا ہے۔
خلاصہ: مظلوم کی آہ ہے اثر نہیں ہوتی۔

شعرا: دل زار پر جہان کے بوجہ کو مت رکھو، شاخ غل پر تو ہلکا گھول لے جا۔
خلاصہ: ناوک دل پر دنیا کے بوجہ کو رکھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ اس بارگراں کا منہ نہیں ہے۔
شعرا: جو سلوک کہ تو کہتا ہے اوسین تکلف مت کہ جب تو یہاں کو اپنا پاتا جا رہا ہے۔
خلاصہ: جب تو کسی یہاں کو اپنے اخلاص و ادا دت اور نیار و محبت سے نیاز مند اور
منص بنانا چاہتا ہے تو کسی امرین تکلف سے محلیف مت اولہا کیونکہ اخلاص و تکلف اور ناز و
نیاز و متفاو باتیں ہیں وہ ایک جگہ صح نہیں ہو سکتیں۔

شعرا: غمگوار بر تریاں کو ہر سال دیکھا + اگر تو صرف کیطرح اپنے منہ کو پاک کر لے۔

خلاصہ **۱**۔ صدف نے توکل و قناعت کا سبق سیکھ کر گوہر کا نقد یا یہ ہے اگر اسی طرح تو اپنے کام و زبان کو حرص و ہوا سے کذب و ریا۔ دخل و فضل سے پاک و صاف کر لے تو اللہ تعالیٰ تجھے ہمیشہ کے لئے شیریں دہان بنا دے گا۔

شعر **۱**۔ اے صاحب جہان ایک بے مغز بڑی ہے۔ اس بڑی کو کھٹکے کے سامنے پتیک دے۔
خلاصہ **۲**۔ صاحب کتاب اپنی ذات کی طرف مخاطب ہو کر فراتے ہیں کہ اے صاحب جہان ایک بے مغز بڑی کی طرح بے کار چیز ہے اس بیکار شے کو کھٹکے کے سامنے پتیک دے کیونکہ وہ تیرے لائق ہے اور نہ تو اس کے قابل ہے۔

شعر **۲**۔ سوال کے غمخیز کی پیشہ دار سے زیادہ تیز ہوتی ہے نہ دھڑکے اور نہ دھڑکے ہم خاموشی کو بری خیال کرتے ہیں۔

خلاصہ **۳**۔ پشت نشین سوال کو سائل کی غمخیزی مرض کر کے صاحب کتاب یہ فرماتے ہیں کہ جس طرح پخت شمشیر سے کسی کا گلہ کٹا نہیں سکتا اور اس سے غمخیز کو گلہ کٹا نہیں جیتا۔ تکلیف پہونچے گی وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ پس اسی طرح کریم نفس اور ارباب بود و سودی پر سائل کی غمخیزی سے سخت باز گزرتا ہے اس لئے ہم نہ اور ہٹ کر کے آنکھیں کو بہتر اور خاموشی کو بدتر سمجھتے ہیں۔

شعر **۳**۔ بیکاری اور توکل مروت سے عیدیت کے گندہ پڑ تو اپنا بار مت ڈال۔
خلاصہ **۴**۔ بیکار رہ کر توکل کرنا اور غلوک کے سہارا بنا کام چلانا مروت کے باطل خلاف ہے۔

شعر **۴**۔ اہلئے مطالب پر پہنچنا آسان ہے۔ اگر تو اپنے قوم کو گراں گن کر رہے۔
خلاصہ **۵**۔ اگر سو بیچ بچھو کہ اپنی کوشش نکلے سے کام لے تو تیرے مطالب درمقا صد کا پورا ہونا یقینی ایک سہل اور آسان امر ہے۔

شعر **۵**۔ ہر امان گراں جان سے تعلق توڑ کر لے۔ کیونکہ سوئی نے چوتھے آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دامن کو سی ڈالا ہے۔

خلاصہ **۶**۔ وہی تعلقات اور اد کے متعلقہ زمین و زبیت کے اسباب و ہر اشیاء پر محتاج محاش تیری جان کے تکلیف رسان ہیں انکو بہت جلد چھوڑ دے کیونکہ ایک خور اسی سوئی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چتھ آسمان سے آگے بڑھنے نہیں دیا۔

شعر **۶**۔ یہودہ گوزبان نے جبکہ تنگ کر ڈالا۔ لب غمخیزی نے جبکہ دارالامان تک پہنچایا۔

خلاصہ: یہ سوره گویا باعث تہذیب اور تہذیب گویا باعث اصلاح ہے اس لئے تو اس سے ہمیشہ مجوز و مجتہد ہوں
 شعرا: آؤ کامین کیسے شکر ادا کروں۔ کہ اس تیسرے ایک کٹاؤ سے جبکہ کسی نشانوں پر پہنچا
 خلاصہ: میں اپنی دعا و صدق و صفا اور تفرع و بگا کا شکر کیسے ادا کروں کہ اس میری
 دعا و تفرع نے جبکہ ایک کٹاؤ سے کسی نشانوں یعنی میرے اپنے کسی مفاد و مطالب پر پہنچا
 یعنی مجھ ناکام کو کامیاب کیا ہے۔

شعرا: بیکسی کی بین ہر ایک نالاین سے کیوں شکایت کروں کیونکہ بیکسی نے جبکہ کو بیکسی
 وعدہ اتالیابی تک پہنچا دیا ہے۔

خلاصہ: میں اپنے تنگ تنہا حالی کی شکایت پر نالاین اور ناقدر شناس سے کیوں
 کروں کیونکہ اس نے جبکہ تو اپنے حقیقی فریاد رس تک پہنچا دیا ہے۔

شعرا: قدر سے لب مت بنو گر گنہ گے دہوئے میں + دوسرا ہاتھ ہوا ہے شرمگاہ
 کے پسینہ کو۔

خلاصہ: گنہ گار کے چہرہ کا رنگ اپنے گنہ گاروں کے عرقِ ندامت و نجاست
 آلودہ ہونا ایک لازمی اور معمولی بات ہے اگر سائبہ ہی اس کے وہ غرور و معذرت بھی کرتے
 گے تو اس کے گنہ گاروں کی صفائی کے لئے دوزیوے تابد اور سید کے منی پیدا کر نیکی۔

شعرا: میں اپنی بے پری سے اس باغ میں سرو کی طرح خوش ہوں + کیونکہ میرے زمین
 پیوند سے کوئی گرہ نہیں ہے۔

خلاصہ: دینی و تعلقات سے میں اپنے وابستہ نہیں ہوں اور نیز اپنی بے سامانی پر
 سرو کی طرح اس باغِ جہان میں خوش ہوں۔ کیونکہ جبکہ اپنے پیوند کے قلع و برید یعنی اہل و

عیال اور لواحقین کی جدائی اور ان کے رستہ گزرنے کا کوئی غم نہیں ہے۔

شعرا: اپنے کاروبار کو توکل کے سہارے مت رکھ + اپنے کام کو تو صاحبِ نعمت بنا۔
 خلاصہ: توکل کے سہارے زندگی بسر کرنی اچھی نہیں بلکہ اپنی قوتِ بازو سے کام لےنا
 کہلا نامراء کام ہے۔

شعرا: دانشوں کی کچی جبکہ دسے میں + کہ اپنی گفتگو کو لایم بنا۔

خلاصہ: انسان کو لایم یعنی بے کہ وہ ہر ایک کس و ناگ سے ہزنی اور لایم گفتگو کرے۔

شعرا: اسے صاحبِ تو اس روزِ رباب حال سے ہو گا کہ جب اپنی گفتار کے سوانح

اپنے کردار کو بنائے۔

خلاصہ: انسان کتنا سب کچھ کر لیتا ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اے صاحب! بھی تو صاحب قال ہے صاحبان حال کے درجہ پر اس وقت پہنچنے کا جبکہ تیرے اعمال اقوال کے مطابق ہو جائیں۔

نشا: فرصت کا وحشی تیر کی طرح چٹکی دقا بوسے کل چک رہا ہے، اے غافل ہمیں معلوم کہ توجہ کب کیجیے گا۔

خلاصہ: وقت ایک قیمتی شے ہے اس سے جقدر ہو سکے جلد فائدہ اٹھانا چاہیے نشا: کب تک یہ بیڑی میرے پر میں رہے گی، ہمیں معلوم یہ قدر میری تباہی کیجیے کب تک رہے گا۔

خلاصہ: ہمیں معلوم کہ یہ دنیوی آرام و تفکرات کب تک میرے گلو گیر اور جان ناسا رہیں گے۔

نشا: عین اس اہم و نواتیر کے لئے حیات ابدی ہے، جہاں پر خطا کیجیے تیرے لئے نجات کا خط ہے۔

خلاصہ: طاعت و تہذیب و فطرت کے کوارہ کش ہونا حیات ابدی حاصل کرنی ہے نشا: ہوائی جہاز حرم کعبہ کا طواف کرنا، تیرے بقیہ ایام حیات کا نگہ بان ہے۔

خلاصہ: عالم شباب میں تائب ہو کر خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہونا تیرا رقبہ الیم زکری کے لئے عزت و نجات کا سامان ہے۔

نشا: آؤ کوہِ خدی آسمان پر پہنچ جائیے، اس کو آؤ خوش کو پہنچ دینا لڑکے بڑا تاتا خلاصہ: وردا تیرا ہر اثر ہوتا ہے۔

نشا: کدو سے خراب کی بو بڑی مشکل سے دور ہوا ہے، بیوقوف کے سر سے ال و تبتہ کی محبت کو دور نہیں کر سکتے ہیں۔

خلاصہ: بیوقوف کے سر سے ال و تبتہ کی محبت ہرگز دور نہیں ہوتی۔

نشا: ایک بندہ کا پرندہ آسمان پر نہڑ نہیں سکتا، بغیر حضور قلب اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے خلاصہ: یہ بالکل درست اور صحیح ہر زبان و زبیر کا دل و فکر خدیجہ حاصل نہیں کر سکتا۔

جنگ نہ۔

شعرا۔ تیز رفتار پیر سید ہے راسخین (یعنی) ظور کین کہاں ہے ہر آہستہ چلنے والا سخت
راستہ کو آسانی سے طے کرتا ہے۔

خلاصہ:۔ سوچ سمجھ کر جو کام کیا جاتا ہے وہ اچھا ثابت پڑتا ہے۔
شعرا۔ خاکساری سے زیر دست کوگ سرخیز ہونے پر نہ کو تارہا کہ کو تارہا شخص کو
زیب دیتا ہے۔

خلاصہ:۔ سناکی کو خاکساری زیب دیتی ہے یہ بالکل سچ کہا جاتا ہے۔
مع خاک کو خاکساری چاہئے۔
شعرا۔ اے صاحب چاکہ ہر ذرہ نفس میں اپنا دل کہاں رکھو۔ دل آگاہ کو یہ بات
زیادہ دخت ہوتی ہے۔

خلاصہ:۔ عاقلوں کے لئے دنیا قید خانہ ہے۔
شعرا۔ سخت درویشوں کے ساتھ زمانہ زیادہ چرب و نرمی کرتا ہے (چیمہ) ہڈی کا
سرمیالی سے کچ اور ہی پیوہ ہوتا ہے۔

خلاصہ:۔ جیسے ہڈی اور سرمیالی کو باہم وصل و مواصلت کا تعلق ہے اسی طرح
زمانہ کو سخت گیرانہ نظاموں کے ساتھ ضرورت و تناسب ہے۔
شعرا۔ سادہ دلی سے چشم بزمین تو آپ اپنے کو خربہ فکر آئین کی طرح غرسے ہوتا
اپنی حفاظت کر۔

خلاصہ:۔ انسان کو اپنی نمود و نمائش اور زینت و آرائش کا دلدادہ نہ ہونا چاہئے۔
شعرا۔ جو شخص کہ خلق کی تک ویر سے خاموش ہو گیا۔ اپنی ذرات کو بھی نیکے بد
سے محفوظ کر۔

خلاصہ:۔ یہ بالکل سچ ہے اس گنبد گر دون میں جو جیسی کہے ویسی مٹے۔
شعرا۔ اہل حسد سے حسد وہ اثر کرتا ہے اے صاحب۔ جب کہ چھٹنے والی آگ اپنی
ذرات کو جلاتی ہے۔

خلاصہ:۔ حاصل کا حد پہلے خود او کو خراب کرتا ہے۔
شعرا۔ اگر خاطر جس چاہتا ہے تو دولت سے صلح کر لے کیونکہ خراب اہل شکستہ
دولت کی اکھ لگی ہوتی ہے۔

اپنے کردار کو بنائے۔

خلاصہ: انسان کہتا سب کچھ کرنا کچھ نہیں ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اے صاحب! بھی تو صاحبِ قل ہے صاحبانِ حال کے درجہ پر اس وقت پہنچے گا جبکہ تیرے اعمال انوال کے مطابق ہو جائیں۔

شعر: رخصت کا وحشی تیر کی طرح چٹکی دقا بوسے نکل چکا ہے، اے غافل! نہیں معلوم کہ توجہ کب کہیںے گا۔

خلاصہ: وقت ایک قیمتی شے ہے اس سے جقدر ہو سکے جلد فائدہ اٹھانا چاہیے شعر: کب تک یہ بٹیری میرے پر میں رہے گی، نہیں معلوم یہ زرد میری تباہی کے پتے کب تک رہے گا۔

خلاصہ: نہیں معلوم کہ یہ دینیوی آلام و تفکرات کب تک میرے گلو گیر اور جان ناسا رہیں گے۔

شعر: دنیا سے اچھڑو دنیا تیرے لئے حیات ابدی ہے، جہاں پر خطا کو بیخود تیرے لئے نجات کا خط ہے۔

خلاصہ: علانی و منقبات، دنیوی سے کٹ کر رہ کشف ہونا حیات ابدی حاصل کرنی ہے شعر: جوانی میں حرمِ کعبہ کا طواف کرنا، تیرے بقیہ ایام حیات کا نگہ بان ہے۔

خلاصہ: عالمِ شباب میں تائب ہو کر خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہونا تیرے بقیہ ایام زندگی کے لئے حفاظت کا سامان ہے۔

شعر: آہ کو دھندلی آسمان پر پہنچائی ہے، اس کو تارِ رشتہ کو پیچ دیا جائے بڑا تارنا خلاصہ: دردِ امتیازہ پر اثر ہوتی ہے۔

شعر: کہد سے خراب کی بو بڑی مشکل سے دور ہوتی ہے، بیوقوف کے سر سے لوارِ شب کی محبت کو دور نہیں کر سکتے ہیں۔

خلاصہ: بیوقوف کے سر سے مال و رتبہ کی محبت ہرگز دور نہیں ہوتی۔ شعر: ایک ہنوکا پرندہ آسمان پر دائر نہیں سکتا، بغیر حضورِ قلب اللہ تعالیٰ کا نام لے

خلاصہ: یہ بالکل درست اور صحیح زبان و ذکر دل و فکر خدوہ حاصل نہیں ہوتا۔

شعرا۔ تیز رفتار پر سیدھے راستہ میں (بھی) ٹھکرین کہاتا ہے۔ آہستہ چلنے والا سخت
راستہ کو آسانی سے طے کرتا ہے۔

خلاصہ: مویشی سمجھ کر جو کام کیا جاتا ہے وہ اچھا ثابت ہوتا ہے۔
شعرا۔ خاکساری سے زیر دست کو گھر میں رہنے کو تیار کرنا۔ خاکسار کو شخص کو
زیب دیتا ہے۔

خلاصہ: شاکر کو خاکساری زیب دیتی ہے یہ بالکل نیک کام ہے۔
یعنی خاک کو خاکساری چاہیے۔
شعرا۔ اے صاحب چاکر پرندہ نفس میں اپنا دل کہاں رکھتا ہے۔ دل آگاہ کو یہ سب
زیادہ دشت ہوتی ہے۔

خلاصہ: عاقلوں کے لئے دنیا قید خانہ ہے۔
شعرا۔ سخت رویوں کے ساتھ زمانہ زیادہ چرب و نرمی کرتا ہے (چھپے) ہڈی کا
سویاں کے کچ اور ہی پیوند ہوتا ہے۔
خلاصہ: جیسے ہڈی اور سویاں کو باہم وصل و مواصلت کا تعلق ہے۔ اسی طرح
زمانہ کو سخت گیر و غلاموں کے مابین خاص نسبت و تناسب ہے۔
شعرا۔ سادہ دلی سے چشم بد میں تو آپ اپنے کو خرچہ نہ کر۔ آئینہ کی طرح غم سے بھرا
اپنی حفاظت کر۔

خلاصہ: انسان کو اپنی نمود و نمائش اور زینت و آرائش کا دلدادہ نہ ہونا چاہیے۔
شعرا۔ جو شخص کہ خلق کی نیکی و بد سے خاموش ہو گیا۔ اپنی ذات کو بھی نیکے بد
سے محفوظ کر لیا۔

خلاصہ: یہ بالکل سچ ہے اس گنبد گر دون میں جو جیسی کہے ویسی بنے۔
شعرا۔ اہل حسد سے حدودہ اثر کرتا ہے۔ اے صاحب۔ جیسا کہ چھانے والی آگ اپنی
ذات کو جلاتی ہے۔

خلاصہ: حاسد کا حد پہلے خود ادا ہو کر خراب کر رہتا ہے۔
شعرا۔ اگر خاطر میں چاہتا ہے تو دولت سے صلہ کر لے۔ کیونکہ خراب اہل حسد
دولت کی آگ لگی ہوتی ہے۔

خلاصہ۔ دولت موجب حیرانی و پریشانی اور باعث پرانگیزگی خاطر ہے۔
 شعرا۔ مظلوموں کی آنکھوں سے کھنکھارن کی دریا جاری ہونے + اگر رشوت عمل کے
 بدلے کی آنکھوں کو بند کر دیتی۔

خلاصہ۔ اگر رشوت مظلوم کی دادرسی ٹکرنے دیتی تو او کی آنکھوں سے خون کے دریا بہنے
 شعرا۔ اے صاحب تلخ شراب بعد میں عیش شیریں کا مزہ دیتی ہے۔ نصیحت کے تلخ شراب

سے سرت پیریں۔
 خلاصہ۔ جیسے تلخ دوا فائدہ دیتی ہے اسی طرح تلخ نصیحت کا نتیجہ بھی اچھا ہوتا ہے۔
 شعرا۔ اگر تیرا رخسار بد نشین ہو جائے تو کسی نقش کا کلمہ مت کر۔ کیونکہ نقش کے سوا فن
 نظر بے بیان قالمو میں رہتی ہیں۔

خلاصہ۔ صاحب امارت ہو کر نشانہ ملامت جتنے سے جتنو اپنی عسرت و تنگ حالی پر
 قانع اور شکر رہنا ہی بہت اچھا ہے۔
 شعرا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا کوئی عیب جو نہ ہو تو نگینہ کی طرح ہر ایک نقش و نگار
 سے راضی نہ ہو اگر۔

خلاصہ۔ جیسے نگینہ اپنے نام و نمود کی خواہش میں نقش و نگار سے راضی ہو کر نشانہ
 ملامت بنا ہے اسی طرح تو بھی رنگ و لباس کی خواہش میں اپنی سادگی سے بدنام نہ ہو۔
 شعرا۔ تیرے ہری تر کش رنگین لباس سے ہفت ہفت لڑکوں کی طرح جامہ رنگین کی
 خواہش کیوں کرتی چاہیے۔

خلاصہ۔ جیسے تر کش کو اس کی رنگین لباس سے ہفت ہفت بنا یا ہے۔ اسی طرح تو بھی بیفائدہ
 رنگین لباس کی تمنا نہ خواہش میں نشانہ ملامت (بدنام) نہ ہو۔
 شعرا۔ فن کی نظروں سے اپنے گوشہ تنہائی کو پردہ میں رکھو۔ کنبد و حدت کو شیرازہ
 صحبت نہ بنا۔

خلاصہ۔ عالم تنہائی بہت اچھی ہے اسکو تو اختیار کر لے۔
 شعرا۔ بے پردہ طاعت کا فساد گنہ سے بڑھ کر ہے۔ مخلوق کی نظروں سے تو اپنی بچا
 کو گناہوں کی طرح پوشیدہ رکھو۔
 خلاصہ۔ ریاکاری بدتر از گنہگاری کی مصداق صحیح ہے۔

نشہ۔ بے شعور گواہ ہے وغیرہ کو دیکھی) جہلادینا ہے مہنا مقبول غار گناہ کو ثابت کرتا ہے۔

خلاصہ۔ نادان اور بیوقوف گواہ کی گواہی سے تپا دعوئے جہوٹا اور ناقابل قبول عذر و معذرت سے الگ گناہ ثابت ہوتا ہے۔

نشہ۔ استقلال سے ہم دشمنوں پر فتح پا سکتے ہیں 4 ایک نکتہ کسی تیر و ن کو خاک پر گرا دیتا ہے۔

خلاصہ۔ جیسے نشانہ اپنی استقلال سے کسی تیر و ن کو خاک پر گرا دیتا ہے اسی طرح ہم بھی اپنے مشعل ارادوں اور ذاتی بہت و جرات سے دشمنوں کو پسپا (غلوب) کر سکتے ہیں۔
نشہ۔ حلال رزق کو کفرانِ نعمت حرام کرتا ہے + بچہ چہا تیوں کے کاٹنے سے (دیکھ) دودھ کو خون (حرام) کرتا ہے۔

خلاصہ۔ بچہ اپنی مان کی چہا تیوں سے دودھ پیتے پیتے جب اوسکو کٹر کر چہا کی کانٹوں دودھ میں ملا تا ہے تو حلال دودھ حرام ہو جاتا ہے اسی طرح نعمت کی ناشکری بھی حلال رزق کو حرام کر اتی ہے۔

نشہ۔ مال کی فکر میں خلق اسقدر گمے۔ کہ زمین غلے خارون کو جگہ تنگ ہو گئی۔

خلاصہ۔ قارون (جمال و متاع کا دلدادہ تھا) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق اپنے مال کی زکوٰۃ دے دی تو اللہ تعالیٰ اوس پر اپنا غضب نازل فرما کر اوسکو زمین و ہنسا دید۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ خلق مال کی خواہش و تنہا میں رات دن یکے بعد دیگرے قارون کی تلاش میں اسقدر زمین چلے جا رہے ہیں کہ قارون کو پہلی زمین چھپنے کیلئے جگہ تنگ ہو گئی۔

نشہ۔ اس بے مین بے حاصلی سے سرو کی طرح تو موافقت کر کہیو نہ کہ بار وادار خست کو سوائے خالی ہاتھ ہونے کے کچھ بھی حاصل نہیں۔

خلاصہ۔ جب اس بیوفاداری کی دولت و شہمت سے کچھ بھی ہمارے ساتھ نہیں آتا تو بہر ہاری اپنی مفاسد کی زار تالی محض بیکار رہے ہیں ہم کو صبر و شکر اور اپنی تقدیر اذلی پر ہر طرح قانع اور شاکر رہنا چاہیے۔

نشہ۔ عالم تنہائی سے ہمارا بخیدہ دل خوش ہوتا ہے + خالی خم میں شراب کی طرح ہلکا

دل جوش اترتا ہے۔

خلاصہ۔ انسان ضعیف البیان کو اپنی اصلاح معاد اور نفع مقبلی کے لئے عالم شہنائی کی چند ضرورت ہے تاکہ اس سے اس کا محزون دل۔ رموز قدرت و نکات معرفت سے آشنا ہو کر عالم علوی کی سیر و سیاحت سے اہتر از روحانی حاصل کر سکے کی قدرت پیدا کرے۔

شعر۔ اطاعت کی مجاہدات نکر دو آدمیوں کے دل پر عبادت کو گراں نہ بنا۔

خلاصہ۔ اطاعت کی جگہ اسلئے عبادت کرنی مناسب نہیں ہے کہ آدمیوں کے دل پر بے موقع عبادت کا بار بگڑتا ہے۔

شعر۔ آدمیوں کی پہلی مین مت جا اگر جانا ہی ہے تو اطاعت کی فضیلت کو عبادت کم خیال نہ کر۔

خلاصہ۔ موقع اور محل کے اعتبار اور لحاظ سے طاعت اور اطاعت کا خیال ضروری۔

شعر۔ کہنا کہانے کے وقت وظیفہ اور نماز چھوڑ دے اور جماعت کے دکلہ انتظار کی رنج مت پہنچا۔

خلاصہ۔ نماز اور وظیفہ کے سلسلے سے کہنا کہانے کے وقت ایک جماعت کو اپنا منتظر رکھ کر سنجیدہ کرنا مناسب نہیں ہے۔

شعر۔ اگر تو خدا سے تعالیٰ کو سنتے والا جانتا ہے، تو خدا کے لئے نماز کو بلند کرتا۔

خلاصہ۔ جب تو خدا سے تعالیٰ کو سمجھ اور بصیرت مند ہے تو بیچ بیچ کر تیرا بیٹا ایک فضل عبت ہے۔

شعر۔ خلق کی گفتگو پر تو ہرگز عیب لگا۔ جب تو بچی زبان و دہان خلق کے قریب پہنچ گیا ہے تو اپنی باری کا بھی خیال رکھ۔

خلاصہ۔ اگر تو کسی کا عیب کر بچا تو یقین رکھ کہ تیرا عیب بھی ضرورت ہو کر رہیگا۔

شعر۔ کیا تجھ کو مہمان کا ختم کرنا لازم ہے جس فعل میں تو مجھے دو ہاں نکاوت کو ختم کر

خلاصہ۔ موقع و محل کے اعتبار سے تیری نکاوت یقیناً اکثر لوگوں کے بار خاطر گذرے گی

اسلئے تیری اس حرکت سے ہنس و ہرہم برہم ہو جائے گی۔

شعر۔ احباب کے ساتھ اخلاق سے شیر و فکھر کی طرح بلا جلا۔ ہو۔ ترش روئی سے صاف

اور محبت کے طعنے کو تلخ نہ بنا۔

خلاصہ:۔ مجسم اخلاق حسد اور غفلت کا ہر و لغزیر بنار ہو۔
 شعرا۔ بے خبروں کی طرح مناسبت سے غافل نہ رہو، غلو تیروں میں اہل صحبت کو جمع نہ کرو۔
 خلاصہ:۔ یہودہ آدمیوں کی طرح تو اپنی گران ہوا اذقات کو تیرہو دیں میں صرف نہ کرو۔
 شعرا۔ جس خیانت میں مالدار لوگ ہوں بے بصاعت فقیروں کے لئے شکر ہے۔
 خلاصہ:۔ تو نگرین کی دعوت کا مقام غریب نفسیوں کے لئے سخت تکلیف دہ ہے۔
 شعرا۔ جو بزرگ ارباب حاجت کے مانع ہوتے ہیں۔ دولت کو لکڑی سے اپنی دلیہر سے اکتے ہیں۔

خلاصہ:۔ محتاجوں کو اپنے ان سے نکال دینا اور بار کا باعث ہے۔
 شعرا۔ انصاف کے انصاف سے جو ایک ساعت میں حاصل ہوتا ہے + عبادت کرنے والوں کو وہ ستر سال میں بھی نصیب نہیں۔
 خلاصہ:۔ ایک لحظہ کا انصاف ستر سال کی عبادت سے افضل اور اکمل ہے۔
 شعرا۔ اے صاحب مجھ کو گناہی و عادت سے کثرت کی طرف کہیں یہی ہے ورنہ تنہائی کا گوشہ شہرت کا کین گاہ ہے۔

خلاصہ:۔ گناہی باعث فہرت ہے۔
 شعرا۔ اس زمانے میں ساری سمجھتیں باج دنیا پیکر میں سن رہ کش ہو جا اور تنہائی کو غنیمت خیال کرو۔

خلاصہ:۔ مصاحبوں کی مصاحبت سے جب مجھ کو نجات مل گئی ہے تو اس موقع کو غنیمت جان کر عالم تنہائی سے فائدہ اٹھانے۔
 شعرا۔ جب تک تو کو کر خیر کر سکتا ہے + آسودگان خاک کی برائی نہ کرو۔
 خلاصہ:۔ مردوں کی برائی کرنی اچھی نہیں۔

شعرا۔ جیسا کہ گلاب کے درخت سے پہلے جڑ جانے کے بعد کا شایانی رہا نا ہے اسی طرح جوانی سے بہت ساری حسرتیں باقی رہ جاتی ہیں۔
 خلاصہ:۔ جوانی کا انجام باعث حسرت ہوتا ہے یہ بالکل ہی سچ ہے۔ جوانی شد و زمرگان نہ۔

شعرا۔ آہ اتوس اور تلخ آنسو اور حسرت کا داغ + وہ جو کچھ عمر تیر زنیار سے

باقی رہ جاتا ہے۔

خلاصہ: عمر تیز رفتاری کے گزر جانے کے بعد اس کا بیدار بچ و غم۔ اور امن و امان باقی رہ جاتا ہے۔

مشعر: ہمارے امید کی فوری کی حقیقت مکاری کے جلال سے بڑھ کر نہیں، ہمارے بعد ہمارے نشان و درویشوار ہے جو باقی رہ جاتی ہیں۔

خلاصہ: ہماری یادگارین اور ہماری دلچسپیوں کی حقیقت۔ مکاری کے جال سے بھی بہت کمزور اور ناپائیدار ہیں۔

مشعر: مطلب کا ڈھونڈنے والا محروم ہی رہتا ہے، کل چین کے مہین گلشن سے کاٹا ہوا رہ جاتا ہے۔

خلاصہ: خود غرض اور مطلب جو ہمیشہ محروم ہی رہا کرتا ہے۔
مشعر: کوئی کام ہماری کوشش سے کرہ کرہ کی طرح نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ اسی کا وقت چاہیے جس سے کچھ آثار باقی رہ جائیں۔

خلاصہ: جو شخص اپنی زندگی کے بعد دنیا میں اپنی نیکی اور کار خیر اور صلہ جاریہ کے یادگارین چھوڑ جائے تو اس کی زندگی کا رآمد اور نتیجہ بخش ثابت ہوتا ہے۔

مشعر: عمل سے ہم بد فیہوں کو کچھ بھی حاصل نہیں، ظلم کی طرح ہم سے صرف نصیب ہی نصیب باقی رہ جاتی ہیں۔

خلاصہ: چونکہ انسان کہتا سب کچھ مگر کرتا کچھ بھی نہیں، اس لئے ہم ظلم کی طرح صحت ناصح ہی ناصح ہیں، مثال ہو جائیں تو کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مشعر: مالدار کی رحمت کے وقت اس کے اپنے ہاتھ میں درہم و دینار کی گنتی کے امور کا رنگ باقی رہ جاتا ہے۔

خلاصہ: مالدار دنیا سے خالی ہاتھ نہیں جاتا بلکہ درہم و دینار کی گنتی کا رنگ اور اس کے ہونے وقت چھوڑ جائے کا رنج و ملال اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔

مشعر: دنیاوی خطائیں اور عیش و عشرت کے مزے اٹھانے میں صد ہا بڑی ظفر لگی ہوئی ہیں۔ اسے صاحبِ انبیاء (علیہ السلام) پر کھیل سے چپے لایا رہا ہوتا ہے۔

خلاصہ: دنیا کے عیش و عشرت میں صد ہا مصائب تکالیف اٹھانے پڑتے ہیں۔

شعرا۔ خاموشی ہے جان گو یا کو محیط معرفت کرے پھیلیوں کی طرح جان بے نفس سے
دریا کی سیر کر۔

خلا ص ۱۱۱۔ خاموشی راہ نمائے راہ معرفت و حقیقت ہے اگر انسان خاموشی اختیار
کرے تو اس کے دل اسرار منسل پر رموز حقیقت اور اسرار معرفت کے سکات کا اظہار اور ان کا کشف
ہوتا ہے۔

شعرا۔ تیری ہر نظر میں ایک مبارک پرندہ شکار بنے گا۔ اگر تو عبرت کے راستے میں
تاشے کے جال کو بچھائے۔

خلا ص ۱۱۲۔ اگر تو اس دینے والی کے ہر ایک شے کو عبرت کی نظر سے دیکھے تو تیری
ہر نظر فصیحت کے گوہر شب چراغ معنی سے منور اور بجلی ہوگی۔

شعرا۔ تعلق رکھ کر دنیا کا ترک کرنا بلیا ہے۔ دغ رشتہ برپا کی آزادی خود او کی
گرفتاری ہے۔

خلا ص ۱۱۳۔ جیسے پیر اور بازو باندھے ہوئے پرندے کی آزادی اس کے حق میں مفید نہیں
ہوتی ہے اسی طرح دنیا سے تعلق قائم رکھ کر دنیا ترک کرنا ہمارے لئے کوئی فقیہہ ہے
اور نہ کچھ فائدہ۔

شعرا۔ تیری خاموشی کی ہر کے لئے جنت و ربانہ ہوگی۔ غاموشی ہی کے جیسے تیرے
چہرہ کو منور کرے گی۔

خلا ص ۱۱۴۔ خرافات اور فضولیات سے زبان کو پاک و صاف رکھنے کی غرض سے۔ اگر
تو خاموشی اختیار کرے تو اس کے معادض میں جھکوا یہی جنت سزاوار ہوگی کہ جو تیرے ہی لئے
تیار کر کے محفوظ رکھی گئی ہو۔

شعرا۔ اگر تو اس باغ جاہلین گوش ہوش سے سنے۔ تو جھکو غنہ خاموشی کی سوزناک
فصیحت کرتا ہے۔

خلا ص ۱۱۵۔ اگر تو گوش حق نبوش سے سنے تو تجھ پر ثابت ہو جائے گا کہ غنچہ کی یہ سوزناک
حقیقتاً رہاں حال سے جھکو خاموشی کی ہدایت اور فصیحت کر رہی ہیں۔

شعرا۔ رشتہ کی لوح تر فاضل ہے۔ زمانہ کے معطورتوں کی۔ ہم آفوشی سے جھکو ایک
کارخ حاصل ہے۔

خلاصہ: جیسے رشتہ سے گورہا بھاری ہم آغوشی کی تمنائیں بٹا کر باریک ہوئے کابج اُٹھایا ہے اسی طرح چھوٹی مشورتوں کی مواجہت ضرور ضرور پہونچا کر رہے گی اسلئے تو اپنی حاتم خیالی کو چھوڑ دے۔

شعرا۔ چنان کی بادشاہت کو نظر بے قدر کر دیتا ہے۔ آدم کے لڑکے کو ملک کی تمنا (باقی، نہیں رہتی)۔

خلاصہ: غور و قناعت سے قانع کے نظر و خیال میں دنیا کی دولت و شہمت، بیچ اور بالکل بیچ ہے۔

شعرا۔ نفس جیب ملے ہو گیا تو حقائق کام کرتا ہے۔ جب چہرہ کو زوال بنا تو چہان میں اس پر پہلانا ہے۔

خلاصہ: نفس جو حقیقت چرہ ہے، جب یہ چہرہ خود ہی گھسیان ہو جائے تو پھر دنیا میں انسان ہی انسان ہے۔

شعرا۔ گناہ کو چھوڑنا مت خیال کر کہ ہر ایک گناہ بڑا ہی ہوتا ہے۔ ایک گیسوں کے دانے نے آدم کو جہنم سے باہر نکال دالا۔

خلاصہ: گناہ آخر گناہ ہی ہے چھوٹا اور بڑا دیکھنا چاہیئے نہ کیونکہ ایک گیسوں کے دانے نے ابو البشر حضرت نبی آدم علیہ السلام کو ان کے اپنے وطن مافوقہ یعنی قلد بریں سے اتار نکال کر رہی رہا۔

شعرا۔ ممکن نہیں کہ ٹیکون کی صحبت اثر پذیر ہو + شہنم کے قطرہ کو پھول جی آفتاب تک پہونچایا ہے۔

خلاصہ: جیسے شہنم کے قطرہ کو پھول کی صحبت آفتاب کی قربت کا باعث ہوئی اسی طرح ہر ایک شخص کی صحبت اپنا ٹیک اثر ظاہر کئے بغیر نہیں رہتی ہے۔

شعرا۔ ایک سانس سے چہان کو روشن کرنا ممکن ہے۔ جو شخص صبح کے میا آہستہ سانس لے۔

خلاصہ: جو شخص کو غور و غوص سے کام لے تو ممکن ہے کہ دوس ایک کی نگر و مثال سے دنیا کی ساری محکمیں آسان ہو جائیں۔

شعرا۔ شمس ہے کہ حق اپنے مرکز پر پہونچ جائے۔ ویو کے اتحاد میں سلیمان علیہ السلام

کی انگوٹھی کو خراج نہیں ہوتا۔

خلاصہ: بیچ کو ہزار چھٹاؤں وہ کبھی یہود میں ہو سکتا، حق حق ہی ہوتا ہے ناحق کبھی حق نہیں ہوتا۔

شعر: عقل اوس شخص کو سزاوار ہے کہ جو شرم کی تردستی سے، دلوں کی پیشانی پر شرم کی انگوٹھی کی گرد کو صاف کرے۔

خلاصہ: زیور عقل اوس عقل مند ہی کے لئے رہا ہے جو گناہ گاروں کے جرم و خطا کو صاف کرتا رہے۔

شعر: ارباب تجروے اہل عالم کو تکلیف نہیں پہنچا کرتے۔ عیسے علیہ السلام کے محل میں کو اور بھی آسانی سی ہو گئی۔

خلاصہ: دنیا کے تعلقات و رکبتے والوں سے دنیا داروں پر بگڑ کر کوئی بار نہیں پڑتا۔ شعر: کہنے سے دولت بہت جلد منہ موزیاتی ہے، سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی نے دیو کو جیسے بیزار کر رکھا تھا۔

خلاصہ: جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کو بہن کر دیو مضطرب حال ہو گیا تھا اسی طرح کہینہ کو دولت بیزار کر کے اوس سے منہ موڑ لیتی ہے۔

شعر: اگر احسان کے ہاتھ سے دلوں کا سر ہم تو نہیں بن سکتا ہے تو خیر کبھی تو اپنی ہر دل عزیز ہی کے اہل عالم کو تسلی ہی دیا کر۔

خلاصہ: اگر سلوک اور احسان نہیں کر سکتا ہے تو خیر پریشان غلوں کی دلدلی ہی کیا کر سکتا ہے۔ شعر: تمام سال میں دوا قشائی کے صرف ہی دس دن ہیں، ایام محرم کو فطرت میں

(کہیں) کہہ نہ دینا۔

خلاصہ: الف: حسین کے غم میں جہد و تم اپنی آنکھوں سے آنسو کے قطرے ٹپکا کر اللہ تعالیٰ تمہارے جہد و خطا کو دھوئے کے لئے ہر ایک آنسو کے قطرہ کو ایک ایک دنیا بنا دینگا۔

جہد: حسین کے غم میں جہد و تم اپنی آنکھوں سے آنسو کے قطرے بہاؤ گے اللہ تعالیٰ تمہارے ہر ایک قطرہ آنسو کے بدل جنت اعلیٰ میں تمہارے لئے ایک ایک موتی کا محل بنا دینگا۔

شعر: اسے صاحب جہد ملی بن غرور سر سے جانا رہتا ہے، جیسے فقر و اجہم کے لڑکے کے دل کو دنیا سے لایع کر دیا تھا۔

خلاصہ: فقر و فاقہ دنیا کی محبت اور منزلت کو پہنچ کر دیتی ہے۔
 شہر: ایام جوانی کو سیاہ کاری میں ہرگز صرف نکرہ کاری زمین میں آب حیات کو خارج مت کر۔

خلاصہ: جوان کو سیاہ کاری میں صرف کرنا ایسا ہے جیسے آب حیات کو کھاری زمین میں صرف کرنا۔

شہر: خاموشی کے ہر سے تنج زبان کی نگہبانی کر، اگر تو جنگی کی در بے جنت کا خزانہ۔
 خلاصہ: اگر اس دارالحسن کے مصائب اور آلام اٹھانے کے بعد آرام گاہ جادوانی میں پہنچ جانا چاہتا ہے تو خاموشی اختیار کر۔

شہر: شراب کا استعمال چھوڑ دے کیونکہ خوشحال پھول کے ساتھ (جیسے) خزان کی زرد رولی ہے (اویسی طرح شراب کے لئے بھی)۔

خلاصہ: شراب کی شہ کے بعد اوس کا خوارا عصارہ فتن اور جان فرسا ہے۔
 شہر: صنہون کا دل اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے مضبوط ہو جاتا ہے + شیر کا ڈر (جیسے)

بیٹان کا مخا نڈا ہوتا ہے۔
 خلاصہ: کم زور اور بے ہوا اگر خدا سے تعالیٰ کا سہارا دھونڈ لے تو پھر اوسکو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔

شہر: گنہگار کی جان کو جسم سے کوئی بچ نہیں پہنچا کرتا + جیسے قتل کا خوف قید خانہ کو پسند کرنا ہے۔

خلاصہ: گنہگار کی جان کو جسم سے کوئی تکلیف و ضرر کا اندیشہ نہیں۔
 شہر: اگر گس کو زندگی سے مراد کھانے کے سوائے کچھ بھی حاصل نہیں + نادان کو اوسکی لمبی چوڑی عمر سے کیا فائدہ ہے۔

خلاصہ: نادان اگر گردہ اور چیل کی طرح ہزار برس بھی زندہ رہے تو اوسکی درازی عمر کچھ بھی مقبول نہیں سمجھتا ہے۔

شہر: محبت کا دعویٰ اوس گروہ کو سزا دے + جو ناصحان کو بیٹائی کی کرے سمجھیں۔
 خلاصہ: احسان کر کے اوسکو کہی زبان پر دلائیں اور احسان کے اظہار کو مقبوض خیال کریں ایسے کو گمراہی محبت ہیں۔

شعرا۔ مرنے کے وقت اس شخص کے حسرت کی آنکھ پیچھے لگی نہ رہے گی۔ جس نے اپنا
ال خود ہی چن لیا ہے۔

خلاصہ ۱۱۔ جو شخص اپنے ال و مشاع کو اپنے سفر اور کوچ سے پہلے ہی پہل مقام مقصود
پر پہنچا دیا ہو تو وہ کیون انوس کی نظر سے اپنے پیچھے نہ لگے گا۔ یعنی مرنے کے پہلے ہی
وہ آخرت کا نظام کر چکا ہو تو اب اس شخص ہرگز انوس نہیں کرتا۔

شعرا۔ منزل آرا سے دلجوئی اور ہمدردی کی توقع نہ کر، کیونکہ انکے دست و دل کی طاقت اور
قدرت مشرکوں کی تعمیر ہی میں صرف ہو چکی ہے۔

خلاصہ ۱۲۔ گہروں کی تعمیر کرنے والے اپنی ساری ہمت اور قدرت کو جب بگڑنے کی تعمیر میں
صرف کر دیتے ہیں تو ان سے پہرہ و سوزی اور دلجوئی کی توقع رکھنی محض بیکار اور بالکل بے سود ہے۔
شعرا۔ دامن شب کو چھوڑنا سے عرض مطالب کے وقت نہ کیونکہ دامن شب کشتی دال کی
باد بان ہے۔

خلاصہ ۱۳۔ فیضان شب بیداری اور آثار اجابت و عارضہ شریعت بیان نہیں ہیں۔
شعرا۔ بیداروں سے اپنے درگملاج کی امید رکھنی ایسی ہے + جیسے کوئی شخص پہرہ میں
جیسے ہونے کا نئے کو بچھو کے دنگ سے نکال رہا ہے۔

خلاصہ ۱۴۔ سچ ہے۔ بے درد و درو کو کیا جانتا ہے۔
شعرا۔ ستاروں کے شوخ دیدوں سے میں بہتر رہوں۔ کسی خرمین میں نہ چلتا رہا کرتا ہوں
خلاصہ ۱۵۔ (الف) صاحب کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف مخاطب ہو کر یہ عرض کرتے ہیں
کہ اے میرے اللہ میری شب بیداری پر یہ آسمانی ستارے رنکے حد سے مجھ کو گہور گہور کر دیکر
رہے ہیں۔ دوسروں کو ان ستاروں کے شوخ دیدوں کی نظر جلدور شک سے بچا لینا۔

اجا عاشق صادق اپنے معشوق کی یاد اور آتش فراق کی آگ میں اور بیداری سے بیدار
ہو کر رات کو جاگتے اور اختر شماری کرتے ہوئے ستاروں کے شوخ دیدوں پر ادا ہو کر یہ کہتا ہے کہ
اے شوخ نظر تار و تنہا ہی عاں از نظرتن مجھ کو نہایت ہی بڑی معلوم ہوتی ہیں۔ تنہا ہی
ان شوخ دیدوں کی چٹکائیوں سے اللہ تعالیٰ اور زمینوں دروں کو جلنے سے بچا لے۔

شعرا۔ صحبت غینت ہے جب ہم سب باہم مل گئے ہیں۔ نہیں معلوم کہ پہر اس شخص
کے تکرارے ہا ہم کب ملین۔

خلاصہ ۱۷۸۔ صحبت اور یکجائی نہایت غنیمت ہے۔
 شعرا۔ سوکھی روٹی پر قناعت کرنا کہ تو بے آرزو ہو جائے، کیونکہ مختلف نعمتوں کھیلنے
 مختلف خواہشیں بھی ہیں۔
 خلاصہ ۱۷۹۔ جنگ و ملی پختاوت کرنی بہتر ہے کیونکہ جقدر نعمتیں ہیں اسی قدر آرزو اور تمناؤں کا
 ہجوم ہے۔

شعرا۔ اس دنیا میں صرف ایک لحظہ کا صبح کی طرح تو مہمان ہے، تلخ حلق والوں کے حلق کو
 شہرین دمان بنا۔

خلاصہ ۱۸۰۔ جب ہمارا دینیوی قیام بالکل ناقابل اعتماد اور نقش بر آب ہے تو ہم کو لازم ہے کہ
 غم دیدہ ستم کشیدہ لوگوں سے خلق و معیت اور حلم و مروت سے پیش آئیں۔ اور ہر طرح اور نہیں اپنی
 دغوشیں رکھیں۔

شعرا۔ اے سیاہ دل خاندان سازی کو خود سازی سے بدل دے، کیونکہ ملکبازی سے ہلکا
 گرد و دھول کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

خلاصہ ۱۸۱۔ شئی کے اکیلے میں اتنے پاؤں، جسم و لباس میلے اور خراب ہوتے ہیں تو ہم کریں
 تو ایسا اکیلے کہیتا ہے۔

اے غافل خاندان سازی چھوڑ اور خود سازی کی طرف توجہ کر اپنی اصلاح، خاد کی فکر کر۔
 شعرا۔ جو شخص جھکے ہوئے نظر سے دیکھے میں اس کا المیہ، اس کی ہوتا ہو کیونکہ تیرے
 تیرے نشانہ کیلئے رحمت کی اہمیت کا حکم ہے۔

خلاصہ ۱۸۲۔ نفاق کے حق میں تیرا تیرے رحمت کا سبب ہوتا ہے اسی طرح جو شخص مسکرو
 تیرا ہی نصاب ہے دیکھے تو تیرا اس کی زد سے محفوظ رہنے کا ممنون ہوتا ہوں۔
 شعرا۔ عالم پیری میں ندامت نہ آئے ہو یا نہ سے مرثیہ رکھو، صبح کے پانچ سے رات
 کے ہفتہ کو توڑ ڈال۔

خلاصہ ۱۸۳۔ عالم شباب کے جرم و خطا کی سیاہی کو عالم پیری میں عرف ندامت اور خجالت
 سے دھو ڈال۔ سینے جب تو بوڑھا ہو گیا تو رات دن ہر دم و لحظہ توبہ اور استغفار کر گلوں کے
 سوائے اپنی زبان کا اور کوئی کلمہ و کلام نہ بھلا کر۔

شعرا۔ ہماری نظر میں دنیا کا کچھ مرتبہ نہیں ہم اس کو نہیں دیکھتے ہیں جو ہمیں نہ دیکھے۔

خلاصہ: بیچ ہے جو ہم کو نہ دیکھے ہم اوسکو کیوں دیکھیں۔ دنیا اور انبیاء ہمارے
نظر میں آتی ہے۔

شعرا: زندگی اور مرے میں ایک میں امتیاز ہے۔ جو شخص ہم کو نہ دیکھے ہم اوس کو
مردہ خیال کرتے ہیں۔

خلاصہ: جب زندگی اور مرے میں صرف دیکھنے کا فرق اور امتیاز ہے تو جو شخص ہم کو
نہ دیکھے ہم اوسکو مردہ سمجھتے ہیں۔

شعرا: ظاہر کنائش کا دلدادہ شکل ہے کہ باطنی اصلاح کی طرف توجہ کرے۔ کپڑا دھو
والوں کے دل کا لباس میلا ہی رہتا ہے۔

خلاصہ: دھوبی جیسے پیلے کپڑے پاک و صاف کرتا ہے کیا کبھی اپنے دل کو ہی
صاف نہ کرے گی اوس نے فکر کی ہے نہیں۔ پس اسی طرح نمودنائش کے دلدادے اصلاح
باطنی کے طرف کب اور کیسے راغب اور ایل ہو سکتے ہیں۔

شعرا: راضی برضا کو دنیا سے کبھی ہرگز بچ نہیں پہنچ سکتا، مگر وہ کی آگ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے لئے باغ ہو جاتی ہے۔

خلاصہ: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور وحی مضا جونی کے نظر و لحاظ سے حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے مگر وہ کی ہر گز کافی ہوئی آگ میں گر جانے کو منظور فرمایا اور آگ کا مطلق خوف و
خطر نہیں کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم پر راضی اور رضا برضا کر رہنے والے نیک بندے

دنیا سے فانی کی آفات و بلیات۔ مصائب اور ہنگاموں کا مطلق فکر اور اندیشہ نہیں کرتے۔

شعرا: بہیک مانگنے والوں کو دل کی صفائی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ سچے مذہب
والے صبح کو خون آلودہ روئی نصیب ہوتی ہے۔

خلاصہ: بہیک رنگوں کو دل کی صفائی پیدا کرنے سے کچھ بھی نہیں ملتا اگر اسیان کچھ
مل بھی گیا تو ایسا ہی بلاتا ہے جیسے صبح نے خون آلودہ نان آفتاب پالی ہے۔

شعرا: کمینوں کے ساتھ کی روئی فریاد کی نوبت لاتی ہے (جیسے) ایک روئی کے
تکڑے پر کٹا فیروز کا دشمن ہو جاتا ہے۔

خلاصہ: جیسے بہیک مانگنے والے کی انگلی ہوئی روئی کے ٹکڑوں پر کٹ چکات ہے اور
وہ دونوں باہم ملتے جگڑتے ہیں۔ اسی طرح کمینوں کے ساتھ کی روئی فریاد کی نوبت لاتی ہے۔

شعرا۔ اپنی امیدوں کی دوری کو تو کوتاہ کر لے۔ اپنے پردہ بال کو شکنجہ میں رکھنا مست ہے۔
خلاصہ۔ لا یعنی امیدوں کو بڑا بڑا کر، دیکھنے کی سیالچ اور فواید سے محروم رہنا اور حسرت
ویاس سے دنیا چھوڑنا عقائد کام نہیں ہے۔

شعرا۔ جس شخص کو اس مہمان خانہ دنیا میں کہانے پینے کی کٹ دگی نہیں ہے، زندگی
ہی میں وہ قبر کی تنگی میں گرفتار ہے۔

خلاصہ۔ سچ ہے انسان کو اس کے اپنے ضروریات لاحقہ کی احتیاج عذاب قبر سے ہی
زیادہ عذاب وہ ثابت ہوتی ہے۔

شعرا۔ جب دل اللہ تعالیٰ کی (یاد) سے غافل ہو گیا تو تن کا فرمان بردار ہوتا ہے مگر فواید
(اپنی پیٹھ) پر سوئے ہوئے سوار کو جہان چاہتا ہے لیجاتا ہے۔

خلاصہ۔ جیسے گھوڑا اپنی پیٹھ پر سوئے ہوئے سوار کو جہان چاہتا ہے لئے جاتا ہے
اسی طرح اللہ تعالیٰ سے دل جب غافل ہو جاتا ہے تو وہ تن کا فرمانبردار بن جاتا ہے۔

شعرا۔ اللہ ار کے حصہ میں۔ مال کے جمع کرنے سے مجبوری ہی نصیب ہوتی ہے (جیسے خرچہ)
کے سانپ کا زرق و برق و تاب کے سوا کچھ بھی نہیں۔

خلاصہ۔ جیسے خزانہ کے سانپ کو سوائے بیچ و تاب کے خزانہ سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا
اسی طرح مال دار کو مال جمع کر کے اس کو چھوڑ جانے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے۔

شعرا۔ اپنے اوقات کو بے کاری میں تو صرف مست کر۔ اپنے کام کو تو کل کے چہرے
کا پردہ بنا۔

خلاصہ۔ اپنے اوقات کو بے کاری میں صرف کر کے تو کل کا دم بہرنا اور مستو کل کہلانا اخلاقی
اور مردت اور تسمیہ کتب و اکتساب سے بالکل بعید ہے۔

شعرا۔ نعمت کے کھانے والے دانستون کو تو شکایت ہی میں گرا ڈالا۔ ان تیس پاروں
کو درنی گردانی ہی میں کہہ کر دیا۔

خلاصہ۔ جیسے قرآن مجید فرخان حمید کے تیس پاروں کو تو نے درنی پہننے ہی
میں پڑائے کر دیے ہیں اسی طرح نعمت کہا نیوا لے تیس دانستون کو تو نے کفران نعمت
(ناشکری) میں گرا ڈالا۔ لب گور پہنچ گیا۔ مگر انوس ہے کہ اب تک لے احسان فراموش اللہ
تعالیٰ کی نعمتوں کا کہی تو شکر گزار نہیں ہوا۔

شعشہ۔ تارہ شماروں کی آنکھیں آفتاب کے جیسے روشن ہوگی، شب زندہ واروں کی پیشانی چاند کی طرح صفائی پیدا کرے گی۔

خلاصہ ۱۱۱۔ الگ الملک۔ پروردگار عالم کی باد اور اوسکی حمد و ثنا۔ اور بیچ و تنہیل تحمید و تہجد میں ساری رات جاگنے والوں کی آنکھیں فردا۔ بے قیامت آفتاب کی صیہ روشن اور تہجد گزاروں کی پیشانی چاند کی طرح چمکنے لگے گی۔

شعشہ۔ ناامیدی کی بوہست ہی پر کج ہمت پٹری رکھتی ہے۔ امید واروں کو اپنی بارگاہ سے محروم مت، لوٹنا۔ خلاصہ ۱۱۲۔ سائل کے سوال کو نال کر او کو خالی بات داپس کرنا ادبار کی نشانی ہے۔

شعشہ۔ ہمارے مقصد کا اس مسئلے کو ناہ ہے۔ کہ چہاں سوال کا پانچہ مخلوق خدا کے آئینہ ہو گیا۔ خلاصہ ۱۱۳۔ اللہ پاک کی بے نیاز درگاہ سے نہ مانگ۔ کہ او کی مخلوق سے جو ہم مانگ رہے ہیں اسلئے ہمارے مقصد اور مطالب پر سے نہیں ہوتے ہیں۔

شعشہ۔ دل کا مطلب پیشانی ہی سے ہم پر ظاہر ہو جایا کرتا ہے۔ آئینہ کی طرح پوشیدہ اور ظاہر ہم پر سب ظاہر ہے۔

خلاصہ ۱۱۴۔ ہمارا دل آئینہ کی طرح روشن۔ صورت نامے حال و قال ہے۔ اسلئے ہر ایک شخص کی پیشانی ہی سے ہم اس کے دلی ارادوں کو معلوم کر لیا کرتے ہیں۔

شعشہ۔ جہان کا مال و زر و عر گزاران کو چسپائے ہوئے رکھتا ہے۔ چمپلی کے چمکو کے موافق اس کے پوست کے نیچے کا نیشہ ہوتے ہیں۔

خلاصہ ۱۱۵۔ جیسے چمپلی کے چمکے اس کے پوست کے نیچے کا شون کو پوشیدہ رکھنے ہیں اوسی طرح روپیہ۔ پیسہ بھی عمر پیش بہا کے نقصان اور ضرر کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔

خلاصہ ۱۱۶۔ کہ انسان زروال کی محبت اور لغت میں گرفتار ہو کر اپنی بیش بہا زندگی اور عزیر کو مفت رائیگان اور برباد کئے جاتا ہے۔

شعشہ۔ ہماری ناویدہ آنکھ موت کے سیا سیر نہیں ہوتی۔ ہمارا دیدہ حال کی طرح خاک سے سیر نہیں ہوتا۔

خلاصہ ۱۱۷۔ ہم ایسے طامع اور حریں ہیں کہ ہماری طمع اور حرص مرنے مٹنے پر ہی کم ہوتی ہو ورنہ ہم اپنی زندگی میں تو قسم اول کی تقدیر اور تقسیم پر کبھی قانع اور شاکر نہیں ہوتے۔

شعشہ۔ میری امید خاموشی سچا ہے ایک کے دس گن بڑھ گئی جبکہ میں بیٹہ ویکہا کہ

گنگوٹن کا ہاتھ اشارہ سے سارے کام پورا کرتا ہے۔

خلاصہ ۱۱۱۔ جب گنگوٹن بھی اشاروں سے اپنے سارے کام دکھان پورے کر لیا کرتے ہیں تو میری اتنی خاموشی سے کچھ بھی نتیجہ پیدا نہیں ہوا۔
شعرا۔ دریائے احسان پر میری آنکھیں آنسو نہیں بہا تیں۔ قناعت کا تھوڑا سا ثانی ہی مجھ کو قانع بنا دیتا ہے۔

خلاصہ ۱۱۲۔ میں تمام ازل و اندہ قالی کے تقسیم رزق پر شاکر ہوں اسلئے مجھ کو کسی کے دولت اور شرف و تندرست پر رشک و حسد نہیں ہے۔
شعرا۔ چنان کے دوستوں سے جو شخص دولت مند ہو جاتا ہے۔ ہمارے دوستوں سے ایک دوست گھٹ جاتا ہے۔

خلاصہ ۱۱۳۔ دولت و دوستوں میں تفریق پیدا کراتی ہے۔ دولت کے غرور سے دوستوں کو دوست نہیں خیال کرتا۔ اسلئے ہمارے دوستوں سے جو دوست دو لقمہ ہو جا رہے خیال کرتے ہیں کہ وہ دوستوں سے ہمارا ایک دوست کم ہو گیا۔
شعرا۔ اے صاحب عمر کو درخت کی بنیاد جقدر کمزور ہوتی ہے۔ (اوسی طرح) اسی دن کی جڑیں دل میں مضبوط ہوتی جاتی ہیں۔

خلاصہ ۱۱۴۔ انسان جقدر نحیف و ضعیف ہوتا جاتا ہے اسی قدر وہ زیادہ حریف اور طامع ہوتا ہے۔

شعرا۔ جس نے دولت پائی۔ اوس نے ہمارے نام کو اپنے لوح سے دھو ڈالا۔ ہمارے زمانے میں دولت طاق نسیان بن گئی ہے۔

خلاصہ ۱۱۵۔ ہمارے زمانہ کی دولت اور امارت، سبق آموز خاموشی آشنائی و آشنا یان شعرا۔ تو اپنی آنکھ اور دل میں غفلت کو راہ مت دے۔ لمحہ کی غفلت میں خواب راحت کو ڈال۔

خلاصہ ۱۱۶۔ اس دور و زہ زندگی میں یاد الہی سے تو بے گز غافل نہ رہو۔ خواب راحت کو لمحہ ہی کے لئے رکھ چھوڑ۔ یعنی مجھ کو قبر میں دل بہر کر سونا ہی سونا ہے تو پھر اس دو روزہ زندگی میں کیوں یاد الہی سے غافل رہتا اور اسکو خواب غفلت سے بچ کر تا ہے۔
شعرا۔ دولت کے تیز رفتار گھوڑے کی باگ کو۔ مظلوموں کے دعام کے ہاتھ

سے سنبھالے ہوئے رکھے۔

خلاصہ:۔ جبکہ اپنی دولت کے قیام کے لئے مطلوبوں کی دعا لینی بنایا، نہ خود کلمہ ہے
شعش:۔ اینٹ کا کتبہ اور خاک پریشان کا بچہ بنا بنا۔ مغل کے بچہ ہونے سے غفلت
کی نیند کو زیادہ نہ کرے۔

خلاصہ:۔ عبادت اور ریاضت سے نفس آثار کو مغلوب بنا۔
شعش:۔ موافق ہمارا ہیون سے راستے میں جد امت ہو جا۔ جدائی کے داغ کو
ہرگز گہرا نہ بنا۔

خلاصہ:۔ تیکون کے قدم بقدم چکر منزل مقصود پہ پہنچنے کی (نجات ابدی
حاصل کرنے کی) تجھ کو بھی کرنی چاہیے۔ ورنہ اپنے عزیزوں کی جدائی کا غم اور اون کی
فرقت کا المیرے داغ غربت کو اہر بھی گہرا بنا دے گا۔ حیرت انگیز مال (تمانی) ممکن نہیں ہے۔
شعش:۔ جبکہ اسمان ملو قہود مناصب علی عطا کرے۔ آفتاب کی طرح اوس کے
زوال کا وقت ہمارے آگے ہے۔

خلاصہ:۔ سچ ہے ہر کلمے راز والے۔ مراتب اور مناصب۔ دولت و ثروت
ہرگز قابل اعتماد اور لائق اعتبار نہیں۔

شعش:۔ سانس کے پیرے سے شرمندگی کی گرد کو ن صاف کرتا۔ اگر کریم کو شرم
کرم نرم نہ کرتی۔

خلاصہ:۔ اگر ماہ سخاوت۔ کریم النفس (مرد سخی) کے دل کو نرم نہ کرتا تو سائل
کے سوال کو کون پورا کرتا۔ یعنی اگر مرد کریم سخاوت نہ کرتا تو مانگنے والو کو کون دیتا۔

شعش:۔ پریشانی سے میرے دل پر کچھ بھی لال نہیں۔ ہر ہنہ تلوار کی طرح میرے
لئے فتح کا جامہ ہے۔

خلاصہ:۔ جیسے کہی تلوار میدان کا صفایا کرتی ہے اسی طرح میاں دل و دماغ
جو رنج و ملال کی گرد سے بالکل پاک صاف ہے دنیا کی مشکلات اور بے آرامی کی کچھ
پر وا نہیں کرتا۔

شعش:۔ دیوانگی مجھ کو جھٹل اور پہاڑوں کی طرف کھینچتی ہے۔ ہر ایک لالہ مجھ کو
جدا جدا پیالہ دیتا ہے۔

خلاصہ۔ عشق حقیقی مجھکو بخل اور پھاڑوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور اپنی پیالیوں میں شراب الٹ کو بہرہ رکھ پلٹانا اور ست و دھنور کرتا یعنی مجھکو عشق حقیقی سے ست اور سرشار کرتا ہے۔

شعر۔ میرے قدر والی کے کان میں زر کا حلقہ ہے جو شخص کہ مجھکو واجبی کمالی دیتا ہے۔

خلاصہ۔ مفید اور کارآمد نتیجہ اور نصیحت کو میں اپنی کمال غرت و ابرو سمجھتا ہوں شمس۔ وہ آزاد (قاطع تعلقات دنیا سے) بہت ہی بہلا ہے جو اپنی فیکری کو خلوق کی نظروں سے محفوظ رکھے۔ گویا شمس تنہائی کو گوشہ چشم تو فٹ بنا ہے۔

خلاصہ۔ وہ شخص بہت ہی اچھا ہے کہ جبکو گوشہ چشم تنہائی سے دینا سے دنی

شعر۔ خود پسند و ریشمی کپڑوں پر ایسا فخر کرتا ہے۔ جیسے کسی نے مقنا حیرری کو از ہر کہ لیا ہے۔

خلاصہ۔ مقامات حریری کے (فارسی کی ایک اونی کتاب ہے) حافظ کو اپنی لیاقت اور فضیلت پر جیسے فخر ہوتا ہے ایسا ہی بیوقوف اور نادان شخص اپنے ریشمی کپڑوں پر اترتا ہے۔

شعر۔ شمشیر حوادث کے نیچے ہم مضبوط اور مستقل ہیں۔ ہم دریا ہیں سیلاب کے منہ نہیں موڑتے۔

خلاصہ۔ سیلاب اور تھلم امواج کے تہ پٹیروں اور طابچوں سے دریا میں سورج اسی طرح ہم بھی زمانے کے حادثات اور اسفات سے بالکل سبک اور گزر ہیں۔ شعر۔ نقش کج رفتار کو تنگ دستی سید کر دیتی ہے بیچ کتاب سانچے راستے کو بڑا دیتا ہے۔

خلاصہ۔ جیسے سانچے راستے کو بیچ کتاب او سکود وڑنے سے عاجز کرتا ہوا اسی طرح کج رفتار نقش کو تنگ دستی مجبور اور مغرور بناتی ہے۔

شعر۔ کشادہ پیشانی والے (راست گو) کو راستی سے شرمندگی نہیں ہوتی (جیسے) سید نقش گلینہ کے چہرہ کو سیاہ نہیں کر سکتا ہے۔

خلاصہ: جیسے سید البشر نیکو کو سیاہ رو نہیں کر سکتا ہے اسی طرح رات بازو کو دروغ گوئی کی خالصت اور ندامت کی سیاہی سیاہ رو نہیں کر سکتی۔ لیکن رات گو کہ کبھی جھوٹ کہنے کا ثبوت آتی ہے اور وہ جھوٹ کی ندامت سے تادم ہوتا ہے۔

شعرا: باپ کے گھر (جائے) سے فرزند کا مانع کون ہو گا۔ ہم سے اللہ تعالیٰ بہت بریں کو کب دریغ کرے گا۔

خلاصہ: ہم ابن آدم بن۔ حضرت نبینا آدم علیہ السلام کا گھر جنت ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم یقینی توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہم کو ہمارے باپ کے گھر (جنت) میں جائے۔ ہمیں روکے گا۔ ہم کو انشاء اللہ تعالیٰ سارا مردی گھر (جنت) ضرور ملے گا۔ شعرا: محراب غیب سے یہاں کے طفیل ہمارا رزق ہم کو پہنچے گا جو ہمارا مہمان ہوتا ہے۔ (در اصل) وہ ہمارا میزبان ہے۔

خلاصہ: یہاں ہمارے رزق کے ساتھ ہمارے رزق کو بھی ہمارے گھر لانا آپ کہاں اور ہمیں کہلاتا ہے۔

شعرا: شراب (عشق حقیقی) تجھ کو پریشان جہان سے خارج کرتی ہے۔ ہر ایک پیالہ میں تجھ کو دوسری ہی حالت میں لاتی ہے۔

خلاصہ: طالب مراد کو اللہ تعالیٰ کے دیدار پاک کا عشق اس جہان فانی سے بالکل لاپرواہ کر کے دنیا سے فانی کی قدر و منزلت کو اس کے نظروں میں بالکل ہی گمشا دیتا ہے۔ شعرا: اگر مظلومان تجھ کو گہرین غوطہ بھی دے تو تو راضی امت، ہو جاؤ آخر رشتہ کی طرح تجھ کو لاغر کر دے گا۔

خلاصہ: اگر غلبہ سمان تجھ کو گہرین غوطہ بھی دے لیکن تجھ کو الال بنا دے تو اس کی اعتقاد کمزور نہ کرے کہ رشتہ کو گہر کی مواصلت نے جیسے لہجہ بڑا دیا ہے اسی طرح تجھ کو بھی بیوفازانہ تر و توات اور التفکرات سے خائف اور ضعیف کر دے گا۔

شعرا: انجام کار ایک گہوٹ پانی کے لئے تجھ کو محتاج کرے گی۔ اگر دولت تجھ کو دقت کا سکہ بھی بنائے۔

خلاصہ: اگر دولت دنیا تجھ کو دقت کے لئے بادشاہ بنائے تو تو یہ یقین رکھ کہ آخر کا سکہ کی طرح تجھ کو بھی ایک گہوٹ پانی کا محتاج بنا دے گی۔ دولت گہوٹ پانی کی احتیاج

سکندر کی مناسبت نظر ہے۔
 شعرا۔ اپنے نگہداشت کے لئے شمع کی طرح مستعد رہو۔ اگر سفید آسمان تجھکو زبرد کا
 تاج بھی پہنا دے۔

خلاصہ۔ جیسے شمع کو اوس کے تاج زرنے گھٹنے اور پگھلنے کی مصیبت دے رکھی ہے
 اویسی طرح اگر یہ آسمان تجھکو زبرد کا تاج بھی پہنا دے (یعنی مالا مال کروے تو کچھ تیرے لئے باعث
 عزت و افتخار موجب راحت و آسائش نہیں بلکہ اونٹے مصیبت اور ہلائی پڑے گی۔

شعرا۔ ہمارے ہون سے مجھکو سبکداری کب غافل کر سکتی ہے۔ ہر شخص کا بد جزین پر ہے اور
 میرا بوجھ میرے دل پر ہوتا۔

خلاصہ۔ میری اپنی سبکداری مجھکو اپنے ہمارے ہون سے ہرگز غافل نہیں کر سکتی ہے ہر
 شخص کا بد جزین پر ہے مگر میرے غم و درد کا بوجھ میرے اپنے دل پر۔
 شعرا۔ دولت کی بنیاد کو ظالم خود اپنے ہاتھوں اوکھیرتا ہے۔ ظالم اپنی رعیت کو
 بیگانے کا شکر بنا ہے۔

خلاصہ۔ ظالم ظلم و تعدی اور جبر و حفا سے اپنی بربادی کا خود خواہ سنگار و طالب
 ہوتا ہے اور اپنی رعایا کو پریشان کر کے اپنے دشمن کا طرفدار بناتا ہے۔ پس اس سے یہ ثابت
 ہوا کہ ظالم اپنی برائی کو خود ہی اپنے ہاتھوں مول لیتا ہے۔

شعرا۔ تیرے عقل و فہم کو عقبے کا اندیشہ کہاں ہے۔ ظاہر اور باطن میں تجھکو روٹی
 اور کپڑے ہی کا فکر لگا ہے۔

خلاصہ۔ جب انسان ہر دم و لحظہ روٹی کپڑوں کی فکر میں مصروف اور نہمک رہے
 تو پہلا اوسکو آخرت کی فکر اور نجات کا اندیشہ کب اور کیسے ہو سکتا ہے۔

شعرا۔ توجہ قدر پست ہوگا اویسی قدر بلند ہوگا۔ ہم نے بلندی اور پستی کے غبار
 کو آزما پایا ہے۔

خلاصہ۔ زمین کی گرد و جراثیم پست اور پستی کی حالت میں ہوتی ہے ہوا کے
 پلنے سے آسمان تک رسائی پیدا کرتی ہے ایسے ہی ہماری اپنی پستی ہم کو ضرور ایک دن بلندی
 و معراج ترقی پر پہنچا کر رہے گی۔

شعرا۔ تیج پیرنے والوں کے کمرے خدا پناہ میں رکھے۔ کیونکہ ایک سکندر کے حلقہ میں

یہاں تو سر ہوتے ہیں۔
 خلاصہ: صاحب کتب فرماتے ہیں کہ جس کند کے حلقے نے تلوں کو گانٹھ دیا ہو
 تو ایسے کند والے بیٹے نکار اور فریبی کے کردار سے خواہی مخواہ رکے یعنی دیا کا ریشہ
 پھیرنے والے اندر تاپا سکرا اور دغا باز ہوتے ہیں۔
 شعرا: تو نیند میں مست اور فیض کے پیالے دل شرب میں + ہمہ من منتظر کہ کوئی ہاتھ
 یہاں بلند ہو۔

خلاصہ: عین آدمی رات کو اندر تعالیٰ اپنے فیض کے دروازوں کو کھول کر فرما تا ہے کہ
 مانگنے والو مجھ سے مانگ لو میں تمہاری وعائیں قبول فرما تا ہوں۔ اور تمہاری منہ مانگی مرا دے گا
 دیتا ہوں۔ مگر مانگے کون یہاں تو خواب غفلت سے مست خواب ہو کر نیند کے غلبہ سے آنکھ
 کھولنی مشکل پر مدوں سے شرط باندھ کر سونا اور اینڈ اینڈ کر خواب غفلت کے مزے لوٹنا آخر
 کس صاحب قیمت کا کام ہے۔
 شعرا: دلیروں کو لشکر کی کثرت روگردان نہیں کرتی۔ نیتان شیروں کے کودنے
 پہاڑ نے کا مانع نہیں ہے۔

خلاصہ: جیسے شیروں کے کودنے پہاڑ کے نیتان مانع و مراعہ نہیں۔ اسی طرح
 لشکر کی کثرت دلیروں اور جانبازوں کو میدان کارزار میں مارنے مرنے سے نہیں روکتی۔
 شعرا: کہی کو کڑی بلا فکر و تردد جال میں پہاڑس بیٹی ہے + گوشہ نشینوں کو روزی دیا
 کرنے میں کمال حاصل ہے۔

خلاصہ: جیسے کڑی گوشہ نشینی میں بیٹھے بیٹھے اپنے شکار کہی کو باسانی پہاڑس لیتی
 ہے اسی طرح گوشہ نشین گوشہ عزلت میں بیٹھے ہوئے اپنے مقاصد و مطالب میں باسانی کا بیانی
 حاصل کر لیتے ہیں۔

شعرا: جیسا تک سے زخم زیادہ ہوتا ہے (اس طرح) دریافت اور تحقیق سے ایک
 کی ہزار معیتیں پڑھ جاتی ہیں۔
 خلاصہ: دریافت اور استفسار ہمارے زخم دل کے مندمل نہیں۔ بلکہ زخمش کو
 بڑا کرنے والے ہیں۔

شعرا: جان بوجہ کر شہرت کے لئے عقیق کی طرح تو (نقش و نگار سے) راسخی مدت ہو

کیونکہ ناموری کے لئے روسیا ہی لازم ہو گئی ہے۔
 خلاصہ **۱۱**۔ عقیق نے ناموری کے خیال غم بین نقش و نگار سے راضی ہو کر روسیاہ ہوا
 اسی طرح جھنگو بھی اپنی شہرت کے لئے روسیا ہی اور انگشت نمائی اُٹھانی پڑے گی۔ اس لئے
 شہرت کا طالب اور طلبگار نہ ہو۔

۱۲۔ اپنے سینے کی صفائی میں جہاں تک ہو سکے تو کوشش کر کہ اگر اپنے ساتھ دوستوں
 کے سینے کو صاف چاہتا ہے۔

خلاصہ **۱۳**۔ اگر جھنگو دوستوں کی صاف دلی منظور ہو تو۔ پہلے اپنے سینے کو رپا اور کر
 دغا و فریب سے پاک دھوا کر لے۔

۱۴۔ شاعر۔ کج بخشن کا خاموشی کے سوا کوئی علاج ہی نہیں۔ گل کے دل میں لب بابتہ
 چلی بخ و غم پیدا کرتی ہے۔

خلاصہ **۱۵**۔ جیسے لب بابتہ چلی گل کے دل میں رنج و غم پیدا کرتی ہے۔ بیٹھے اور کھڑے
 مقصد سے محروم رہتی ہے۔ اسی طرح پیڑ بھی بحث کرنے والوں کا علاج خاموشی سے بہتر ہے۔
 اور نہیں ہے۔

۱۶۔ شاعر۔ جیسے کڑا ہوا آدمی بٹانی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ اسی طرح عجب آدمی کٹے ہوئے کو
 آئینہ کاٹتا ہے۔

خلاصہ **۱۷**۔ جیسے کڑا ہوا شخص پانی میں کشتوں کی شکلیں دیکھ کر گہرا تا ہے اسی طرح
 میں آدمیوں کا ستایا ہوا ہوں۔ آدمیوں سے جھگڑتا ہوں۔

۱۸۔ شاعر۔ ابراہیم آدم ہے، وہ شہد ارسیقت لیجاتا ہے۔ کہ جو دولت میں نفس سرکش
 کی آگ کو تباہ کر لیتے۔

خلاصہ **۱۹**۔ جو دولت مند متکبر و مغرور ہو وہ ابراہیم آدم ہے اسلئے سبقت لیجاتا ہے
 کہ اس لئے امارت میں اپنے نفس پر غالب رہا اور ابراہیم آدم دنیا کی دولت کو چھوڑ کر
 نفس پر قادر ہوئے۔

۲۰۔ شاعر۔ تیری ہری خصلت سے بچہ پر جہاں تنگ ہو گئی ہے۔ اپنے پیر سے اس تنگ
 جوتی کو نکال کر پینک دے۔

خلاصہ **۲۱**۔ جیسے تنگ پالوش کو پیر سے نکال کر پینک دیتے ہیں اسی طرح تو اپنی بُری

عادات و خصال سے باز آجا۔

شعر۔ اقبال کی قدرت سے کوئی کام نہیں نکلتا۔ مگر دولت کے دامن کو نظرمون کی دعا کا آپ تھا سچا۔

خلاصہ۔ اقبال سے کوئی کام نہیں بنتا۔ بلکہ نظرمون کی دعا و دولت کی حفاظت کرنا سچا شعر۔ جو عقلمند و دانشور کی محض مین جاسے۔ خود کو ہوشیار بنانا غلامی و سلطنت سے۔

خلاصہ۔ دیوانوں میں دیوانہ بھانا منہ لکھتے اور عقلمندی ہے۔

شعر۔ کمینوں کے اختیار میں حکومت کی باگ مدت دے۔ کیونکہ اپنی بہلائی اور پیروی میں چھکے صرف کر ڈالینگے۔

خلاصہ۔ اگر تو کمینوں کے ہاتھ میں حکومت کا اثر دے دیکھا تو وہ فرد و تیری بڑائی میں اپنا فائدہ حاصل کر لینگے۔

شعر۔ غلوئی کے نبوت کی امید میں اللہ تعالیٰ سے کوئی غافل نہ ہو جا۔ یوسف کو کیا کوئی کہوئی چاندی کے بدل بچتا بھی ہے۔

خلاصہ۔ غلوئی کی نظر میں مقبول ہو سکے خیال سے اللہ تعالیٰ کی تو مدت ہو لجا۔ کیا کوئی عقلمند شخص غلوئی کی خوشنودی کو خائف کی خوشنودی پر ترجیح دیتا ہے۔ یعنی تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو چہرہ رشتہ کی خوشنودی کا طالب و طلبکار نہ ہو۔

شعر۔ سیزن کو خاموشی گو کہ ہوا خزاں بناتی ہے۔ اس کو کہہ سکتے کہ میں صدف سے پایا خلاصہ۔ توکل و قناعت رضا و تسلیم جیسے صدف کو گوہر آبدار اور در شہوار سے سمور کرتی ہے اسی طرح خاموشی سے ہمارے سینے بھی مومن گوہر اور محزون جو ہر ہوتے ہیں۔

شعر۔ آسمان و جو زمین قد خمیدہ منہ چاند کی طرح۔ انکار ہے کہ چیلنے کے لئے تیار اور آدہ ہو جا۔

خلاصہ۔ آسمان پر شک ہوا نیا چاند جیسے سینے کے آغاز ہونے کی خبر دیتا ہے۔ انکار ہوا خمیدہ قد ہم کو دنیا سے کوچ کرنے کا اشارہ کرتا ہے۔

شعر۔ ستارہ پرورش اور کہنا پر وہ در ہے۔ اس لئے عقلمند کہنے سے سینے کو ہر ترجیح خلاصہ۔ کہنے سے سستا چاہیے چونکہ اللہ تعالیٰ نے کان دے اور زبان ایک دی ہے اسکی یہی غرض و غایت ہے کہ سنا زیادہ اور کہو کم۔

شعرا - دنیا - دنیا داروں پر رحم نہیں کرتی - آتش پرستوں کو آتش ابلنے سے غوطہ نہیں کھاتا
خلاصہ - جیسے آتش پرستوں کو آتش نہیں بچا سکتی ہے - اسی طرح دنیا داروں کو دنیا
و بدسلوکی لینے لیا میٹ کرے (آمان نہیں دیتی -

شعرا - غمراہ سے رونے زمین کا قساو پیدا ہوتا ہے - کونسا دیو شراب کے فشے میں نہیں
خلاصہ - شراب سے ساری خواہیاں اور ہرمانیاں پیدا ہوتی ہیں -
شعرا - سوتے آدمی گرم جگہ کی تلخی سے بیدار ہو جاتے ہیں - (اس لئے) اس پریشا
خاکدان کو تو گرم مت کر -

خلاصہ - دنیا فانی ہے انسان کو بیان ہرگز دلچسپی نہیں لینی چاہیے -
شعرا - غصہ میری عیوب کا اور عیب میرا لباس ہے - زمانہ سے یہ ہی میرا لباس اور
میری غلبہ ہے -

خلاصہ - زمانہ میرے خلاف ہے اس لئے غم میری خوش اور غصہ میری پوشش بن گئی ہے -
شعرا - جو شخص اپنے ساتھ رگ گردن کے دو گواہ رکھتا ہے - دوسو چہوٹے دعووں کو
بھی ثابت کر کے رہے گا -

خلاصہ - غصہ کے وقت گردن کی رگین پھول جا یا کرتی ہیں - پس جو شخص غصہ کی حالت
میں گردن کی رگین پھلا کر پیچ پیچ کر بولے گا وہ اپنی اس حرکت سے چہوٹے دعووں کو بھی ثابت
کر کے رہے گا -

شعرا - اپنی قدرت اور طاقت پر مست انداز کہ ایک مٹھی اور مال اور پرنے - اصحاب قیل
کی شوکت کو توڑ ڈالو -

خلاصہ - جب ابا یحییٰ برحقیر اور تاجپیر نے اصحاب قیل کی شوکت اور جنت کو دہرا دیا
برہم کر ڈالا ہے تو تیرا اپنی طاقت اور قدرت پر کھڑکنا اور اتنا محض بیکار اور فیل عیث ہے -

شعرا - زمین گیران فطرت سے گفتگو کرنی لاحاصل ہے - سوئے ہوئے راستے کو گنہگے
آواز کی کچھ بھی پر دا نہیں ہوتی -

خلاصہ - جیسے قافلہ کا گھنٹا راستے کو بیدار نہیں کر سکتا - اسی طرح غافل را پر دوا لوگ
پند و نصیحت سے بیدار اور باخبر نہیں ہو سکتے -

شعرا - جب دشمن دوست ہو جائے تو - احتیاط سے تو غافل مت رہو - کیونکہ کجبال

پالی کی طرح کمر و فریج پوشیدہ رہتے ہیں۔

خلاصہ۔ جیسے کنجال کے نیچے آدمی ڈباؤ پانی پوشیدہ رہتا ہے۔ اسی طرح دشمن کا دلی عداوت اور بغض و حسد اس کے ظاہری محبت اور الفت کے پردہ میں پوشیدہ رہتا ہے۔ اس لئے دشمن کی ظاہر داری سے سخت محتاط رہنا چاہیے۔

شعر۔ زینغے ہوس کے باہر سے جس نے پوری رہائی پائی + اپنے قید خانے کے گوشہ کو دونوں جہان سے بھی نہیں بدلتا۔

خلاصہ۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے زینغا کے کمر و فریجے نجات پا کر قید خانہ کی مصیبت اور تکلیف کو اپنے فرمایا تھا۔ اسی طرح جو شخص حرص و ہوا کی قید سے رہائی حاصل کی ہو۔ دونوں جہان کی قدرو قیمت پر وہ اپنی اس رہائی کی فضیلت کو ترجیح دیکھا۔

شعر۔ اللہ تعالیٰ کی صنعت پر نظر کر اور لب کو بند رکھو + اوستاد کے خط کا دیکھنا پڑھنے سے بہتر ہے۔

خلاصہ۔ جیسے استاد کے خط کی عیب چینی، موم اور معیوب ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صنعت کو صرف دیکھنا ہی اچھا ہے اس کی عیب جوئی اور کلمتہ چینی ہرگز نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ انسان ضعیف الانیان اسرار الہی سے محض نابالغ اور رموز قدرت سے سراسر ناواقف ہے۔

شعر۔ ہر ہیز گاروں کا کام ہرگز بند نہیں رہتا۔ دیوار کے آگے حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے (خود بخود) راستہ پیدا ہو جاتا ہے۔

خلاصہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی کے لئے زینغا کے مقفل کمر کے دیواروں میں جیسے دروازے پیکر دیئے تھے اسی طرح ہر ہیز گار و کساکام کبھی کا نہیں رہتا۔

شعر۔ اللہ تعالیٰ کی طلب خوشنودی میں سب کربہ خلق کی رضا جوئی کا کھانا سٹھارہ ہوا ان نقصان کی عوض واجب کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔

خلاصہ۔ مخلوق کی خوشنودی بمنزلہ نفل کے اور خدا تعالیٰ کی رضا طلبی بمنزلہ واجب کے ہے۔ تو انسان کو چاہیے کہ وہ ایسا کام کرے جس سے اللہ تعالیٰ (جو اس کا حقیقی کارساز ہے) راضی اندوختہ رہے کیونکہ مخلوق کی خوشنودی سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

شعر۔ بیوقوفوں کے دولت کی ترقی کا ہرگز اعتبار نہیں + غالی کو زہر بہت ہی جلد کوٹھے کے کنارے سے گر جاتا ہے۔

خلاصہ: چھ غالی کوزہ کو تھے سے بہت جلد گر کر پھوٹ جاتا ہے اسی طرح بیوقوف لوگ اپنے مراتب و مناصب عالی سے بہت جلد ہٹ جاتے ہیں۔

شعر: نظر سے فقر کی پردہ داری کرتا ہوں۔ اگر چہیکہ بظاہر ہم صوف اور بجا تک لباس میں ہیں
خلاصہ: صوف و سجاد کا قیمتی لباس ہمارے فقر کا پردہ پوش ہے ہم اپنے فقر کو نظر سے اوس میں چھپاتے ہوتے ہیں۔

شعر: صبح کا منہ سحر خیزی کی وجہ۔ نورانی ہے عالم ضیعی میں دامن شب کو ہاتھ سے مرٹ چو
خلاصہ: ذات صبح نے جب صبح اُٹھنے کی عادت ڈالی تو اوس کے چہرہ پر نور پیدا ہوا یعنی سفیدہ صبح نمودار ہوا۔ پس انسان کو چاہیے کہ عالم پیری میں ساری رات عبادت الہی میں صرف کرے کہ اللہ تعالیٰ اوسکو اوسکی ریاضت اور عبادت اور شب بیداری کے صلے میں اوسکے گورگی تاریکی کو انوار رحمت سے بدل دے۔

شعر: پاس صحبت سے جھک کر دوزخ میں ڈال ہی چکا تھا۔ (بارے) تنہائی کا گوشہ میسورے لئے جنت درامی ہو گیا۔

خلاصہ: صحبت کی خرابی مجھے مستوجب دوزخ کر چکی تھی۔ مگر میں نے جب تنہائی اختیار کرنی کو اوس نے جھک کر جنت کا سمتی قرار دیا۔ یعنی صحبت کی گپ شپ اور لغویات سے اونٹن راہیگان جاتے ہیں۔ عالم تنہائی میں انسان حضور قلب سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر و اذکار میں مصروف ہونے سے اوسکی رحمت و کرامت کا سمتی ہوتا ہے۔

شعر: درخت کا پھل اوس کے رنگ و ریشہ سے جبروتیاب ہے۔ باپ کی پوشیدہ برائیوں بیٹے سے ظاہر ہوتی ہیں۔

خلاصہ: جیسے پھل سے درخت کے برے بیجے ہوتے ہیں اسی طرح باپ کی شرافت و ذراعت اوسکے لڑکے کی حرکات و سکنات ظاہر ہوا کرتی ہیں۔

شعر: خود پسندوں سے بینائی کی توقع نہ رکھنی چاہیے۔ مور کو اوسکے اپنے پاؤں کا عیب نظر نہیں آتا۔

خلاصہ: مور کی طرح جو لوگ خود آرا ہیں۔ اونہیں اپنا موجودہ عیب نظر نہیں آتا۔
شعر: تجھ سے جو کچھ راہ جائے اوس کا نتیجہ افسوس ہی افسوس ہے۔ اس افسوس کے سراپہ کو تو کب تک بچھ کرتا رہے گا۔

خلاصہ۔ انسان اپنی جمع کی ہوئی دولت کو جب اپنے ساتھ قبر میں نہیں لے جاسکتا۔ بلکہ اوسکو انوس کے ساتھ زمین چھوڑ جاتا ہے تو اس انوس کے سراپہ کی فراہمی سراسر بے سود اور بے نتیجہ ہے۔ پس انسان کو لازم ہے کہ ہرگز ایسے انوس کے سراپہ کو جمع نہ کرے۔
مشعر۔ بیدار دولت اگر ایک مدت تک جاگتی رہی ہے تو ہمارے نصیب کے زمانہ میں نیند کی قحطی ہے۔

خلاصہ۔ ہمارے زمانہ کے پہلے اگر دولت نے دوسروں کا ساتھ دیا ہے تو ہمارے زمانہ میں اوس نے ہم سے کنارہ کر لیا۔ یعنی ہمارے نزدیک بڑھکتی ہی نہیں ہے۔
مشعر۔ جب تک آرزو دل نہیں جاتی۔ سینے میں دل صاف نہیں ہوتا۔ آئینہ کا رنگ راکھ ہی سے صاف ہوتا ہے۔

خلاصہ۔ جیسے راکھ سے آئینہ صاف ہوتا ہے اسی طرح آرزو جبکہ خاک ہو جائے تو آرزو کی جلی ہوئی خاک سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ انسان جب اپنی خواہشات سے قطعاً دست بردار ہو جائے تو اوسکو اپنے قلب کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔
مشعر۔ جب صبح روشن ہو جائے تو خواب غفلت سے بیدار ہو جا۔ جامہ احرام کو تو ہرگز اپنا کفن نہ بنا۔

خلاصہ۔ جب صبح ہو جائے تو غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا اگر سوتا ہی رہے گا تو حرام وغیرہ صبح آئینہ کفن بنے گا۔
مشعر۔ جب تیرے بال سفید ہو گئے تو عورت کی آنکھ کہوں۔ اس چاندنی رات کو غفلت میں ضائع نہ کر۔

خلاصہ۔ جب تو بڑھا ہو گیا تو غفلت اورستی کو چھوڑ کر ہمہ تن یاد آگاہی میں مصروف ارجا بی چاندنی رات کو غفلت سے ضائع نہ کر۔
مشعر۔ اجرائی حکم میں چرب اور نرمی ایک رہنما کہتی ہے۔ تیل پانی کو اپنا زیر دست بناتا ہے۔

خلاصہ۔ جیسے تیل پانی کو اپنا زیر دست بناتا ہے اسی طرح حکم کے اجرائی میں چرب و نرمی بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔
مشعر۔ نرم کا انکشاف کس سے ہمیشہ سخی کہنچتی ہے۔ دوستوں کے ساتھ حد تک

سے متجاہز ہو جا۔

خلاصہ:۔ دو ستون کے ساتھ قتل و برداشت کی حد سے نگذر جایا کر در نہ نرم کمان کی طرح تھکے بھی سختیاں اٹھانی پڑیں گی۔

شع:۔ جب بال سفید ہو گئے خضاب سے ماتہ دھو ڈال۔ اندھیری رات میں صبح روشن کو مت چھپا۔

خلاصہ:۔ جب تیرے بال سفید ہو جائیں تو ہرگز اونکو خضاب سے کالے نہ کرنا کیا روشن صبح کو اندھیری رات میں پوشیدہ کرنا چاہیے۔

شع:۔ دشمن کی ظاہر داری پر تو ہرگز دھوکہ نہ کھا، سوئی لگی ہوئی روٹی دیوانہ کہتے کے آگے پنیک۔

خلاصہ:۔ جیسے دیوانہ کتا بھولا بہا نظر آتا ہے اور موقع پا کر کاٹ کھاتا ہے اسی طرح تو اپنے دشمن کے ظاہر داری پر دھوکہ نہ کھا۔ اور دیوانے کہتے کو جیسے سوزن دار روٹی سے مار ڈالتے ہیں تو بھی اپنے دشمن کو مکر دفریب سے مار ڈال۔

شع:۔ اگرچہ تنہا نشینی میں بہت سارے فائدے ہیں مگر احباب کی صحبت سے بجائے ایک سو عیش ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ:۔ اگرچہ تنہائی میں بہت سارے فائدے ہیں مگر دوستوں کی صحبت ہمارے آرام اور خوشی کو بہت کچھ بڑھاتی ہے۔

شع:۔ دل کی تنگی نے مجھ کو بیمار کر رکھا ہے۔ غنچہ کی طرح میرے حلق میں زبان ہل نہیں سکتی۔

خلاصہ:۔ غنچہ کی زبان جیسے بند ہے اسی طرح میرے دل کی تنگی نے میری زبان کو حلق میں روک رکھا ہے۔

شع:۔ بیہودہ ہنسنے والا بھول اور بیہودہ رونے والا بھول (۱) اس باغ میں میرا دل کیسے شگفتہ ہو گا۔

خلاصہ:۔ دنیا مقام بے ثبات اور موقع آفت و مصیبت ہے تو بہانہ میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں۔

شع:۔ بندگی کا گلوں کو گیر طوق گردن پر بہتر ہے اس آنگوٹھی سے جو تجھ کو

سلیمان بنا دے۔

خلاصہ: ذرا محنت و مشقت کی کمائی اور رون کی داد و دہش سے بدرجہا
شعرا۔ بد صورت شخص بری خلعت کو اپنی طبیعت سے کیسے دور کر سکتا ہے
(جبکہ) بد صورت شخص کیلئے بد خصلتیں لازم ہو گئی ہیں۔

خلاصہ: اکثر بد صورت بد سیرت ہی ہوتا ہے۔
شعرا۔ خواہش کا ماتہ صدف کی طرح خاکہ یوں کے سامنے منت کہول۔ جو کچھ
چاہتا ہے وہ عالم بالا سے طلب کر۔

خلاصہ: مخلوق سے نہ مانگا کر جو کچھ تجھ کو درکار ہے وہ اپنے خالق اکبر
سے مانگ۔

شعرا۔ اہل ہمت کو دوبارہ تکلیف دینی غلطی ہے۔ ہر دو جہان کی آرزو ایک ہی
جگہ سے طلب کر۔

خلاصہ: ارباب ہمت و سخا کو بار بار تکلیف دینی مناسب نہیں۔ دونوں
جہان کی تمناؤں کو خالق اکبر ہی سے طلب کر۔

شعرا۔ چنار کے مغزین تہستی سے یہ بیج و تاب ہے (مگر) بیوقوف کی نظر اوسکو
جو ہر خیال کرتی ہے۔

خلاصہ: چنار کے مغزین جو بیج و تاب ہے وہ اوسکے ہتی دست ہونے کے
باعث سے ہے مگر بیوقوف اوسکو جو ہر خیال کرتا ہے۔

شعرا۔ اس سراسے فاکہ میں بغیر رنج و محن کے کوئی راحت نہیں ہے۔ پھول کی
ہنسی گلاب کی طرح رونے کی تلخی رکھتی ہے۔

خلاصہ: گلاب کے مرجھانے کے بعد اوسکی تلخی زیادہ ہوتی ہے جیسے گلاب کا
عرق تلخ ہوتا ہے۔ گویا گلاب کا کہلنا اوسکی تلخی کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان کو
راحت کے بعد ضرور کلفت اٹھانی پڑتی ہے۔

شعرا۔ اگر چیکہ لوگوں کو اپنی جرب زبانی سے میں نے بے حد فائدہ پہونچایا ہے
مگر گفتگوئے جرب سے شمع کی طرح میرے صدمہ میں کاش ہی لفیض ہوئی۔

خلاصہ: اگر چیکہ میں نے اپنے حسن اخلاق اور نرم کلامی سے لوگوں کو مدد دی

کی طرح روشنی) فائدہ پہونچایا ہے مگر شمع کی طرح میرے حصہ میں کاوش ہی نصیب ہوئی۔
 شمع۔ اے صائب تن پروردن کے ساتھ آسمان زیادہ تر مہربان ہے۔ قضا بکا
 پنجہ پھلوے چرب پر فرخ کرتا ہے۔

خلاصہ۔ اے صائب جیسے قضا ب کا پنجہ پھلوے چرب ہی پر پڑتا ہے اسی
 طرح تن پروردن ہی کے ساتھ آسمان زیادہ تر مہربانی رکھتا ہے۔
 شمع۔ سخت دل کو گون پر سائل کا واپس کرنا مشکل زمین ہے۔ پہاڑ باوجود ایسے
 سنگین لنگر کے حاضر جواب ہے۔

خلاصہ۔ جیسے پہاڑ باوجود ایسے بہاری لنگر کے فوراً جواب دیدیتا ہے اسی طرح
 سنگدلوں پر سائل کو محروم کر کے ٹالنا کوئی مشکل امر نہیں ہے۔
 شمع۔ دریا دونوں کے نظر میں بادشاہ اور فقیر یکساں ہے۔ زمین کی پستی اور بلندی
 پانی میں پوشیدہ ہے۔

خلاصہ۔ جیسے زمین کی پستی اور بلندی سطح آب میں پوشیدہ رہتی ہے اسی طرح
 دریا دونوں کے نظر میں بادشاہ اور فقیر برابر رہتے ہیں۔
 شمع۔ غریبی میں سنگین دل دیدہ ور ہوتے ہیں۔ ممکن نہیں ہے کہ گوہر پانی میں
 اپنی بینائی کی آنکھ کھول سکے۔

خلاصہ۔ جسطرح پانی کے اندر موی اپنی آب و تاب نہیں دکھلا سکتا اسی طرح
 بغیر افلاس کے حالت تمول میں سنگدل نرم نہیں ہوتے۔

شمع۔ روشن دونوں کی روزی کو زخمی چشم لازم ہے۔ بغیر خون شفق اکیدن بھی
 آفتاب کو روئی نہیں ملتی۔

خلاصہ۔ روشن دونوں کی روزی کا نظر بد سے خون آلودہ ہونا لازمی ہے جیسے
 روشن دل آفتاب کی روئی شفق آلودہ ہوتی ہے۔

شمع۔ تیز رفتار عمر سے دبستگی نہ کہہ کیونکہ رکاب میں پیر جانے سے گھوڑے
 کی دوڑ میں کمی نہیں ہوتی۔

خلاصہ۔ تیز رفتار عمر سے دبستگی ذکر جطر رکاب میں پیر جانے سے گھوڑے
 کی دوڑ میں کمی نہیں ہوتی اسی طرح ہماری دبستگی عمر کیساتھ ادھوڑا نہیں سکتی۔

بانجر ہو کر سفر آخرت کی تیاری سے غافل رہو۔
 شعری۔ ظالم کو مر جانے تک خلق کے خون ریزی سے سیرابی نہیں ہوتی۔ جو شخص
 سو جائے آبِ روان کو خواب میں دیکھتا ہے۔
 خلاصہ۔ جیسے پیاسا خواب میں بھی پانی ہی پانی کو دیکھ کر تپتا ہے۔ اسی طرح ظالم خلق کی
 خون ریزی سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔

روایف ہائے فارسی

شعری۔ آسمان کے فتنہ بارگبد میں رت سو، موسم بہار میں پل کے سایہ میں رت سو۔
 خلاصہ۔ دنیا فانی ہے اس میں تو ہرگز غافل مت رہو۔
 شعری۔ آسمان کا کبشون کی تخیل باتہ میں لئے کہڑا ہے + آبدار شہنشاہ کے سایہ میں رت سو۔
 خلاصہ۔ آسمان کا کبشون کی تلوار باتہ میں لیکر تیرے نقش پر مستعد کہل رہے تو جھک کر
 ہرگز غافل نہیں سونا چاہیے۔
 شعری۔ زمین مہر مرگ کے پیر کے نیچے پڑی ہوئی ہے + اس مستعار فرش پر گرد
 کی طرح رت سو۔
 خلاصہ۔ زمین پر رہنے والے سب کے سب فانی ہیں جھک کر اس مقام میں غافل
 نہیں سونا چاہیے۔
 شعری۔ عمارت کے چاروں محرابوں سے شکست برس رہی ہے۔ چار دشمنوں میں جھک کر
 غافل نہیں سونا چاہیے۔
 خلاصہ۔ آب و آتش خاک و ہوا ایک دوسرے ضد اور دشمن ہیں تو جھک کر ان دشمنوں
 میں غافل نہیں سونا چاہیے۔
 شعری۔ اگر چیکہ رات کی تاریکی بے ادبی کی پردہ پوش ہے مگر تو بے ادب اپنے
 ادب کا خیال رکھو اور مت سو۔
 خلاصہ۔ اگر چیکہ رات کی تاریکی نیز بے ادب کی پردہ پوش ہے مگر جھک کر اپنے
 ادب کا خیال رکھ کر نہیں سونا چاہیے۔
 شعری۔ چہلی کی درویش آنکھیں پانی میں۔ دکھ گواہ ہیں کہ ناپید کن رو یا میں مت سو۔

خلاصہ:۔ چمپلی کی کہلی ہوئی آنکھیں اس امر کی گواہ ہیں اور یہ جتنا ہی بہن کو دنیا کی دریا میں جہاں کہیں رہ نہیں ہے بیٹھنے کوئی تیراک تیر کر اس سے جانبر نہیں ہوتا ہے تو اس سے غافل مت ہو۔

شعر:۔ جال کی آنکھوں میں شکار کے شوق سے نیند نہیں آئی۔ اگر تو شکار کی لذت پایا ہے تو مت سو۔

خلاصہ:۔ جال کی آنکھیں شکار کے شوق میں کہلی ہوئی ہیں اگر تم چمپو رحمت رحمن کے شکار کا مزہ لاسے تو ساری رات عبادت میں مصروف رہو اور ہرگز مت سو۔

شعر:۔ ناقہ پیٹنے کی باگ بال شب رکھتا ہے مجھ مجنون کی نصیحت کو یاد رکھا اور مت سو۔
خلاصہ:۔ انسان دن رات کھویم مشغول سے فانی ہو کر حیب رات کو عالم تنہائی میں چھوٹا قلب سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو بارگاہ باری سے اس کو تقبولیت کا شرف عطا فرمایا جاتا ہے اس لئے رات کو عبادت میں مصروف رہنا ہرگز غافل سو سنا نا چاہیے۔

شعر:۔ آہ کے چندے کے سایہ میں تو اب اپنے کو پہونچا ایسی رات کو کھکی صبح میں لڑائی ہرگز مت سو۔

خلاصہ:۔ چونکہ انسان کو ہر دم و لحظہ موت کا سامنا اور حساب و کتاب کا غور ہے اس لئے اس کو کبھی اللہ تعالیٰ کے ذکر و تسبیح سے ہرگز غافل نہیں رہنا چاہیے۔

شعر:۔ بیمار دار پر خواب مست طالع نہیں۔ اپنے زخمی دل پر رحم کراؤ نہ سو۔
خلاصہ:۔ ہم کو اپنے دل زار پر رحم کر کے اس دور و زہ زندگی کو ہرگز غفلت میں نہ نہ کرنا چاہیے۔

شعر:۔ رات کو گناہ گاروں کی صحبت سے علیحدہ ہو جا۔ جب تو آئینہ کی طرح دل پر کشتہ تو زنگبار میں مت سو۔

خلاصہ:۔ رات کو عالم تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنے دل کو سیاہ کاری سیاہ نہ بنا۔
شعر:۔ تو اپنے نفس کی حرکت کو دیکھ۔ اور عبرت حاصل کر۔ دوست جا رہا ہے تو ہرگز مت سو۔

خلاصہ:۔ اپنے نفس کی آمد و شد سے عبرت حاصل کر اور غافل نہ سو۔
شعر:۔ عمر کی چوٹی کا پھول چشم بیدار ہے۔ بر خلاف گھمبیر زمانہ کی آنکھ کے تو مت سو۔

خلاصہ: تیری چشم بیدار مثل پھول کے ہے اسکو گلچین کے ہاتھ سے خالص ہونے سے
یعنی عمر کو خواہشات نفسانی سے خراب مت کر۔

شعرا: تیری زمین کا پانی کسی دہقان سے ہرگز کم نہیں ہے تو بھی آنسو کے دباؤ اور سو
خلاصہ: اپنے اعمال اور افعال پر نام ہو کرات دن عبادت آگہی میں مصروف ہو جا۔

شعرا: تیرے جسم کا حصار نگہ اور کانوں کی سوراخوں سے پُر رخنہ ہے۔ صاحب دلی
نصیحت سن اور مت سو۔

خلاصہ: دراز کہو کہلی۔ سوراخوں والی دیوار جیسے پائدار ہوتی ہے اسی طرح تیرے
قالب کی دیوار بنی (معاذ جسم) آنکھوں اور کانوں کی سوراخوں سے کمزور اور قریبہ الہند
ہو گئی ہیں یعنی تیری روح۔ قالب غلی کو بہت جلد خالی کرنے والی ہے تو ایسی حالت میں
تجھ کو ہرگز غافل نہیں سونا چاہیے۔

شعرا: بیدار دولت تیرے بالین کا شمع بنی ہوئی ہے + دیا کے نقش کی طرح ایک
حالت پر مت سو جا۔

خلاصہ: تیرے دولت کی بیداری شمع بالین کی طرح صرف صبح تک ہے دیا کے نقش
کی طرح سے تو غافل ہو کر مت سو۔

شعرا: مطرب اور شے کے ذوق و شوق میں تو ساری راتیں جاگتا رہا۔ ایک رات
مناجات کے شوق میں مت سو۔

خلاصہ: تو المون کی ہرزہ سرائی اور شراب و کباب کے ذوق و شوق میں تو ساری راتیں
جاگتا رہا ہے ایک رات اللہ تعالیٰ کی پاک بارگاہ میں گرا گزرتا ہے اور تفرغ و کجا سے انتظار کے
شوق میں بھی جاگتا رہو۔

شعرا: منہدی کی رنگ کے شوق میں رات کو نہیں سوتے ہیں۔ کیا (اچھا ہوگا)
کہ اگر تو بھی اوس خالق کو بیانات کے محبت کے نقش و نگار کے شوق میں ایک رات نہ سو۔

خلاصہ: جیسے رات کے منہدی کے رنگ کے شوق میں ساری رات جاگتے رہتے ہیں
تو سمجھتا تو بھی ایک رات اپنے ایک حقیقی کی محبت حقیقی کے نقش و نگار کو اپنے دل پر جاننے
کے خیال سے نہ سو۔

شعرا: دنیا مردہ دلوں کی قبرستان بنی ہے۔ اس پر مردہ قبرستان میں تو مت سو۔

خلاصہ ۴۸۹۔ دنیا مردہ دلوں کا قبرستان ہے تو تم کو اس قبرستان میں نہیں سونا چاہیے۔
 شمس۔ خاک کا زرہ زرہ موسم بہار کی وجہ رقص میں ہے۔ تو بھی زمین کا ایک جزو ہے
 اس بہار میں رست سو۔

خلاصہ ۴۹۰۔ موسم بہار میں خاک کا زرہ زرہ سرسبز اور شاداب ہو کر پہلے سے گلنہ ہے تو
 تو بھی خاک کا ایک زرہ ہے، پہر کیوں اس دنیا کے مقام میں یاد خدا سے غافل رہتا ہے۔
 شمس۔ اے صائب مولوی کے اوس غزل کا یہ جواب ہے۔ کہ عمر کی ایک رات کم سمجھ
 اور رست سو۔

خلاصہ ۴۹۱۔ اے صائب میں نے مولوی کے اوس غزل کا یہ جواب لکھا ہے کہ عمر کی ایک
 رات کو کم گن اور رست سو۔

دلیف تار فوقانی

شمس۔ بس خاک میں جس فزا کو پوشیدہ کرنا چاہیے۔ وہ خلق کی نظروں سے اپنی
 سخاوت کو چھپا رہا ہے۔

خلاصہ ۴۹۲۔ جس نے اپنی داد و دہش کو مخلوق کی نظر سے پوشیدہ کہا دراصل در اوس کا
 مخوف خزانہ ہے۔

شمس۔ ختم جہان سوز کو زبانِ علم سے کیا تھام کرنا آتا ہے سوزان کو اپنا پران بنا کر
 خلاصہ ۴۹۳۔ غصہ بیت خراب اس کا ضبط کرنا اچھا ہوتا ہے۔

شمس۔ ہر ایک ماتم و رنج کی اصل دنیا کی دبستگی ہے۔ ہمارے ہی تعلقات سے ہر ایک
 غم پیدا ہوتا ہے۔

خلاصہ ۴۹۴۔ دنیا کے تعلقات اور اوسکی دبستگی ہمارے رنج و غم کو پیدا کرتی ہے
 شمس۔ اس جہان میں وہی لوگ باری لے گئے۔ جو کئی نقش کیا تو موافقت کئے

خلاصہ ۴۹۵۔ جو اپنے مقدر پر بنا کر دھابھو رہت الہی کے سخی ہوئے۔

شمس۔ گیموں کے کھانے نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا۔ تاکہ تو سمجھے کہ اللہ
 تعالیٰ کے نزدیک ایک جو کے برابر بھی اطاعت آسان نہیں۔

خلاصہ ۴۹۶۔ تھوڑی سی عبادت بھی سہل اور آسان نہیں ہے۔

نشی۔ اولاد کے پیدا ہونے سے خوش ہونا کم فہمی ہے۔ کیونکہ اولاد کا وجود غم کی اصل ہے
خلاصہ ص ۱۱۱۔ اولاد کے ہونے کی خوشی کم فہم شخص ہی کرتا ہے۔

نشی۔ آفریش بین اگر مطمئن دل ہے تو وہی دل ہے۔ جو تعلقات سے فانی ہے۔
خلاصہ ص ۱۱۲۔ وہی شخص دنیا میں مطمئن ہے جو تعلقات سے فانی ہے۔

نشی۔ بغیر قسم کہاے بات سچ سمجھ کر کہو۔ کیونکہ دروغ گوئی کی شاہد قسم ہے۔
خلاصہ ص ۱۱۳۔ قسم کہا کر کوئی بات کہنی۔ اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔

نشی۔ خاک کے نیچے غنی کو فقیر کے مقابل اگر کچھ فوقیت ہے تو چند حسرتوں کی ہے۔

خلاصہ ص ۱۱۴۔ قبر میں غنی اور فقیر سب برابر ہیں۔ غنی کو دنیا میں مال چھوڑ جائیکی حسرت باقی رہیگی

نشی۔ اے صاحب جو شخص ازل کی تقسیم پر راضی ہے۔ اس نے عیش دایمی کا پتا لگایا ہے
خلاصہ ص ۱۱۵۔ جو شخص اپنی تقدیر پر راضی ہے اسی کے حصہ میں دائمی عیش ہے۔

نشی۔ گزرنے والی عمر کے ساتھ لوگوں کی دل بستگی کیوں ہوتی ہے۔ اس آب روان میں سایہ کا
شرار کیسے۔

خلاصہ ص ۱۱۶۔ عمر نا بدار سے دلگلی اچھی نہیں۔

نشی۔ خزان کے موسم میں بیٹوں کا جڑنا ایک غلطی سے زیادہ کم دیش نہیں تو بہر اور کم مریسے
لوگ کیسے خوش ہوتے ہیں۔

خلاصہ ص ۱۱۷۔ جید موت سب کے لئے مقدر ہو چکی ہے تو ہم کو دوسروں کے مرنے اور اپنے
زندہ رہنے پر ہرگز خوش نہیں ہونا چاہیے۔

نشی۔ جب تیرا رزق سفر افلاک (روح غفلت) پر کلبا ہوا ہے تو پھر رزق کے لئے یہ
تیری لگ و دو فضول ہے۔

خلاصہ ص ۱۱۸۔ مصداق آیت کریمہ و صابغ دآبۃ فی اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم رحمۃ اللہ علیہ تھا انسان کو
دھاتین مطمئن رہنا چاہیے کیونکہ اس کا مقدر رزق اور کمو بے کم کا ست منار ہے گا۔

نشی۔ بے قید پانی شراب تلخ کا کام کرتا ہے۔ یہ بات روزمندوں کی مستی سے ظاہر ہے۔
خلاصہ ص ۱۱۹۔ شراب کی طبع و ملت بھی انسان کو مست کرتی ہے۔

نشی۔ جنگلوں میں درد کا علاج تو نہ پاسکے گا۔ البتہ ہر شہر کی بیماری حکیموں کے موافق ہوتی
خلاصہ ص ۱۲۰۔ بیج ہے جہاں بقدر حکیم ہیں وہاں اوسقدر بیماریاں بھی ہوتی ہیں۔

شعش - کامل ہنر والے اپنے وطن میں غریب ہیں - جیسے پشت صدف میں گوہر ظہور بھی شیم ہے۔

خلاصہ - بیچ ہے ہنرمند لوگ اپنے وطن میں بے قدر ہوتے ہیں۔

شعش - جب تک جھگو اورون کی طرح صرف ظاہر یعنی ہی سے کام ہے - تو تیری صورت پر آنکھیں ایسی ہیں جیسا کہ دیوار پر آئینہ۔

خلاصہ - اگر آنکھوں سے صرف ظاہر یعنی درکار ہے تو آنکھوں کا ہونا اور ہونا برابر ہے۔

شعش - اے اسلام سے صرف گفتگو ہی پر مبنی پائے ہوئے شخص - لوگوں کی خدمت کا ٹپکہ زنا رسے کم نہیں ہے۔

خلاصہ - صرف زبانی حج و عمرے سے اسلام کی تکمیل اور تقسیم نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ عمل نہ کیا جائے۔

شعش - بیادول خواب سے تھار یک ہو جاتا ہے - اس بیاد کے بالین کا چلنے بیاد کا۔

خلاصہ - جسکے دل میں درد ہے - اوسکو نیند نہیں آتی - اور جسکو نیند آتی ہے اوسکے

دل میں درد نہیں ہوتا۔

شعش - بیکار لوگوں کے مرے کی آسمان کو پروا نہیں - درخت بے شرباطان کے کدے

پر بار ہے۔

خلاصہ - بیکار اور نالائین آدمیوں کے مرنے کا زمانہ کو کچھ بھی غم نہیں ہوتا۔

شعش - اسلئے سونے کی آنکھ ہمیشہ دہنار وار ہے - کہ اوسکی نظر کا قبلہ آرزو کے دہانے ہیں۔

خلاصہ - حریص اور طامع بے خطر اور بے ضرر نہیں رہتے۔

شعش - جن کی آنکھیں دوسروں کی خرمی کی طرف لگی ہوتی ہیں - غریب کی طرح اوسکے دل میں

ہزار سے زیادہ سوراخیں ہوتی ہیں۔

خلاصہ - لالچ کا دل لالچ سے ہمیشہ زخمی ہوا کرتا ہے۔

شعش - جو لوگ کے تیرے ہم رنگ اور ہم خیال نظر آتے ہیں - اگر تو اپنے لباس سے باہر

آجائے تو جھگو پہچانیگے بھی نہیں۔

خلاصہ - ظاہر بنون اور ظاہری محبت اور الفت رکھنے والوں سے حقیقی اتحاد اور اتفاق

کی توقع نہ رکھنی چاہیے۔

شعر۔ اگر بات کان سے گزر کر دل تک نہیں پہنچتی ہے تو یقین کر کہ تیرے سخن کی ناز سالی کا باعث ہے۔

خلاصہ۔ سنجیدہ کلام دل نشین ہوتا ہے اور بیکار و فضول باتیں دلوں میں جگہ نہیں پاتیں۔
شعر۔ دل کا مطلب بغیر سستی کے جہاں سے نہیں نکل سکتا۔ پتھر سے آگ نکالنے کا کام لوہے ہی کا ہے۔

خلاصہ۔ زمانہ میں سختی کے بغیر کوئی کام نہیں نکلتا۔
شعر۔ جب تجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو شرمندہ ہو جایا کر غلطی کر کے نادم نہ ہونا پیری اور دوسری ایک غلطی ہے۔

خلاصہ۔ غلطی کا اقرار کرنا اور اس سے نادم ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔
شعر۔ ننت حبشید اور ملک سلیمان کی جیسے آرزو نہیں۔ میری آرزو یہ ہے کہ معشوق حقیقی کے گوشہ دل کی راہ لجاے۔

خلاصہ۔ میں عش حقیقی کا طالب ہوں۔
شعر۔ عین شب کی بہار صبح کی سفیری ہے۔ وہی شخص خوشحال ہے جو اس بہار سے بہرہ اندوز ہے۔

خلاصہ۔ عمر خیزی اور صبح کے نورانی وقت کی عبادت سے جو شخص فائدہ اٹھاتا ہے وہی شخص خوشحال اور صاحب نصیب ہے۔

شعر۔ اے صاحب بے غم لوگ، درو کی سر نہیں رکھتے مگر نہ صندل کا احسان در دستہ بدتر ہو۔
خلاصہ۔ ہمدرد لوگ اور دن کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں مگر دوسروں کا بار احسان نہیں اٹھاتے۔ اے صاحب توجس شخص کو جو چیز دے اس کا ذکر نہ کر کیونکہ احسان کا عوض چاہنا گدائی سے کم نہیں۔

شعر۔ ناقص کہہ حق میں اظہار عجز سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں۔ ڈوبنے والے کی دستگیری اس کا اپنا اہتمام اڑچا کر نہیں ہے۔

خلاصہ۔ ناقص اور نادان کو عجز و انکساری ہی پہلی ہوتی ہے۔
شعر۔ اگر چمکوتا چاہیے تو اس جہاں فانی سے منہ پھیرے۔ اگر تجھے رلف دینا چاہیے تو کوئین سے قطع لائق کر۔

خلاصہ: اگر نوظالم مولا ہے تو کوہین کی آرزو دن سے دست بردار ہو جا۔
 شعرا: انگبرن کی روشنی کی امید گوگون کے کھل الجواہر سے مت رکھ۔ اگر بجے سرو چا
 تو اپنی ذات کو شکستہ اور سائیدہ بنا۔

خلاصہ: گوگون سے بھلائی کی توقع رکھنی فضول اور بے سود ہے۔ اگر چمکو اپنے غیبی
 کی بھلائی منظور ہو تو اپنی خواہشات کو مطلقاً چھوڑ دے۔
 شعرا: دلون کے جوش کی سرگرمی داغ دل سے ہوتی ہے۔ عکس قیامت میں نرمی
 پیدا کرنے والا سورج ہو گا۔

خلاصہ: عشق حقیقی کا داغدار دل نجات کا باعث ہو گا۔
 شعرا: ہمارے بلند پہاڑ جیسے گناہوں کے سایہ میں خلقت قیامت کی حرارت سے
 آسودہ رہے گی۔

یعنی ہم اس قدر گناہ کے قلمب ہوئے ہیں کہ ہمارے ایک ایک گناہ کو جمع کیا جائے تو
 اس کے بموجبن کا ایک پہاڑ ہو جائے گا۔ پس مخلوق نیش آفتاب محشر سے ہمارے گناہوں کے
 پہاڑ کے سایہ کا سہارا پکڑے گی۔

خلاصہ: ہمارے گناہ بھرا ہوئے بین کوئی کلام نہیں ہے کہ صاحب کتب نے اس کو
 ایک سایہ دار پہاڑ قرار دیکر مخلوق کو حرارت قیامت سے پناہ میں رکھنے کا مذاق جو کیا ہے وہ
 شاعر کی مذاقانہ طعنے آرمائی ہے۔

شعرا: اپنے نفس کی باگ کو کیچ رکھنا مردن کا جہاد ہے۔ سوچ سمجھ کر سانس بچا
 اہل عرفان کا کام ہے۔

خلاصہ: خواہشات نفس پر غالب رہنا مردن کا کام ہے۔
 شعرا: عمر کو گزر گئی مگر تو نے اپنے کلام کو نرم نہیں کیا۔ اس دانشور کی چٹکی سے
 آخر چمکو کیا حاصل ہوا۔

خلاصہ: یہ مذہب کہنے پینے کے لئے نہیں بلکہ اسکی عرض و دعایت نرم کلامی ہے۔
 شعرا: تیری سخت طبیعت میں سوبان کا اثر نہیں ہوتا۔ ورنہ دمانہ کا انقلاب خود
 سوبان کا حکم رکھتا ہے۔

خلاصہ: ہر طبیعت کی اصلاح کے لئے دمانہ کا انقلاب ہی کافی ہے۔

شعر۔ جب نفس عقل کے ہاتھ سے بگڑ چسپن لیا تو بلا ہو جاتا ہے (جیسے)
حضرت مولیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے جب عصا زمین پر گر پڑی تو اثر دیا بجاتا ہے۔
خلاصہ شعر۔ انسان کے عقل کی سلامتی اسی وقت تک ہے کہ جب تک وہ نفس کی غالب ہے
شعر۔ اگر تو جوان مرد ہے تو آرزو کے منہ پر دروازہ بند کر دے۔ ورنہ سد سکندریا
باندھنا ہی آسان ہے۔

خلاصہ شعر۔ ترکہ آرزو حرص ہی سے انسان کی جو افروزی ثابت ہوتی ہے۔
شعر۔ اے صائب روئی کے واسطے اپنی عزت برباد نہ کر۔ کیونکہ جب ابر و جمع ہو
تو وہی آب حیات ہے۔

خلاصہ شعر۔ آب حیات کے مقابل عزت کو ترجیح اور فضیلت ہے۔
شعر۔ مجلسوں میں بائیکہ بگر کا ناپہوسی کرنی گناہ فاق کا بیج سیتوں کی زمین میں بونا
خلاصہ شعر۔ مجلسوں میں کا ناپہوسی نفاق پیدا کرتی ہے۔
شعر۔ انسان کے لئے قرب الہی حاصل کرنے کے بہت سارے راستے ہیں۔ مگر
قریب کا راستہ لوگوں کا دل ہاتھ میں لانا ہے انہیں خوش رکھنا ہے۔
شعر۔ توجہ کو اگت ہے ہنس کہہ لوگوں سے مانگ۔ جیسے پیشانی پر میل نہیں ہونا وہ
صبح کی طرح فیض بخش ہے۔

خلاصہ شعر۔ خوش اخلاق لوگوں سے فیض کی توقع ہو سکتی ہے۔
شعر۔ باوجود سخت ضرورت کے خلق سے بے پروائی اچھی ہے مدیا کے کس کا خد
دلان مرنا اچھا ہے۔

خلاصہ شعر۔ کمال امتیاج اور ضرورت پر بھی نہ مانگنا جو اندری کی دلیل ہے۔
شعر۔ رست لوگوں کا نعرہ کشتی کے کا بادبان ہے۔ شراب خواری کی مجلس میں
رے کشوں کا ہنس و ہوا چھا ہوتا ہے۔

خلاصہ شعر۔ غراب معرفت کے رست و خم پر لوگ جب ہائے و ہوکے ذکر واد کار کے
مشغلہ سے تفرکیہ طلب کا شوق کرتے ہیں تو انہیں منزل مقصود کی رسائی کی توفیق حاصل ہو جاتی ہے
شعر۔ بکون کو شب کا نگر جبکہ لذت کو ہمزہ بنا دیتا ہے، اگر آج کی خوشی میں کل کا
اندیشہ نہ ہو تو اچھا ہے۔

خلاصہ: موجودہ خوشی کو آئندہ کا فکر و اندیشہ بربزہ کر دینا ہے
 شعر: اے صاحب کوئی کام بے تامل کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ مگر بے تامل دنیا کا
 چہرہ دنیا بہت ہی اچھا ہے۔

خلاصہ: غور و خوض اور فکر و تامل دنیا سے دست بردار ہونا بہت ہی اچھا ہے۔
 شعر: ارباب دولت کی غفلت کیسے کیسب کی غور و تہن۔ ایام بہار میں غنیمت کا نیونکی محتاج نہیں ہوتی
 خلاصہ: دولت باعث غفلت اور موجب خواب و راحت ہے۔
 شعر: بے ادب جاہلون سے گفتگو کرنی عقل کے بالکل خلاف ہے۔ جو شخص بچوں کا
 ساتھ دیتا ہے وہ دیوانہ ہے۔

خلاصہ: سچ ہے جواب جاہلون بہ شد و غشی۔
 شعر: آسمان بہت جلد مطلب ہو کر دور کر دیتا ہے، حبیب مہمان بیکار ثابت
 ہوا تو صاحب خانہ پر بار ہوتا ہے۔

خلاصہ: مطلب جو خود غرض بہت جلد ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔
 شعر: حلال شے کل حرام میں صرف ہونا ممکن نہیں۔ حرام و حلال کے جمع و خراج سے ظاہر
 خلاصہ: حلال۔ حلال ہی میں اور حرام و حرام ہی میں صرف ہوتا ہے یہ ممکن
 نہیں ہے کہ حلال حرام میں صرف ہو۔

شعر: صاف دلون کو خاک سے اٹھانا چاہیے۔ بے گروہ: ہلکے موٹی پر نیچے کے قابل ہیں
 خلاصہ: صاف دلون کو افلاس غربت کی مصیبت سے بچ لینا چاہیے۔
 شعر: اس جہان میں جس کا انجام گہر خالی کرنا ہے۔ جو عمارت قائم رہنے والی ہے
 وہ خود سازی (یعنی روحانی اصلاح) ہے۔

خلاصہ: سچ کہا ہے۔ شعر: ہنسنے والے تھے یہاں یا کہ تھے جانے والے۔ خاک سہمے
 تھے مکانوں کے بنائے والے۔
 خلاصہ: خود سازی دنیا ہی میں رہ جائے گی خود سازی ساتھ دینو الی ہے اسلئے ہم کو خود سازی
 (اصلاح روحانی) کی فکر کرن۔ چاہیے۔

شعر: تیرا دل جب تک آرزو کا خام رشتہ تر کچھے گا۔ کڑی کے ہال کی طرح جھکوتا رہے
 تیرے سے کلام ہے۔

خلاصہ - تیری آرزو کا انجام اور نتیجہ کھڑی کے جال سے ہی ہوا ہے۔
شع - اہل زمانہ کو دولت کی معیشتوں کا حال معلوم نہیں۔ جیسے موٹے لقمے میں
بڑی نظر نہیں آتی۔

خلاصہ - دولت اور شرف باعثِ بلائے جان ہے
شع - بچہ دایہ کو نسبت کی حور اور دودھ کی نہر خیال کرتا ہے۔ کیونکہ کم عقلوں کو ناپا
جہان کی برائیوں کا حال معلوم نہیں۔
خلاصہ - کم عقل ہی دنیا کو دوتے رکھتا ہے۔
شع - جاہلوں کی گفتگو شننے سے زیادہ ہوتی ہے، غافل شخص کا خرچ آمد سے
زیادہ ہوتا ہے۔

خلاصہ - جاہل سنتے کم ادر کہتے بہت ہیں۔
شع - زندگی کا زمانہ نقشِ بر آب سے زیادہ ناپائیدار ہے۔ وریا سے موج کی
تقدیر میں اتنی سیقات سے زیادہ نہیں ہے۔
خلاصہ - زندگی بالکل ہی بے اعتبار ہے۔
شع - خود راہی میں بہت سا خطرہ پوشیدہ ہیں۔ سور کے شکار بند کا حلقہ اسی کے پر دکا ہے۔
خلاصہ - خود راہی میں بہت سا نقصان ہیں۔
شع - دوسروں کی آتش بیگاہ کا دودھ ہے، ان کا دودھ اپنا شور باب ہے۔
خلاصہ - بار احسان سوا ان جان ہے۔

شع - جب تک سخاوت غرض کی آمیزش سے پاک نہ ہو مفید نہیں ہے۔ نام آوری
کی غرض سے روپیہ اور اشرافی دنیا سخاوت نہیں ہے
خلاصہ - ظلمتِ نیت اور بے غرض سخاوت اچھی ہوتی ہے۔
شع - جب تک سانس کی آمد و رفت ہے۔ جان چل چلاؤ میں ہے۔ عمر کے
گھوڑے کیلئے ایک نازیبا نہ ہے۔

خلاصہ - عمر تیز رفتا کا مطلق بہرہ نہیں ہے۔
شع - خاکساری زمانہ کے بزرگوں سے پہلے معلوم ہوتی ہے۔ زمین سے آسمان
کی افتادگی زیبیبتی ہے۔

خلاصہ: بیچ ہے دگر دن فرازان تواضع سکواست ہر گھر اگر تواضع کا جوئے آوے۔
 شعر: اگر ہمارے پیچے غرض کے میل کچیل سے پاک و صاف ہوں۔ کوئی دلی نرا
 باغ دو تون کی دیدار سے بہتر نہیں ہے۔

خلاصہ: صاف دل شخص کے لئے درست کی ملاقات نہایت دل خوش کن ہے۔
 شعر: اگر چیکہ صبح کے طرح روشن دیون کی زندگی ایک دم کی ہے۔ لیکن وہ
 دم جو ایک عالم کو زندہ کرنے کا باعث ہے۔

خلاصہ: روشن دل اصحاب کا وجود نہایت ہی برکت اور سعادت کا موجب ہے۔
 شعر: جس دل میں آرزو نہواوس میں غم اور تشویش کو دخل نہیں۔ بے پروائی کے
 جہان میں کوئی شخص محتاج نہیں ہے۔

خلاصہ: آرزو آدمی کو پریشان کرتی ہے آرزو دل کبھی محتاج نہیں ہوتا۔
 شعر: بخیل کی قسمت میں مال جمع کرنے کی وجہ سے پریشانی ہی پریشانی ہے شہید
 کبھی کے لئے جو کچھ باقی رہ جاتا ہے وہ ٹٹک ہے۔

خلاصہ: بخیل کے حصہ میں جمع مال کی پریشانی اور دنیا میں اوسکے چہرہ جلتا
 افسوس کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

شعر: جسم کے پیچ و تاب سے جان کو ملال نہیں ہے۔ سار کی گوشمالی کی خبر
 نغہ کو نہیں ہے۔

خلاصہ: جسم کے پیچ و تاب سے جان بے تعلق ہے۔

شعر: جبکہ دوزخ میں ڈال اور گناہ کے نام کو مشہور مت کر۔ کیونکہ شرمندگی
 پسینہ کی گرمی کے مقابل آگ کوئی چیز نہیں ہے۔

خلاصہ: جسمانی تکلیف سے گن ہوں کی بڑی جان کو زیادہ غراب دہے۔

شعر: جس کا رضانہ میں کام کی قدر نہیں جانتے۔ جو شخص کام کرنے سے ہاتھ
 کپچے لے وہی بڑا کاروان ہے۔

خلاصہ: جس مقام میں انسان کے ہنر و کمال کی قدر نہیں وہاں سے اوس کا طعنہ

ہو جاتا ہی عقل مندی میں داخل ہے۔

شعر: میں نے مانا کہ تو سارے جہان سے بازی لے گیا۔ لیکن آخر وقت سب کو

چھوڑ جانا چاہیے۔

خلاصہ: اگر دنیا اور مافیہا کے ساری کامیابیوں سے تو کامیاب بھی ہو گیا تو کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اس لیے کہ آخر وقت ان سب کو یہیں چھوڑ کر خالی ہاتھ چھوڑ جانا ہے۔
 شخص: صرف زندہ دل کی دھڑ سے مردوں سے تو ممتاز ہو سکے گا۔ ورنہ زندہ کا سینہ اور لوح مزار دونوں ایک ہیں۔

خلاصہ: زندہ اور مردہ میں صرف زندہ دل ہی کا امتیاز ہے۔
 شخص: دیوار کے نیچے سے باہر آنا بہت آسان ہے۔ لیکن سنگدہن کے ہاتھ سے دامن چھڑا لینا مشکل ہے۔

خلاصہ: سنگدہن سے نجات حاصل کرنا سخت مشکل ہے۔
 شخص: شہد کے کہی کو اپنی جگہ کی نسبت کچھ کمزوری نہیں۔ مگر جس قدر مختصر ہو اسی قدر دشمن تر و دھیسپ ہے۔

خلاصہ: ہر جگہ گیر یہ فقیر گیر ہے۔
 شخص: کوئی خطا یا گنہگار جس کا عنوان اس کے باطن کو ظاہر کرے۔ سخاوت اور بخل و ربا کی پیشانی سے ظاہر ہے۔

خلاصہ: یہ قول شہر ہے اظہار عنوان الباطن۔
 شخص: ہر چیز کہ سکھ سنی کریم سے پہلی ہے۔ مگر سائل مغرور کو ٹالنا ہی بہلا ہے۔
 خلاصہ: مغرور سائل کا ٹال دینا اچھا ہے۔

شخص: جو شخص غافل کو نصیحت کرتا ہے وہ دیوانہ ہے۔ غفلت کی نیند کے سونے ہوئے کو کوچ کا بلبل ایک قصہ کہانی ہے۔
 خلاصہ: غافل کہی غفلت سے بیدار نہیں ہوا اس لیے ایسے غافل کو نصیحت کرنی بے سود ہے۔

شخص: نفس خاں ہمہ ہرزہ زنگی کو تلخ کر دیا ہے۔ اوس شخص پر افسوس ہے کہ جبکا چور اوس کے گہر میں موجود ہے۔
 خلاصہ: نفس آئہ انسان کا جانی دشمن ہے اس لیے اس کے بکرو فریب سے محتاط رہنا ضروری ہے۔

شخص: بیگانوں کو دولت بھگانا بنا دیتی ہے۔ دوستوں سے جو شخص دولت کو

پہونچتا ہے وہ ہم سے خارج ہو جاتا ہے۔

خلاصہ: دولت و دستون میں جدائی پیدا کرتی ہے۔

شعشہ: مہمان کے موافق غیب سے نعمت نازل ہوتی ہے۔ جقدراس دیرانے میں

مہمان آئیں وہ ہمارے لئے مفت ہیں۔

خلاصہ: مہمان اپنی روزی خود لانا کہنا اور ہمیں کہلانا ہے۔

شعشہ: خوش خونی نے جہان کے دشوار کام چھپے پر آسان کر دیے ہیں۔ اور تازہ رونی

چھپے پر آگ کو گلزار بنا دی ہے۔

خلاصہ: خوش خونی اور تازہ رونی بہت ہی اچھی صفیتیں ہوتی ہیں۔

شعشہ: گذرے ہوؤں کا نقش پارا تے کو ہموار بناتا ہے۔ عزیز دن کے دانے

چھپے پر موت کو آسان کر دیا ہے۔

خلاصہ: جیسے راہ روئے کے نقش پا سے راستہ ہموار ہو جاتا ہے اسی طرح عزیز دن

کے داغ جدائی نے چھپے پر موت کو بالکل آسان کر دیا ہے۔ ہم کو اپنے عزیزوں کی جدائی

استقدر ناگوار اور بچہ دہ ہوئی ہے کہ اب ہم دنیا میں رہنا پسند نہیں کرتے موت کا راستہ

دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ موت پہنچا دے اور ہم مر جائیں اور اپنے مرے ہوئے عزیزوں

جا کر ملیں اور جدائی کا رونا دل کہو لکر روئیں۔

شعشہ: اے بخیل تجھ کو مال کا غم جان سے زیادہ عزیز ہے۔ دستار کے ساتھ تیرا

شلق میرے زیادہ ہے۔

خلاصہ: بخیل کو جان سے زیادہ تر مال سے محبت ہوتی ہے۔

شعشہ: خم میں بکی ہوئی شراب پیالہ میں چھلکتی ہے۔ باپ کے تمام اسرار بیٹے

سے ظاہر ہوتے ہیں۔

خلاصہ: اسی کے مطابق کسی کا قول اَلَا اِنَّآ نَتْلُوْهُ بِمَا فِیْہِ یعنی برتن سے

دہی چڑھ چکی ہے جو اس میں ہے۔

شعشہ: محرم میں لوگوں کے دلوں کا کس قدر خون ہوتا۔ دنیا عجیب محنت آباد ہے اور کس

عید و رید پر نہا ہے۔

خلاصہ: دنیا مصیبت اور شقت کا مقام ہے۔
 شخص: سرکش لوگ خوشی کے انعام سے غافل ہیں۔ اس نعل سرکش کا اثرہ دندان نا
 ہنی (پیٹہ کھل کہا کرتے ہیں) ہے۔

خلاصہ: دولت سرکشوں کو عروج پر پہنچا کر ایسے اوباروں ملکات میں مبتلا کرتی ہے کہ
 سکڑن کے محتاج و لیل و خوار گلی گلی ہسٹیک مانتے پرتے ہیں۔
 شخص: اگرچہ ظاہر میں اہل دولت کا ماتہ بلند ہے۔ لیکن دعا کرنے والوں کا ماتہ
 سب ماتہوں سے اونچا ہے۔

خلاصہ: بیخ کولال دعا جو کام کرتے ہیں و اہل دولت نہیں کر سکتے۔
 شخص: اسے صاحب اوس شخص کا رزق عالم بالا سے از خود پہنچ جاتا ہے جو صرف
 کی طرح پاک طبیعت ہے۔

خلاصہ: جو صاحب اور شا کر ہے اوس کا رزق پروردہ غیب سے اوس کو خود بخود
 پہنچ جایا کرتا ہے۔

شخص: عاجزی اور عالم غربت میں بار دل ہوتا ہے۔ وہ شخص جو ایام دولت میں
 دل سے بوجہ نہ اٹھایا۔

خلاصہ: جو خوشحال شخص اپنے خوشحالی میں تنگدستوں کی خبر نہ لے گا تو ایسا شخص
 اگر محتاج ہو جائے تو اس کے تنگ حالی اور محتاجی پر کسی شخص کو بھی رحم نہیں آئیگا۔
 شخص: جب میں نے سوال کیا تو روزی کا راستہ بند ہو گیا۔ کرم کی فیاض طبیعت نے
 سائل کی ضد کو گوارا نہیں کیا۔

خلاصہ: روزی بلا طلب پہنچ جایا کرتی ہے اگر ضرورت سے زیادہ طلب کرے تو
 مقدار مقررہ میں بھی کمی واقع ہوتی ہے۔

شخص: نادان کا عیب خاموشی کے زمانہ میں زیادہ گویا ہے جیسا کہ بے مغز پست لب
 بنگلی میں زیادہ رسوا ہے۔

خلاصہ: نادان کی خاموشی اوسکی نادانی کو ثابت کرتی ہے۔
 شخص: جیسے پائون میں کاٹا چبے سوئی اوسکو لکھاتی ہے جو شخص زیادہ بنیا ہے

وہی خون دل زیادہ کہا کرتا ہے۔

خلاصہ۔۔۔ بنائے عاقل اور فہیم ہی لوگوں کو اس دنیا میں زیادہ تر تجالیف و مضامین
ادھانے پڑتے ہیں۔

شعر۔۔۔ زیادہ کہنے سے میرا دل سیاہ ہو گیا۔ اس نقش کی پریشانی سے میرا آئینہ
تاریک ہو گیا۔

خلاصہ۔۔۔ زیادہ کہنے سے دل مروہ ہو جاتا ہے۔
شعر۔۔۔ مجھے دوزخ سے ڈر نہیں ہے۔ کیونکہ میرے بدن پر ہر بال ابر گہر
بار ہو گیا ہے۔

خلاصہ۔۔۔ جبکہ اسلئے دوزخ سے خوف نہیں کہ میرے بدن کا ہر بال عرقِ افسوس
کا ایک ایک دریا بن کر بہنا شروع کر دے گا تو دوزخ کی آگ سرد ہو جائے گی۔
شعر۔۔۔ نوجوانی کی بہار سے جو کچھ رنگیا ہے میری بساط میں یہ ہی غفلت کی
گہری نیند ہے۔

خلاصہ۔۔۔ میں اپنی نوجوانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کچھ ہی نہیں کی بلکہ
غفلت کی گہری نیند کے مزے لینے میں اپنی ہمیشہ بہا ایم جوانی کو صنایعِ کزمار رہا۔
شعر۔۔۔ سوت کا طبل بجھنے اور دستا و پا کو گم کرنے سے پہلے۔ اے بے حجب
بچے فرصت حاصل ہے تو کچھ زور اور راہِ صحیح کر لے۔

خلاصہ۔۔۔ انسان کو لازم ہے کہ مرنے سے پہلے آخرت کا سامان فراہم کر لے۔
شعر۔۔۔ ناداری اور افلاس جبکہ بشر کی طبعِ مجبور کر رکھے ہیں۔ ہمارا اپنی ذات
سے باہر نکلنا صرف ایک قطرے دالہت ہے۔

خلاصہ۔۔۔ انسان کو افلاس اور تنگدستی عبور کر رکھتی ہے اگر نو سکود زاسا بھی
سہارا ملتا ہے تو جہتِ پٹ اپنے تیور بدلنے اور فروغِ عونت پیدا کرنے لگتا ہے۔

شعر۔۔۔ موت کے ٹھکانہ کا آواز اس کے لئے خوشی کا آواز ہے۔ جس نے سفر کے
اندازہ کے موافق توشہ باندھا ہے۔

خلاصہ۔۔۔ جس نے مرنے سے پہلے اپنے آخرت کا توشہ فراہم کر لیا ہو اس کی موت
اوسکے لئے پیغمبرِ غم کا باعث نہیں بلکہ اوسکے کمالِ مسرت و مسرور کا موجب ہے۔

شعر۔۔۔ اور دن کا غم جبکہ کیوں پریشان کرتا ہے۔ اگر جانوں کا رشتہ ایک

دوسرے سے وابستہ نہیں ہے۔

خلاصہ - بیچ ہے۔ بنی آدم اعضاء یکدگر اند۔ انسان ہی انسان کی تکلیف سے متاثر ہوتا ہے۔

شعرا - میرا ہم خیال ساتھی مجھے وجہ میں لاتا ہے۔ میرے سفر کا ارادہ ہم سفر کے ساتھ وابستہ ہے۔

خلاصہ - میں اپنے دوست کا ساتھی ہوں اور دوست بھی میرے ساتھی ہیں۔
شعرا - اے صاحب جس شخص کی دلچسپی سکھ کی طرح روپیے پیسے سے ہے۔ آخر اس جہان کی گردش میں وہ گرفتار ہو گا۔

خلاصہ - دنیا سے دلچسپی اچھی نہیں ہے۔
شعرا - جس نے خواہش کی آنکھ دل پسند تماشے سے بند کر لی یوں وہ اپنے آسودہ دل پر جہان کو پریشان کرنے والا راستہ بند کر دیا۔

خلاصہ - جس نے تنہائی اختیار کر لی اس نے دنیا کے ساری مسکائیٹ سے نجات پالی۔
شعرا - میں نے قصد کر لیا تھا کہ آخر عمر میں دنیا چھوڑ دوں مگر بڑھاپے کے لالچ نے میرا ہاتھ عصا کی لکڑی سے باندھ دیا۔

خلاصہ - انسان عالم پیری میں حریص اور طامع ہو کر دنیا سے زیادہ تڑپ لے لے گیا کرتا ہے۔

شعرا - عالی ہمت لوگوں کو بے سرو سامانی کا کیا غم ہے اس جماعت کا سرو سامان عالی ہمتی سے ہے۔

خلاصہ - عالی ہمت کبھی ہمت نہیں ہوتے۔
شعرا - کجگو سون کے حصہ میں اہل دعا کی لعنت ہے، عالی دسترخوان کی فاختہ بکیر فنا ہے۔

خلاصہ - بخیلوں پر اہل زمین (مخلوق خدا) اور اہل آسمان (فرشتگان سما) کی لعنت ہی لعنت ہے۔

شعرا - جس شخص نے دل سے دنیا کی طرف توجہ کر لی ہے، اوس نے کوتاہ بینی سے آخرت کی طرف پیٹھ پیر لیا ہے۔

خلاصہ:۔ جس نے دنیا کے طرف ہر تن مشغول اور مصروف ہو گیا ہے یقین کر لو کہ اس کو آخرت کا مطلق خیال نہیں۔

شعر:۔ اس لئے لوگ اپنی زندگی سے کاٹتے ہیں کیونکہ ہمیشہ یہ شمع سانس کی آمد و رفت کے باعث ہوا کے راستے میں ہے۔

خلاصہ:۔ زندگی کا دار و مدار صرف سانس پر ہے۔ سانس کا اعتبار ہی کیا آئی آئی اور نہیں آئی نہیں آئی۔

شعر:۔ تیری آنکھیں سرمہ سلیمانی سے خالی ہیں۔ اگر بنیا ہو تین تو خشک گردن پر بیزاد سے خالی ہیں۔

خلاصہ:۔ سچ ہے۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار۔ ہر درختے دفترے است درخت کے برگ۔

شعر:۔ سخت زبون کو تکلیف کا زیادہ خطرہ ہے۔ کیونکہ زنگ فولادی آئینوں کا شہ ہے۔

خلاصہ:۔ فولادی آئینہ زیادہ سخت ہے۔ اس واسطے کہ زنگ سے زیادہ متاثر ہوتا ہے اسی طرح سخت رو زیادہ تکلیف اٹھاتے ہیں۔

شعر:۔ ہر شخص کی حقیقت کا پتا اس کے پیشانی سے لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ نگین گلزار کا گواہ گلدستہ سے بہتر نہیں ہے۔

خلاصہ:۔ ہر شخص کے برے اور بڑے ہونے کا اس کی پیشانی سے پتا چلتا ہے۔ شعر:۔ جس شخص نے آہ سحری سے تیرے وصل کی آرزو نہیں کی۔ اس نے

اپنی زندگی کے درخت سے پھل نہیں کھایا۔

خلاصہ:۔ جس نے فیضان عبادت سحری سے فیضیاب ہوا اس کی زندگی کا کچھ ہی نتیجہ شعر:۔ وہی شخص اچھا ہے جس نے اس جہان میں دل کے دروازہ کے سوا اپنے کام کی کشمکش کا (کسی) اور دروازہ سے خواستگار نہیں ہوا۔

خلاصہ:۔ دنیا میں وہی شخص اچھا جو سا برادر شاکر رہا۔ دوسروں کے سامنے اپنی حاجت پیش نہ کرے۔

شعر:۔ جو رشتہ جہان کے نشیب و فراز کی گرہ سے صاف اور ہموار ہے امید ہے کہ ہر رشتہ

موتیوں کا شیرازہ ہو جائے۔

خلاصہ: جو آدمی پاک باطن اور صاف دل ہو وہ مصلح قوم ہو سکتا ہے۔

شعر: دل کے غم کو ہنسی سے دور نہیں کر سکتے ہیں۔ پھول کے ہنس کہہ ہونے سے گلاب کی تلخی نہیں گئی۔

خلاصہ: دلی بیخ و غم ظاہری ہنسی اور خوشی سے جا نہیں سکتا۔

شعر: حجب تک کہ اپنے دامن سے عاریتی موتیوں کو نہ چسکا۔ بادل کے چہرے سے تیرگی کا غبار نہ گیا۔

خلاصہ: ظاہری آرائش و نمائش۔ اصلی جوہر و کمال کو چھپا دیتی ہے۔

شعر: جس جال کا دانہ خون پینا ہے۔ آج سطح زمین پر صحبت کا جال ہے۔

خلاصہ: آج کل کی صحبت بہت بُری ہے۔

شعر: ہماری زبان پر زمانہ کے ظلم و ستم کی شکایت نہیں ہے۔ یا قوت کی طرح ہماری آگ میں شعلہ نہیں ہے۔

خلاصہ: ہم زمانہ کے انقلاب اور گردش کے شاکِی نہیں ہیں۔

شعر: جس وقت سے کہ دل نے اپنے ہاتھ سے نوکل کی باگ چھوڑ دی ہے استخارہ کے سبب اپنے کام میں سیکڑوں گرہ پایا ہے۔

خلاصہ: توکل چھوڑ کر خوابِ خیال سے اپنے کام کے انجام کا حال دریافت کرنا اپنے خیالات کو گویا پریشانیوں میں ڈالنا ہے۔

یعنی جو شخص خدا پر پیر و سہ نہیں کرتا اس کے کام میں سیکڑوں رخنے پیدا ہوتے ہیں۔

شعر: معتبر اور گران قدر ہونے کے باعث چمکیلا سوئی بھی سیاہ دل ہو جاتا ہے۔

حکومت کے سبب ہر کے حصہ میں رو سیاہی سے زیادہ اور کچھ نہیں۔

خلاصہ: دنیا کی حکومت اور اس کا اعتبار اہل دنیا کو رو سیاہ کر دیتا ہے۔

شعر: باخبر ہونا ہزاروں تفرقوں کا باعث ہے۔ وہی شخص اچھا ہے جو زمانہ کی وضداری سے بے خبر ہے۔

خلاصہ: وضداری اچھی نہیں ہوتی ہے۔

شعر: اگر چیکر بڑا بے نیسے بالی و پر کو توڑ دے ہیں۔ مگر میرے جہان طے کر نیوا

خیال کے پاؤں کو تو نہیں باندھے ہیں۔

خلاصہ: آدمی ضیف ہو کر بھی اپنے خیالات مطلقہ کو گھٹا نہیں سکتا۔

شع: جس نے دولت کی تاج سے آسائش کی امید رکھی۔ اوس نے اذیت ہے پیار سے شراب شمع کی آرزو کی۔
خلاصہ: بے وفاء دولت کسی کا ساتھ نہیں دیتی۔

شع: نعمت کی سوا فن اگر اللہ تعالیٰ شکر کا خواستگار ہوتا، تو کم عری کی سبیل سے کون باہر آتا۔
خلاصہ: اللہ تعالیٰ کی بے حساب نعمتوں کو ادا کر کے بے گنتی احسانوں کا شکر کون ادا کر سکتا ہے۔

شع: اے صاحب جس نے دنیا کے بخیلوں سے سخاوت چاہی۔ اوس نے کاغذ ابری سے برسات کی ترغیب کی۔

خلاصہ: بخیلوں سے سخاوت کی امید رکھنی محض بیکار دبیہ سود ہے۔

شع: ہمارے محزون دل پر بچوں کے جھگڑے سے بار نہیں ہوتا۔ صورتوں کی کثرت سے آئینہ کا گہر تنگ نہیں۔

خلاصہ: جبے خانہ آئینہ صورتوں کی کثرت سے تنگ نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح ہماری پریشان طبیعت کو کون کی کثرت سے پریشان نہیں ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ صاف دل پاک طبیعت ہیں اذیت کو کوئی امر پریشان نہیں کر سکتا۔

شع: معرفت کی گفتگو کم کر۔ کیونکہ اہل حال کینے گفتگو کا ترک کرنا ہی معرفت کی قطعی دلیل ہے۔
خلاصہ: اہل حال اہل غالی نہیں ہوتے۔

شع: بخیلوں پر سیم در کاج کرنا مشکل نہیں ہے۔ کیونکہ حلال کے دل پر بہاری بوجہ سے کچھ غالی نہیں ہوتا۔

خلاصہ: جیسے حلال گران باری سے خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح بخیل بھی سیم در کاج سے خوش ہوتے ہیں۔

شع: تولنے سا ہو گا کہ یوسف مہری نے اپنے ہائیون سے کیسی مصیبت اٹھائی۔
پھر دوسرے عزیزوں سے کیا امید رکھنی چاہیے۔

خلاصہ: بیچ کہا ہے۔ بہاگ ان بردہ فرد غصوں سے کہاں کے بہائی۔ بیچ ہی ہے جو یوسف سا بردار ہوئے۔ اب تو یہ راز ایسا ہے کہ بیباک کا دشمن ہے تو پھر دوسرے عزیز و اقارب کی محبت اور شفقت معلوم اور ظاہر ہے۔

شعش۔ بغیر بیداری دل کے جو کر کرنا۔ لعش جلاتا ہے، تسبیح کا خیال سورا ستون سے رکھنا چاہیے۔

خلاصہ۔ توحید قلب و حضوری دل کے بغیر ذکر و تسبیح بیکار ہیں۔
شعش۔ قلم کی طرح میری زندگی کی درازی قیل و قال ہی میں گذر گئی۔ میری بیکار زندگی خط و خال کی تعریف میں بسر ہو گئی۔

خلاصہ۔ میں اپنی زندگی کو فضول گفتگو اور جھوٹی تعریف اور تو صیغہ میں صرف کیا شعش۔ انوس ہے کہ میرے رخساروں کے بالوں کی تمام سیاہی۔ میرے بیکاری اور بد اعمالی کے سبب اعمال نامہ کے کھنڈے میں صرف ہو گئی۔

خلاصہ۔ میری جوانی سیاہ کاری میں گذر گئی۔
شعش۔ کھڑی کے جال سے کبھی پر اوس قدر تم نہیں کر سکتا میری امیدوں۔ میرے دل پر جو کچھ تم ڈالیا ہے۔

خلاصہ۔ مجھ کو میری اپنی امیدوں نے برباد کر چھوڑا ہے۔
شعش۔ میرے سراپا عمر میں سوائے کف انوس کے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ اگر میری باقی عمر اسی طرح سے گذر جائے گی۔

خلاصہ۔ میری گران بہا اور عزیز عمر بالکل بیکاری میں برباد ہو گئی۔
شعش۔ ہمارے زمانہ میں تنگ چٹھی اس قدر عام ہو گئی ہے کہ چٹھنی کی سوراخوں پانی بھی باہر نہیں جاسکتا ہے۔

خلاصہ۔ ہمارے زمانہ میں بکلی انتہا درجہ کو پہنچ گیا ہے۔
شعش۔ آسمان کے نیچے ہر ایک کمال کو رواں ہے، جب ہلال ماہ کمال (بدر) ہو گیا تو گشتا شروع کر دیا۔

خلاصہ۔ سچ ہی ہر کمال راز والے۔ ہر ایک کمال کو ردی لازم ہے۔
شعش۔ آلودہ حاسی مجبور حق نہیں۔ خلقت کا گناہ کرنا اختیار کی روشن دلیل ہے۔
خلاصہ۔ گناہ گار اپنے گناہوں کا خود ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔

شعش۔ جب میرا روئے سخن حیرت زدہ گوگون کی طرف ہے، میری صحبت کا طرفہ دشمنی صورت دیوار میں ہے۔

خلاصہ: صاحب حال محتاج قیل و قال نہیں ہے۔
 شعر: ایسا چہرہ جس سے برونہ گئی ہو گہاں ہے + جس سے جان تازہ ہو وہ ابر
 تر کہاں ہے۔

خلاصہ: صاحب عزت دنیا میں کم یا ب ہیں۔
 شعر: حریم کعبہ کے طواف کی طرح میں اوسکے اطراف پیروں۔ اے اللہ تعالیٰ
 اس جہان میں بے آرزو دل کہاں ہے۔

خلاصہ: اس جہان میں بے آرزو دل نایاب ہے۔
 شعر: دینیوی اعتبارات کا رنگ گویا بجلی کی چمک ہے۔ لوگوں کی دستار پر
 ایک دم سے زیادہ پھول تازہ نہیں رہتے۔

خلاصہ: دنیا کے تکلفات بالکل ناپائیدار ہیں۔
 شعر: جس دل میں استعارہ کا دوسوہ نہیں۔ تسبیح کی طرح سوط سے سرنگی کھینچا ہے
 خلاصہ: وسوسہ اور خیالات باطلہ انسان کو پریشان کر رہیں۔

شعر: روئے زمین میں حوادش کی گذرگاہ ہے + جو یہاں آیا پہر واپس نہیں ہوا۔
 خلاصہ: دنیا مقام فنا ہے جو یہاں آیا وہ فنا ہو کر ہی رہا۔
 شعر: خراکی درگاہ میں تعلقانہ سجدہ مقبیل نہیں ہوتا۔ اس عبادت کا وفود تو

دونوں جہان سے ما تہہ دہونا ہے۔
 خلاصہ: یہ بالکل ہی درست ہے۔ زبان درو کو دل در فکر خانہ۔ جو حاصل زمین نما
 پنجگانہ۔

شعر: آلودہ دامن لوگوں کے واسطے پردہ پوشی لازم ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام
 کے پیر میں کا چاک کیا رفو کا محتاج ہے۔
 خلاصہ: بدکاروں ہی کی پردہ پوشی لازم ہے۔ نیک لوگوں کے اعمال محتاج
 پردہ نہیں ہوتے۔

شعر: اگر تو اس قرینہ سے مجلس رانی کا تکلف کرتا ہے تو جلد گھٹاؤں کو بیگانہ
 بنا دے گا۔
 خلاصہ: تکلیف میں جو تکلیف ہے وہ محتاج اظہار نہیں اس قسم کے برتاؤ سے

یکجا بھی بیگانہ ہو جاتا ہے۔

شعر۔ حضرت آدم علیہ السلام نے گہون کے لئے بہشت کی نعمتوں کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ اہم اقسام کے نعمتوں کا چھوڑ دینا ممکن ہے مگر رومی کا چھوڑنا ممکن نہیں۔

خلاصہ۔ اقسام اقسام کی نعمتیں انسان چھوڑ سکتا ہے مگر رومی کو اس کی ایک معمولی نعمت ہے نہیں چھوڑ سکتا۔

شعر۔ کوتاہ بین آنکھیں اپنے احوال کی صورت نہیں دیکھیں۔ جنہوں نے سنگدلی سے ہمارے آپس کو توڑ ڈالا یعنی ہنگو صدمہ پہنچایا۔

خلاصہ۔ کوتاہ بین آنکھیں جو عین صدمہ پہنچائیں وہ اپنے حال پر نظر نہیں کریں یعنی کوتاہ بین شخص اپنے حال کو نہیں دیکھتا۔ اور دوسروں کی عیب چینی کرتا ہے۔

شعر۔ اہل ظاہر کی ہنگو کاری میں بہت سارے مکر و فریب پوشیدہ ہیں۔ ان شخصوں کا دریا کارون سے اپنے کو دور رکھا چاہیے۔

خلاصہ۔ ریاکاروں کے مکر و فریب سے بچنا چاہیے۔

شعر۔ منہ کہوں گے گرفتاری کے جال کا حلقہ ہے۔ لب بستہ چہلی کو گل گرفتار نہیں کر سکتی۔

خلاصہ۔ طبع اور حرص اور لالچ انسان کو ذلیل اور رسوا کرتی ہے۔

شعر۔ کم عقل کا دل اس کو خیالی بلندی کے طرف لیجاتا ہے، طفل نا افتادہ کو کوشے کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

خلاصہ۔ نا تجربہ کار کو نشیب و فراز کی تمیز۔ نفع و نقصان اور خوف و خطر کا خیال مطلق نہیں ہوتا۔

شعر۔ اگرچہ اس وسیع جنگل میں شکار بہت ہیں۔ مگر زمانہ سے مجھے عبرت لینے ہی کافی ہے۔

خلاصہ۔ انسان غافل کو زمانہ کے انقلاب سے عبرت لینے ضروری ہے۔

شعر۔ جب بلانا زل ہو تو چین بچیں مت ہو۔ غیب کے مہمان کے منہ پر دروازہ بند کرنا اچھا نہیں

خلاصہ۔ مصائب و روفاات پر انسان کو ہر طرح صابر و رشکار رہنا ضروری ہے۔

شعرا۔ وہ آ رہے کہ جبکہ دانتوں کی تیزی سے اڑ رہے تھے۔ دشت زدہ لوگوں کے منہ میں سلام کا حرف نہیں ہے۔

خلاصہ۔ وحشی لوگ مرافق کو مخالف سمجھتے ہیں۔

شعرا۔ عزیزوں کے (دعائی) نے رے کو مقرر کر دیا ہے۔ ورنہ سو برس تک تن کو چھوڑ کر سفر کرنے کا ارادہ نہیں کرتی تھی۔

خلاصہ۔ عزیزوں کی دعائی انسان کو موت پر آمادہ کرتی ہے۔

شعرا۔ سخت دیوبند کی ملاقات سے اس جہان میں یہ ہی فائدہ نہیں ہے کہ زندگی کا ترک کرنا آسان ہو گیا۔

خلاصہ۔ سنگدلوں کی ملاقات روح فرسا ہوتی ہے۔

شعرا۔ خلق کا میدان معاش کی وسعت کے موافق ہوتا ہے۔ اگر غفلتوں کا خلق تنگ ہے تو کچھ عجب نہیں۔

شعرا۔ بڑا بچے کے زمانہ میں خیال کی شکایت کیسے کر دے۔ یہ بھی کم تہمتی کی بات ہے۔ جو دعائی یاد نہیں ہے۔

شعرا۔ سخت کلامی کو چھوڑ دے اور کشادہ رو رہو۔ کیونکہ کہنے دروازہ پر کوئی بہر نہیں مارتا۔ خلاصہ۔ کشادہ رو شخص کو کوئی بُرا نہیں کہتا۔ اس لئے ہر شخص کو کشادہ روی اختیار کرنی چاہیے۔

شعرا۔ لہرون کا سلسلہ ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے۔ جس نے ہمارے دل کو توڑا اس نے اپنے آپ کو توڑا۔

خلاصہ۔ جس شخص نے ہماری دل آزاری کی یقین ہے کہ اس کے دل کو بھی ضرر آ رہا ہے۔

شعرا۔ اگر تو تلخ بات کو خلق سے بچے اُتار رہا ہے تو مرد ہے فراغِ حوصلگی کا دعوے صحتِ قلعہ فوجی نہیں ہو سکتا۔

شعرا۔ ناگوار اور ناقابلِ برداشت باتوں کا انسان اگر تحمل ہو تو جو امر وی کا دعویٰ بجا اور درست ہے۔

شعرا۔ عادت ہے کہ پہل کے ابھرنے سے ٹہنی خم ہو جاتی ہے۔ اسے بڑبڑے بغیر یہ

قد سے بھگن کو کیا حاصل ہے۔

خلاصہ: انسان جب صاحبِ ولاد ہو کر طبعی کو پہنچے جائے تو چاہیے کہ
مکمل المراجی پیدا کرے۔

شعرا: ہنسی سے آنکھوں میں پانی بہا آئے۔ اس زمانہ کے خوشی اور غم ایک ہیں۔

خلاصہ: اس زمانہ کی خوشی اور غم ایک ہو گئے ہیں۔

شعرا: بے غمی سے اس باغ (دنیا) میں سرسبز رہا۔ سرو کی طرح تہمتی نے بھگن کو قائم کہا

خلاصہ: بے غمی انسان کو ہمیشہ خوش و خرم رکھتی ہے۔

شعرا: جو کوتاہ اندیشی ظالموں کا ہاتھ دراز کراتی ہے۔ حقیقت میں وہ ایک ظالم

ہیں بلکہ کئی ظالم ہے۔

خلاصہ: کوتاہ اندیشی و حقیقت کئی ظالموں کا ایک ظالم ہے۔ یعنی اسکو اپنے

کوتاہ اندیشی کے پاؤں میں کئی ایک ظالموں کے مظالم کے برابر مواخذہ میں گرفتار
ہوتا پڑے گا۔

شعرا: سر بلندی آزاد رہنے کا ثمر ہے۔ اس پھل کے راستے کا خضر سر دکاتی ہے۔

خلاصہ: آزادی موجب سر بلندی ہے۔

شعرا: اللہ تعالیٰ ہم بدکاروں کے گناہ سے بے پرواہ ہے۔ پرہیز کے توڑنے سے طبیعت

کا کیا نقصان۔

خلاصہ: اللہ تعالیٰ کو ہم بدکاروں کے گناہ سے کیا پرواہ ہے کیا پرہیز کو اپنی ہماری ہے۔

شعرا: وہی شخص چمک دار کوئی ہے کہ جس نے خوب درشت کو آئینہ کی طرح اپنے

اوپر ہوا کر دیا ہے۔

خلاصہ: جس شخص نے خوب درشت کو اپنے دل میں کیسا تصویر کر لے گا مادہ

پیدا کر لیا ہو وہی مردِ کامل ہے۔

شعرا: جس چہرہ سے دل کی گرفتاریں نہ وہ دیکھنے کے لائق نہیں جو حرف کے بے معنی

ہو وہ سننے کے لائق نہیں۔

خلاصہ: درشت رو کر یہ منظر صحبت کے لائق نہیں ہے۔

شعرا: ایک وقت کا دیکھنا ہمیشہ دیکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اگر چیکہ دنیا کے

لوگوں کی صورت دیکھنے کے لائق نہیں ہے۔

خلاصہ:۔ بیٹہ نہ دیکھنے کے لئے ایک دو دیکھ لینا ضروری ہے۔

شعر:۔ قیمتی عمر سوز گناہ کے قابل نہیں ہے۔ اس رشتہ عمر کو مت ہلا کہ چندان

دراز نہیں ہے۔

خلاصہ:۔ انسان کی قیمتی عمر سوز گناہ کے لائق نہیں ہے۔

شعر:۔ جب کل آج سے زیادہ غم پہنچنے والا ہے تو آج کل کا غم کہانے کی کیا غصہ

خلاصہ:۔ جب کل آج سے زیادہ غم پہنچنے والا ہے تو کل کا غم آج کہاں کی

ضرورت ہی کیا۔

روایف ثمار مشلہ

شعر:۔ جس کامل نے ناقص کے ساتھ سفیدہ کلام کیا اس نے اپنے آبارِ موسیقی کو

سنتِ پتھر پر پگھل دیا یعنی بھڑا۔

خلاصہ:۔ مرد کامل کو ناقص سے گفتگو نہ کرنی چاہیے۔

شعر:۔ اے صاحبِ صاحبہ لون نے مجھ کو یہ نصیحت کی ہے کہ جب تک صلح ممکن ہے

بحث اختیار نہ کر۔

خلاصہ:۔ جب تک صلح ممکن ہو بحث نہ کرنی چاہیے۔

روایف جیم تازی

شعر:۔ سہار جب پہلی اینٹ کو زمین پر تیر ہی رکھے اگر دیوار آسمان تک بھی پونچے

تو وہی تیر ہی رہے گی۔

خلاصہ:۔ بنیادی جیم تیزی رکھے تو دیوار کا سیدھا ہونا ممکن نہیں یعنی ہر چیز

کی ترقی کا دار و مدار بنیاد پر موقوف و منحصر ہے۔

شعر:۔ راست مزاج۔ کج مزاجوں کی صحبت سے کجی اختیار کرنے میں ناہموار یا لڑکی

صحبت سے سیدھی جوتی بھی تیر ہی ہو جاتی ہے۔

خلاصہ:۔ سچ ہے صحبتِ صالح تراضا کج کند۔ صحبتِ طالع ترا طالع کند۔

شخص بیٹے میان میں تلوار اپنے قدم کو سیدھا نہیں کر سکتی جو شخص آسمان کے نیچے ہو مجبوراً وہ بھی بیٹا ہو جاتا ہے۔

شخص۔ ممکنات کے چہرہ پر احتیاج کی اگر وہ پیشہ رہتی ہے۔ اس عالم کے واسطے احتیاج کا رد لازمی ہے۔

خلاصہ یہ کہ جو چیز ممکن ہوگی ضرور وہ غیر کی محتاج ہوگی۔
شخص۔ شجاعت میں اگرچہ آدمی رستم کے طرح ہو۔ مگر احتیاج کی جنگ میں بڑھیا کی طرح عاجز ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ۔ سچ ہے۔ آنکھ شیراز را کند رو باہ مزاج۔ احتیاج است احتیاج است احتیاج
شخص۔ عرق آلودہ چہرہ گوہر کا محتاج نہیں ہے۔ خدا داد حسن زیور کا محتاج نہیں۔

رولیف جیم فارسی

شخص۔ بیکار و اہل دستہ کمال کی تمنا مست کر لیں کہ یہ بے مغز کاکال وار ہی چہرہ اور دستار ہے اور باقی سچ۔

شخص۔ اے صاحب اس عالم فانی کی خوشیوں سے ہم بہن اور دیدار کی لذت ہے اور باقی سچ ہے۔

رولیف حاجطی

شخص۔ ہم کسی کے پیشانی پر ہنکوکاری کے انوار نہیں دیکھتے ہنکوکاری کی نشانیوں سے صرف وارثی اور دستار باقی رہ گئی ہے۔

شخص۔ صبح کی سپیدی کا نمک غفلت کی آنکھوں میں لگا۔ کیونکہ صبح کے دفتر میں گفتگو کی سیکڑوں کتابیں ہیں۔

شخص۔ تو ہرگز احرام کے کپڑے کا کفن نہ بنا، تو مردہ دل لوگوں کی طرح صبح کے پیچھے سے غافل نہ رہو۔ خلاصہ یہ کہ۔ صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ رہنا چاہیے

رولیف وال مہل

شعر - ہمارا ہنگامہ ادا دل - دہن سے شکوہ رکھتا ہے - ہمارا عقیقہ میں سے نازہ زخم رکھتا
شعر - جوانی کی نازہ بہار میں خدا کی اطاعت کر - کیونکہ لکڑی جب خشک ہو گئی تو پتھر
خمیدہ نہیں ہو سکتی -

شعر - حساب کے واسطے یوم حساب - یوم عید ہے - بے جرم آدمی حاکم سے دروہ نہیں
جمع ہے آخر کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ پاک -
شعر - کیا اچھا بشت ہے کہ وہ اپنی قبا کے بند کھولیں - ہمارے روئے دل پر غرور کا
دروازہ کھول دیں -

شعر - سبیل کا نخل نے غواری سے اور بھی زیادہ ہوتا ہے - جب گرہ تر ہوتی ہے تو زیادہ
سخت ہوتی ہے -
شعر - حرص کی پیاس رو پیہ پیسے سے اور زیادہ ہوتی ہے - آئینہ کی آنکھیں پیروں
کے دیکھنے سے کہاں سیر ہوتی ہے -

شعر - خلاء بیخ ہے آنکہ غنی تر اندر خلیج تر اندر -
شعر - مالدار کے حصہ میں ال سے محنت کے سوا اور کچھ نہیں - بہاری بوجہ سے حال کے حصہ میں
اپنی ہی پسینہ ہے -

شعر - خلاء صحت جیسے گران باری سے حال کے حصہ میں پسینہ کے سوا اور کچھ نہ ملا اسی طرح
جمع مال سے مالدار کے حصہ میں بجز پریشانی اور اوستے چوڑ جانے کی حسرت کے اور کچھ بھی نہیں -
شعر - صاف دل لوگوں کی عزت کے پاس دلی غلط سے غافل مت ہو - کیونکہ ہر کے
سنارے سرو کو کھڑا - نہا ہی چاہیے -

شعر - خلاء صحت دل اور روشن ضمیر ہر گون کا ادب ضروری ہے -
شعر - نفس کی باگ قابو میں نہ رکھنا کور دلی کی بات ہے - کیونکہ پہاڑ نے والا کش
زنجیر میں مقید چاہیے -

شعر - خلاء صحت بے قابو نفس مثل سنگ گزندہ ہے اوس کا مقید رہنا ضروری ہے -
شعر - جب کام میں پیچیدگی واقع ہو تو دعا کے واسطے ہاتھ اٹھا - کنگہ کا تہ عقہ کشانی
میں بڑا ہوا ہے -

شعر - پیچیدگی کے وقت کنگہ کی طرح عقہ کشانی کے واسطے ہاتھ اٹھا -

شعر۔ دنیا کا غم اور خوشی ایک دوسرے کے ہم آغوش ہیں۔ عید کی خوشی کے بعد
مہم آتا ہے۔

خلاصہ۔ جہان بکتے ہیں نقارے دیوان ماتم بھی جوتے ہیں۔

شعر۔ جواز آدمی شادی بیاہ میں پسند۔ ایک تیراک ہے کہ جسے یا گن میں پسند

خلاصہ۔ آزار کے لئے شادی اور بیاہ اور سکی پریشانی اور غلامی کا باعث ہے۔

شعر۔ جنگ کے روز آہ کے دامن سے ہاتھ مت روک۔ کون کون یہ نشان خون

کے بیج کے حصہ کو توڑ دیتا ہے۔

خلاصہ۔ نظم کی آہ ظالم دشمن کی صف ٹھکن ہے۔

شعر۔ خود شکنی (نفس کو مطیع بنانا) بڑی جوان مروی اور مردانگی ہے۔ اس کا ہاتھ

چوم جو نفس یہ بت (نفس) کو توڑتا ہے۔

خلاصہ۔ نفس شکن عالی مرتبہ آدمی ہے شہ پڑے موزی کو مارا نفس آمارہ کو گرا مارا۔

شعر۔ رخساروں پر خطا پیدا ہونے کے زمانہ میں زلف دلوں کی نگاہانی کرتی ہے

جب عامل معزول ہو جاتا ہے تو بیج پھر نافرین کرنا ہے کمال شے زوالی شے کی دلیل ہے۔

خلاصہ۔ عادت ہے کہ جب جن کا زوال آتا ہے تو معشوق عاشق کی طرف توجہ ہوتا

شعر۔ زمان روائی کا سینہ حکم جاری کرنے کے بغیر نہیں ہے۔ ہر ایک چیز نئی اپنے

مکان میں سیلان کرتی ہے۔

خلاصہ۔ زمان روائی بغیر حکومت کے غیر کل ہے۔

شعر۔ بڑا پلنے والا دار کے اعضاء میں لرزہ پیدا نہیں کیا۔ مال کے ساتھ ولی التلق

رکھنے سے مال کے سرائے چلا تا کا نیتا ہے۔

خلاصہ۔ جقدر عمر زیادہ ہوتی ہے دنیوی تعلقات بھی بڑھتے جاتے ہیں۔

شعر۔ برہنگی کے سبب صا جمل درویش کے بدن سے پسینہ ٹپکتا ہے دولت مند

پر تکلف لباس سمور۔ قائم۔ سجاوین کا نپتار ہوتا ہے۔

خلاصہ۔ دولت مند باوجود سامان آسائش کے محتاج ہی محتاج ہے اور صا جمل

در دیں بے سامان کے حالت میں کسی کا محتاج نہیں۔

شعر۔ ہماری آنکھوں کے واسطے ابرو سے سفید غفلت کا پردہ ہو گیا۔ سفید بالوں کے

اس نا فکھڑا سے باز نہ رکھا۔

خلاصہ یہ کہ نادر اور خطا میں معمولی تنازعہ کے مطلب یہ ہے کہ بیدار کرنے پر بیدار نہ ہونا کمال اخلاقیات کی دلیل ہے۔

شخص اگرچہ اس سے پہلے سے دوسروں کے لئے اگلا ہی کی طرح نظر نہ ہو لیکن اس کی دل میں اس غیبی سے غفلت کا رستہ خیر ہو گیا۔

خطا نہ ہو۔ یہاں سے اور دن کی غفلت کو دور کیا مگر ہماری غفلت کو اور بھی بڑا دیا۔
شخص وہ دل بہت مبارک جو اب اب ہو جائے کہ ایک خطرہ شہم آفتاب کا آئینہ ہو جاتا ہے۔

خطا نہ ہو۔ جو دل خوف الہی سے پالا ہوا ہو جاتا ہے وہ ایک خطرہ شہم ہے جس میں آفتاب وحدت کے انوار شہابی ہیں۔

شخص وہ متون کی ملاقات کے وقت سے غافل مت رہے کیونکہ اس وقت جو دعا کرے وہ قبول ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ دوست نفس کی ملاقات باعث سود و بہہ دہے۔
شخص گفتگو کو چھوڑ دے تاکہ تجھے ہوش کا پیالہ دین۔ خاموش رہنے سے بھلو وہ جنت دین جبکہ دروازہ اب تک کھلا ہو۔

خطا نہ ہو۔ حدیث شریف: **هَوْنٌ سَلَامٌ وَسَلَامٌ هَوْنٌ** یعنی جو خاموش ہو وہ سلامت را۔ اور جو سلامت را اوس نے نجات پائی۔

شخص تیرے بہرے ہو سکی وجہ سے تجھ کو یہ دنیا اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اگر تجھے کائنات دین تو ابھی غور و فکر کرو گئے۔

خلاصہ یہ کہ بہرے دینا کو پسند کرتا ہے۔ گوش ہوش رکھنے والا دینا کو پسند نہیں کرتا ہے۔

شخص جو لوگ چاند کی طرح آسمان کے احسان سے بڑھتے گئے۔ وہ گننے سے بہت جلد انگشت نما ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہر کمالے راز و اسے۔ دوسروں کے احسان سے بڑھنا اور گنہ گشت پیدا کرنا ہے۔

شعرا۔ اگر باغ و نیابین گل بے خار تھا تو وہ اہل دنیا سے ترک صحبت کا دامن تھا۔
 خلاصہ۔ اہل دنیا سے دامن کشی باعث امن و عافیت ہے۔
 شعرا۔ دنیا کی دولت روشن دلوں کو گوارا نہیں ہے۔ جب تک شمع کے سر پر زرین تاج ہے اسکو لرزہ ہے۔

خلاصہ۔ دنیا کا تکلف روشن ضمیروں کا ضرر رسان ہے۔
 شعرا۔ خاکساری سے دل خدایا کا بہشت ہو گیا۔ بیٹی کی گرد سے موتی بڑی قیمت ہو گیا۔
 خلاصہ۔ خاکساری سے دل آراستہ ہوتا ہے اور خلوسہ سے اعمال میں صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

شعرا۔ آج میری کشتی بے بادبان ہو گئی۔ کیونکہ فرصت کا دامن میرا تہ چھوٹ گیا۔
 خلاصہ۔ جب تک فرصت حاصل ہے ہم اپنی شکستہ حالت کی اصلاح کر سکتے ہیں۔
 شعرا۔ جو صورت کہ لایع سے کہریا کی طرح زرد ہو گئی۔ وہ نظروں میں گہانہ کی جتنی جیسی لگی ہو گئی۔

خلاصہ۔ لالچی ہمیشہ سے ذلیل و خوار رہتا ہے۔
 شعرا۔ گناہ کی شرم سے میرا دل رائج ہو گیا۔ شرمندگی کا غبار میرے واسطے کہیا ہو گیا۔
 خلاصہ۔ گناہ سے منفصل ہونے کے بعد انسان کا مرتبہ بڑھ جاتا ہے۔
 شعرا۔ جو شخص کوڑھ کی طرح عاجز اور بے دست و پا ہو گیا۔ اسے صاحبِ لہرون کی جوش سے کناہ پر پہنچ جاتا ہے۔

خلاصہ۔ سب کا مردم بکنز روند۔
 شعرا۔ کاہلی سے جوان آدمی نظروں میں گراں ہو جاتا ہے۔ جو شخص پیدل ہو جائے وہ قافلہ پر بار ہو جاتا ہے۔

خلاصہ۔ کاہلی آدمی کو ذلیل و خوار بناتی ہے۔
 شعرا۔ اگر تپہ میں مروت نہیں ہے تو تکلف ہی مت کر۔ کیونکہ میزبان کی صورت مہمان شرمندہ ہو جاتا ہے۔

خلاصہ۔ میزبان کی کٹاؤں وہ رونی مہمان کے مسرت کا باعث ہے۔
 شعرا۔ اگر تیرا دامن تویہ دوستی میں شمار نہیں۔ کیونکہ چکی کی آنکھ راند پیسنے کی طرف

لگی رہتی ہے۔

خلاصہ: اغیار کی محبت ضرور سان ہے۔

شعر: نسیم سحری کے جان بخش جہون کے حاصل کر لے۔ اس سے پہلے کہ لوگوں کی سزا
آئے جانے کے مکر ہو جائے۔

خلاصہ: مفید چیزوں سے اس وقت فائدہ حاصل کر لو کہ غریب فیکہ کی اور سبک آمیزش ہو۔

شعر: افتادگی اختیار کر کیونکہ شبنم اسی بال و پر کے ساتھ اس پست زمین سے
آفتاب تک پہنچ گئی۔

خلاصہ: عاجزی کے بدولت انسان مثل شبنم درجہ اسفل سے درجہ اعلیٰ کو پہنچ جاتا ہے
شعر: عشق کی بدولت مخالف دل مہربان ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ آگ سے شمع کے
دائے لعل کی گرائی ہو جاتی ہے۔

خلاصہ: عشق کی بدولت سخت دل بھی نرم ہو جاتے ہیں۔

شعر: جوانوں کے واسطے پیروان کی محبت عاقبت کا قلوب سے وجہ فیر۔ کمان
دور ہو جاتا ہے تو خاک و خون میں بجاتا ہے۔

خلاصہ: پیروں سے دور رہنا دولت و خواری کا سبب ہے۔

شعر: یہ ہندو شاخ خلاصے سے خبر ہیں۔ یہ لوگ صرف ہاتھ اور منہ دھونے والے اور
بدن کو پاک و صاف رکھنے والے ہیں۔

خلاصہ: ظاہری صفائی کے مائل خواست بے خبر رہتے ہیں۔

شعر: افتادہ لوگوں (فقیروں) سے مدد چاہ۔ کیونکہ لوگ باوجود پرواہ رکھنے
کے دوسروں کے پرواہ (مددگار) ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ: جو لوگ ظاہر میں خراب ہوتے ہیں وہ باطن میں آراستہ ہوتے ہیں۔

شعر: اسے سنا کہ اگر عاقبت اندیشی کی نظر رکھتا ہے (تو یہ سمجھ لے) کہ جہان میں
یہ ساز و سامان نہ رکھنے والے کیا انجام ہیں۔

خلاصہ: سیکسار و دم سیکر روند۔

شعر: گل کی سزا ہے کہ کو ہاتھ میں رکھتی ہے۔ گالی دینے والے کا منہ گالی سے پہلے
خراب ہو جاتا ہے۔

خلاصہ: چاہ کن را چاہ در پیش۔

شعر: شیرین کلامی کا اثر اسکے لب شیرین پر رہتا ہے۔ کیونکہ تو نے دیکھا ہوگا چوٹے کے پاؤں کی نقش نگارین رہتا ہے۔

خلاصہ: شیرین دہنی کی دلیل ہے۔

شعر: دلون کی صحبت میں رہو کیونکہ ہزار برس پانی سوتی میں رہے تو مکدر نہیں ہوتا

خلاصہ: صاف دل پاک باطنوں کی صحبت سے دل کی صفائی اور پاک باطنی حالت ہوتی

شعر: عمر کا دفتر طے ہوا کوشش کر کہ قلم کی طرح ہر قدم میں تیز اثر رہے۔

خلاصہ: حقیقت زندہ رہے ایسا کام کر کہ تیرے لئے وہ یادگار ہو جائے۔

شعر: آرام کا گوشت نہ کہاں ہے کہ نخلیں کی طرح دو دلون جہان کے پونچ خیانتا دروازہ

کے باہری رہیں۔

خلاصہ: گوشہ آرام پر بیہودہ خیالات سے نفرت کرنی چاہیے۔

شعر: ہنسی میں اپنی زندگی کو برباد مت کر۔ کیونکہ گلشن میں ناشگفتہ پھول زیادہ

دل رہتا ہے۔

خلاصہ: ہنسی کا انجام بُرا ہے۔

شعر: چہرہ یوسفی اوس روز جہاں کو روشن کرتا ہے۔ جب ہمایون کے طباطبائی سے

برافروختہ ہوتا ہے۔

خلاصہ: اگر مردی احسن الیٰ من اعفی۔ اگر تو مرد ہے تو جس نے تیرے ساتھ ہر

کی ہو تو اس کے ساتھ تنگی کر۔

شعر: جو شخص نیک بات غفلت کے خیال سے سنتا ہے۔ وہ حکمت کی باتیں بھی سنتا ہے

تو چال کا سراپا ہو جاتا ہے۔

خلاصہ: غفلت سے نیک بات کا سنا جہات میں داخل ہے۔

شعر: سچ بات نہر آلودہ تیرے جو شیر کا گلہ کہتا ہے وہی جوارت سنتا ہے۔

خلاصہ: الحیٰ مر۔

شعر: یہ وہ زمانہ ہے اگر کوئی صبح سے بھی صداقت کی باتیں نہ تو تصدیق نہ کرے چاہے

خلاصہ: اس زمانہ کی صداقت بھی قابل اعتبار نہیں۔

شعر۔ تلوار کا ہموار ہونا صحیح دسالم جانوں کے لئے آفت ہے اوس بد اہل دشمن سے عتا دار ہو جو ہموار نظر آتا ہے۔

خلاصہ۔ ہموار دشمن زیادہ فریب دہ ہوا کرتا ہے۔

شعر۔ پاک روح جسم کی قید سے جلد باہر آتی ہے۔ نیند میں بے گناہ بوسف قید خان سے باہر آتا ہے۔

خلاصہ۔ صفائی اور پاکی سے آزادی جلد حاصل ہوتی ہے۔

شعر۔ جس جگہ کہ برگردا کو پادشاہی بخشتے ہیں۔ وہ کیسی اچھی دولت ہے کہ ہم کو ہمارے موروثی پینر بخشتے ہیں۔

شعر۔ تو ہرگز کمینوں کی سخاوت سے دھوکا مت کھا۔ کیونکہ جیب عطیہ بخشتے ہیں تو تیری آبرو بھی گھسانے ہیں۔

خلاصہ۔ کمینوں کا بار احسان آبروریز ہے۔

شعر۔ اگر تجھ کو درستیہ جنت دین تو کچھ بڑی بات نہیں ہے۔ کیونکہ تجھ کو تو عالم رضا مندی کا ایک گوشہ بخشتے ہیں۔

خلاصہ۔ عالم رضا مندی کا گوشہ۔ گوشہ جنت سے بہتر ہے۔

شعر۔ جسکی دعا کے سر پہ میں قوت بخشتے ہیں۔ اسکے حکم کے سامنے آسمان موم کے فرد کی طرح ہے۔

خلاصہ۔ اشرار دعا کے مقابلہ میں ہر چیز مطیع ہے۔

شعر۔ اے صائب تو اپنے سفالی تن کو توڑ دے گا۔ اسکے عوض میں تجھ کو جاں جہان نثار

خلاصہ۔ ظاہری نمایش ترک کرنے سے اسرار باطنی کا انکشاف حاصل ہوتا ہے۔

شعر۔ جس نے دولت کے زمانہ میں دوستوں کو یاد کیا۔ اوس نے ناپاکدار زمانہ سے دشمن کی کامیابی کا داغ نہ دیکھا۔

خلاصہ۔ دولت مندوں کے لئے دوستوں کی دلجوئی دشمنوں کی کامیابی کا باعث ہے۔

شعر۔ بغیر ریاضت کے سرکش نفس کب راہ بنا ہو سکتا ہے۔ فرعون کے ہاتھ کا عصا کب اثر دہا ہو سکتا ہے۔

خلاصہ۔ ریاضت سے نفس سرکش مطیع اور متقاہ ہو جاتا ہے۔

شعر۔ بیان کی داو دی درہ تیر کے لئے بڑا راستہ ہے۔ تیر قضا کی مانع سخت جانی کب ہو سکتی ہے۔

خلاصہ شعر۔ تیر قضا کا کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔

شعر۔ گہر کو آراستہ رکھنے والے لوگ دل کی تعمیر سے غافل ہو گئے۔ کیونکہ ادکی اصل آب و گل سے ہی اس واسطے آب و گل میں مصروف ہو گئے۔

خلاصہ شعر۔ دل کی آراستگی برون کی آراستگی سے اونٹے ہے۔

شعر۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ پیہر کو پیہر توڑتا ہے، تم پیہر سے زیادہ ایک دوست سے پرہیز کرو خلاصہ شعر۔ دو سنگین چیزوں کا تصادم باعث شکستگی طرین ہے۔

شعر۔ جو لوگ خاک کے بیجے پاک لے جاتے ہیں۔ وہ خاک کے بیجے اپنے ساتھ جنت کو لے جاتے ہیں۔

خلاصہ شعر۔ دل کی صفائی انسان کے لئے بہ حال میں باعث مشرت ہے۔

شعر۔ جو شخص سادہ عقیق کی طرح نامور ہونا چاہتا ہے وہ الماس کے ناخن کے سامنے سینہ کو سپرنا تا ہے۔

خلاصہ شعر۔ نامور بننے کے اصلاحی اثرات سے متاثر ہونا پڑتا ہے۔

شعر۔ دنیا میں نفرت کے واسطے جس چیز کی عادت ہوتی ہے ادکی مثال ایسی ہے کہ ایک شیطان نفس کا قیام مقدا ہو جاتا ہے۔

خلاصہ شعر۔ غصے اور لفظان خواہشات کا نتیجہ بُرا ہے۔

شعر۔ اے صاحب جس شخص سے جھگڑو کچر بخش ہو او کا نظار کر کیونکہ جب اللہ میں شکایت کی گره بجاتی ہے تو وہ تکلیف کا بیج دھاتا ہے۔

خلاصہ شعر۔ مزہ و دل کو تخم کینہ سے پاک و صاف رکھنا چاہیے۔

شعر۔ ہر رنگ اپنے کو دن کی روشنی میں ظاہر کرتا ہے۔ لیکن سفید بالون جھگو سیاہ کاری سے آگاہ کیا۔

خلاصہ شعر۔ عالم پیری میں انسان کمزور ہو کر اپنی سیاہ کاری کو یاد کرتا ہے۔

شعر۔ قضا و قدر نے جھگو سر زانو آئینہ کی طرح دیا ہے، دیکھ یہ آئینہ جھگو کس کام کے لئے دیا ہے۔

خلاصہ۔ انسان مثل آئینہ سریز انوائی حالت کا نگارن رہے۔
نقص۔ اگرچہ تو ظاہر میں تن کی چار دیواری میں قید ہے لیکن اس حصار کے باہر تن کو
 اجلان کر نیکی کو دینے پہانے کی اجازت دی ہے۔
خلاصہ۔ اگر بظاہر روح جسم میں قید ہے مگر در باطن اوس کی سیر و طیر عرش سے
 اوپر تک ہے۔

نقص۔ تو اپنی درخ کو جنت بنا سکتا ہے کیونکہ درخت آئینہ ہونے والی آنکھوں کا
 چشم کو زنجیر نہ کر دیا ہے۔
خلاصہ۔ تو دل کی تاریکی کو آئینوں سے دھو کر باغ جنت بنا سکتا ہے۔
نقص۔ بیدار آنکھوں سے دولت طلب کرنی چاہیے۔ دوپہر رات کو شمع کی طرح
 چپ چاپ رونا چاہیے۔

خلاصہ۔ شب بیداری اور گریہ وزاری سے دولت ابدی حاصل ہوتی ہے۔
نقص۔ ہڑی ہرگز تباہی کے برابر نہیں آسکتی تو پہر کو اسلحہ حب کے ساتھ زب کو
 ظاہر کرنا چاہیے۔
خلاصہ۔ ان کے ظاہر ان کو حسب اور باپ کے خاندان کو انب کہتے ہیں یعنی اپنی علوی
 خاندان پر فخر کرنا و نمائی ہے۔

نقص۔ بارش کا نزول پھر سے بند نہیں ہوتا + پہر سخی لوگوں سے کیوں طلب کرنا چاہیے
خلاصہ۔ سخی لوگوں کی سعادت کسی کے روکنے اور بند کرنے سے بند نہیں ہوتی۔
نقص۔ اچھے اخلاق سے آدمی کا عیب پوشیدہ ہو جاتا ہے + نافہ تانار سے کوئی خون کی
 بو نہیں سونگھتا۔

خلاصہ۔ عمدہ اخلاق عیب پوشی کا باعث ہے۔
نقص۔ کم نصیب عبرت حاصل کرنے کی پروا نہیں رکھتا + کیونکہ جلا ہوا بیخ تازہ بہار کی
 حاجت نہیں رکھتا۔

خلاصہ۔ کم نصیب ہی غیرت کے فوائد سے محروم رہتا ہے۔
نقص۔ تو کوردلی سے الفت کی طرف سے منہ پھیرے + کیونکہ آئینہ کی پیٹ زنگ لگنے
 ہونے سے وحشت نہیں رکھتی۔

خلاصہ: انسان کو اپنی برہانگی کے سبب لوگوں سے روگردانی کرنی چاہیے۔
 شعر: جو لب زمانہ کے ارضاع و اطوار کی شکایت نہیں رکھتے۔ ہمیشہ ان کے منہ کی
 ہر ذکر غمی کا علاج ہے۔

خلاصہ: آہستہ آہستہ خدا کا ذکر کرنے سے انسان کا منہ شکوہ و شکایت سے محفوظ رہتا
 شعر: لالچین کے حصہ میں مال سے بچ و الم کا غبار ہے، آٹے کے گرد و غبار کے سوا
 بکلی کو کچھ نہیں پہنچتا۔

خلاصہ: لالچی مال جمع کر کے اوسکے فوائد سے محروم رہتا ہے۔
 شعر: احسان کی زبردستی جگر گداز ہوتی ہے، خدا کرے کہ ہمارا ثناء کیا سے نکلے۔
 خلاصہ: یہ بالکل درست ہے۔ اگر آپ حیات بعض آبرو و ہندو دانا خنزیر۔
 شعر: جس شخص میں اپنی سائنس کی طرح حرکت و اضطراب ہے، وہ خدا کی یاد سے
 کیوں غافل ہوگا۔

خلاصہ: دم آخر یاد آگئی سے غافل رہنا سراسر کم عقلی ہے۔
 شعر: صائب کسی کو اپنے دل کا بید نہیں کہتا، کوئی شخص بیکار زمین میں کیوں
 مونی بکھرے گا۔

خلاصہ: افتاء سے راز۔ انسان کو ذلیل بنانا ہے۔
 شعر: رہبر میں بھی ہوتی تو اس سے شجاعت کی امید ہے، وہی شخص لا علاج ہے جو زبان
 کی تلوار کا زخمی ہے۔

خلاصہ: زبان کی تلوار کا زخم کبھی چکا نہیں ہوتا۔
 عرصہ نرا نسل و گھر میدہا چہ سود دل رانگشتی نہ کہ گور نکشتی
 شعر: فطرت میر عقل دل کا علاج نہیں کر سکتی، اس ویران محل کو آباد نہیں کر سکتی۔
 خلاصہ: عقلی تدبیر سے دل کی اصلاح ممکن نہیں ہے۔
 شعر: بے تربیتی اور سوز و غم دونوں نے جلے ہیں، سرو اپنے ساز و برگ کو بدل
 نہیں سکتا۔

خلاصہ: ہر ایک چیز میں سوز و غم اور غیر سوز و غم کا ادھ فطرۃ و طبیعت ہے۔
 کوئی چیز اپنی فطرت کو ہرگز نہیں بدل سکتی۔

شعشہ۔ پیر و جوان کی صحبت باہم قائم نہیں رہ سکتی کیونکہ تیر کی دم سمان کیساتھ
اتفاق نہیں کر سکتا۔

خلاصہ۔ ناموافق صحبت میں اتفاق ممکن نہیں ہے۔
شعشہ۔ اے صاحب اس گلشن و یارین کوئی شخص نہ دل سے ننچہ تصویر کی طرح
بہن نہیں سکتا۔

خلاصہ۔ دنیا کے انقلاب دیکھ کر کوئی شخص دل سے ہرگز خوش نہیں ہو سکتا۔
شعشہ۔ سونا چاندی اور لعل اور موتی کچھ زہرے گاہ تیرے فرش پر یہ ہی سفر کی
گرد اور مٹی رہ جائے گی۔

خلاصہ۔ دنیا سے جانے والے دو نمند کے پاس قیمتی جواہر کے عوض صرف بکری
گرد اور مٹی رہ جائے گی۔

شعشہ۔ اگرچہ تیرے پاس سیکڑوں نرم کپڑے ہیں۔ لیکن تیرے نوکر چاکر تیرے
سر ہانے اینٹ کا کھیر کھینگے۔

خلاصہ۔ آرام پسند۔ قبرین آرام سے محروم رہتا ہے۔
شعشہ۔ یہ چہان آئینہ اور ہادی ہستی نقش و نگار ہے آخری نقش و نگار آئینہ میں
کب تک رہے گا۔

خلاصہ۔ دنیوی سب سکھات فنا پذیر ہیں۔
شعشہ۔ دلی تعلق کی گرہ آہستہ آہستہ کھول + ورنہ موت اس کوشش سے ایکبار
نافل کر دیتی ہے۔

خلاصہ۔ زندگی ہی میں دل کے بیچ ویاہج کو بحال دے ورنہ مرنے کے بعد ان
بیچوں کی کنایش سے نجات ممکن نہیں ہے۔

شعشہ۔ اے صاحب جب کوئی شخص لاش کو حکم کے حلقہ میں پہنچ لیتا ہے تو وہ غرا
والے شیر کی گردن کو زنجیر میں کس لیتا ہے۔

خلاصہ۔ بڑے سودی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا۔
شعشہ۔ جو شخص قماشے کے واسطے بیان گردن کو اٹھاتا ہے + وہ قیامت میں سر
جھکائے ہوئے زمین سے اٹھے گا۔

خلاصہ - دنیا کے بیرونی شے کے لئے سر بلند، ہنایا قیامت کی سر بلندی سے محروم رکھتا ہے۔

شع - تو بڑا ہو گیا اور تیری امید کی کہی زرد نہیں ہوتی + تو کافور کی ہوسنگھا مگر تیرا دل سر نہیں ہوا۔

خلاصہ - بڑا پے مین لالچ کی بیخ کنی اور دل کی وصالی بھڑی ہے۔
شع - کافور کی بوان مردہ دلوں سے آتی ہے۔ کون اس جہت سے ملا جو نامور نہیں ہوا
خلاصہ - صحبت طالع ترا طالع کند۔

شع - یہ بھی لالچ کی طفلانہ طبیعت سے ہے۔ جو سو برس مین دانت بھگتے ہیں۔
خلاصہ - عالم پیری مین ہوس بازی، طفلانہ حرکت ہے۔

شع - تو اس پر آشوب مقام مین اوس شخص کا ہاتھ پکڑتا ہے کہ وہ زندگی کے چراغ کے لئے طایت کا ہاتھ ہو سکے۔

خلاصہ - چراغ زندگی کا کوئی شخص حامی نہیں ہو سکتا۔
شع - جو شخص تیرے عیب کا نقشہ تیری آنکھوں کے سامنے کیج دے تو اوسکی آنکھوں

کو چوم کیونکہ تجھ پر حق رکھتا ہے۔
خلاصہ - عیب کے اظہار کرنے والی کی قدر کرنی چاہیے۔

شع - جو شخص رات کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑتا + اس کا گریبان غم کے ہاتھ سے مبتلا ہوگا۔

خلاصہ - جو شخص ذکر الہی مین شب بیدار رہے گا وہ غم مین مبتلا ہوگا۔
شع - وہی شخص بزرگ ہے جو زمین پر ابر کے سایہ کی طرح ایسا چلے کہ چھوٹی کا دل

بھی نہ دھکے۔
خلاصہ - کم آزار نیکل انجام ہوتا ہے۔

شع - اس جہان مین کون شخص صاحب خرم ہے + جو آئینہ کے بغیر اور دانہ نہیں ہوتا۔
خلاصہ - اپنے اعمال پر گریہ و زاری کرنے سے نیک فرائد حاصل ہونے ہیں۔

شع - اہل سخن مین صرف اوسی شخص کی گفتگو ہے جو کسی عربی کو محروم نہیں چھوڑتا۔
خلاصہ - اہل علم اوسی کو پسند کرتے ہیں جس ہر قرین کو برابر فائدہ پہنچتا ہے۔

شعر۔ جو شخص آفتاب کی طرح روشن ضمیر ہو۔ تمام جہان کے ذریعہ اور اسکے قربان بن کر ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ مطلب۔ روشن ضمیر شخص کی ہر چیز مطیع و منقاد ہوتی ہے۔

شعر۔ نرم کلام دشمن سے ضرور پرخطر رہو۔ کیونکہ جب کہ خاموش رہتا ہے تو اچانک پکڑ لیتا ہے۔

خلاصہ مطلب۔ دشمن کی نرم کلامی بھی مکر و فریب سے خالی نہیں ہوتی۔

شعر۔ ننگ نظر کچھ سون سے جو کلام نکلتا ہے اوس پالی کی طرح ہے جو کنوین سے چھلنی میں آتا ہے۔

خلاصہ مطلب۔ کچھ سون سے بڑی دقت سے کام نکلتا ہے۔

شعر۔ حیب لالچی کے دانت سو برس میں بھٹکتے ہیں۔ اوسکی قیمت کے دسترخوان پر قبر کا کنارہ گویا روئی کا ٹکڑا ہے۔

خلاصہ مطلب۔ طغیان مزاج لالچی کی لایع مرے تک نہیں جاتی۔

شعر۔ درہم و دینار اور جواہر سے کچھ بادشاہی نہیں ہے، جیسے پاس جان پہننے کے موافق غذا ہو و سکندر ہے۔

خلاصہ مطلب۔ دولت قناعت و دوسری ساری دولتوں سے بدرجہا بہتر ہے۔

شعر۔ رب کے ساتھ ادب سے برتاؤ کرنا کیونکہ بادشاہ اور گدا کا دل بادشاہی عمل کی میزان میں برابر ہے۔

خلاصہ مطلب۔ ہر ایک کے ساتھ ادب کا برتاؤ قرین انصاف ہے۔

شعر۔ جس طاعت کا دل احسان سے جلا ہوا ہے اسکے سامنے تشنہ لب مرنا اقبال سکندری میں داخل ہے۔

خلاصہ مطلب۔ سچ ہے بگڑ سکی مروں بہ کہ حاجت پشیرا کسے بروں۔

شعر۔ بے صاحب شورش دلی اور تشنہ لبی پر صبر کر کیونکہ جب دل آب ہو جاتا ہے تو چشمہ کو تر بن جاتا ہے۔

خلاصہ مطلب۔ مصائب اور آفات پر صبر و شکر کرنا، خوشنودی اور تازگی طبیعت کا باعث ہے۔

شعر۔ باوجود دین تاج رکھنے کے شمع کو رونے سے آرام نہیں ملے۔ آرام کی امید

بیدار دولت سے نہ کہیں۔

خلاصہ: بیدار دل۔ دولت مند ہونے سے آرام طلب نہیں ہوتا۔

شعر: نرم زمین مگر کے حال کو چپا لیتی ہے، بظاہر موافق دشمن سے برہنہ کرین۔
خلاصہ: بظاہر موافق دشمن کے کمرے کم خبات ملتی ہے۔ مکار اور معنی دشمن

سے محتنب رہنا چاہیے۔

شعر: ضرورت کے وقت اپنا طعن بند کر کے دوسرے کو دنیا ہمت کی بات ہے ورنہ میری
کے وقت ہر شخص کتے کے سامنے روئی ڈالتا ہے۔

خلاصہ: اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو مقدم سمجھ کر اسکی حاجت پوری کرینگو

اٹھارہ کہتے ہیں۔

شعر: جبکہ بخشش کی شرم دامن کے نیچے پالتی ہے وہ ادھی رات کو فیقروں کے
دامن میں زر ڈالتا ہے۔

خلاصہ: جو شخص بخشش کر کے فیقروں سے شرماتا ہے وہ شخص چھپ چپا کر خیرات کرتا

شعر: ضیفون پر رحم کرنا گویا اپنے اوپر رحم کرنا ہے۔ اوس شیر پر انوس ہے جو
جھاڑی میں آگ لگا دیتا ہے۔

خلاصہ: کھلی جزاء الحسنان علی الاحسان۔ احسان کا بدلہ احسان ہے۔

شعر: جس بین کے بادشاہ کا اقبال دونوں جہان کے ملک کو ایک کا سمجھتا ہے اسی
کی پیشانی سے لالچ کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

خلاصہ: آنالک غنی تر آند محتاج تر آند۔

شعر: جب بال سفید ہو جائیں تو مرنے کے لئے تیار رہو۔ جب ابرو سفید ہو گئے تو زندگی
کو فراموشی کے لحاف میں رکھو (زندگی کو بھول جا)۔

خلاصہ: سفیر موت آئیے بعد انسان کو ہرگز غافل نہیں رہنا چاہیے۔

شعر: تاریک شب کی طرح بد رو بوش ہونا صبح کا کام نہیں ہے جب بال سفید ہو جائیں تو
سیاہ کاری سے اہتہ اٹھانے۔

خلاصہ: عالم پیری میں سیاہ کاری کو رد کی نشانی ہے۔

شعر: جو گناہ گار ہے اوس سے وہی گناہ آخرت میں ظاہر ہوگا۔ یہ غیر ممکن ہے کہ ناہینا

سورہنے سے بننا ہو جائے۔

خلاصہ: خواب غفلت سے سیاہ کاری کی سیاہ کاری زیادہ ہوتی ہے۔

منشی: اگر بزرگ لوگ لالچ کی طرف اس طرح ہاتھ بڑھائیں تو دھوکے ہوئی رولی کی طرح

بادل دریا سے پیدا ہو۔

خلاصہ: بزرگ لالچ اختیار کرنے سے ناامید کی گھٹا جاتی ہے۔

منشی: خشک سالی میں سونے کی آبداری کم نہیں ہوتی۔ آسمان کی کنبو سی اہل قناعت کے

ساتھ نہ کیا کر سکتی ہے۔

خلاصہ: قانع کو زمانہ کے نشیب و فراز کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔

منشی: بے موقع بارش کہی کو فائدہ نہیں بخشتی، بڑا پے میں ندامت کے آنسو بہانے سے

کیا فائدہ۔

خلاصہ: سچ ہے بانگ بے ہنگام، سچ فائدہ نہ دے۔

منشی: کوئی فصل ایسا نہیں ہے جو آدھی رات کی آہ سے نہ کپکپے۔ جس جگہ محل پیش آوے

دکان دل کا دامن پکڑے۔

خلاصہ: رات کو تفریح و کجا سے التجا کج ہے تو وہ مقبول بارگاہ باری ہو جاتی ہے۔

منشی: اس دنیا میں آگاہ رہنا کامیابی کا لباس ہے جو شکار غافل ہوتا ہے وہ خون میں غوطہ

لگاتا ہے۔

خلاصہ: بیدار دل بیدار نصیب۔

منشی: نا تو انہوں سے دوستی اور محبت رکھنی روشنی کا باعث ہے، جب عوم رشتہ سے

مواافقت کرتا ہے تو شمع محفل بجاتا ہے۔

خلاصہ: نا تو ان کی دوستی بھی روشن دل بناتی ہے۔

منشی: اگر کعبہ کی آبرورمزم کے چشمہ سے ہے تو دل کے کعبہ کی صفائی بے غم آنکھوں کی

خلاصہ: انسان کا اپنے سیاہ کاری پر انگبار ہونا دل کو صاف کرتا ہے۔

منشی: اپنی آرائش میں رہنے والوں کو دنیا سے ہاتھ چھٹا کر رکھنا ہے۔ جس ہاتھ میں

انگوٹھی ہو وہ ہاتھ کے نیچے ہے۔

خلاصہ: بالکل سچ ہے۔ ہر کچھ نثار دینے غم نثار دے۔

شعری۔ جس نے پہلے شکر کہا وہ حضرت آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موزون طبعیت ہونے کی دلیل ہے۔

شعری۔ توبہ تصوح سے نفس دم عیسیٰ ہو جاتا ہے، پر ہر نگاری کی بحیثیت سے تاثیر پہنچا ہو جاتا ہے۔

خلاصہ: الذنب کمین لا ذنب له یعنی گنہوں سے توبہ کرنے والا بالکل پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

شعری۔ خدیہ پشت زمین گیر آدمی آسمان کی کمان نہیں پہنچ سکے گا۔ جب تک تویر کبھی سیدانہوئے یہ کمان نہیں پہنچ سکے گا۔

خلاصہ: پست ہمت کچھ نہیں کر سکتا بلند ہمت ہی ترقی کے زمین پر قدم جاتا ہے۔

شعری۔ جو شہد کی کہی کی طرح چھوٹا سا گھر رکھتا ہے۔ وہ ہمیشہ دولت زندگی سے شہد کا خزانچی ہے۔

خلاصہ: ہر چہ گیر بد مختار گیرید۔

شعری۔ جو شخص قناعت کے دسترخوان سے ایک روٹی کا ٹکڑا کھاتا ہے ہر شام ہلال عید کی صورت پر اس کی نظر پڑتی ہے۔

خلاصہ: قناعت کے لئے ایک روٹی کا ٹکڑا خوش حالی کے اعتبار سے ہلال عید کا حکم رکھتا ہے۔

شعری۔ شریعت کے مستقیم راستے سے پاؤں باہر مت رکھ۔ جب سونے کا دھاگا توڑ گیا ضرور وہ گم ہو جائے گی۔

خلاصہ: خلاف پیہر کے راہ گزیر۔ کہ ہرگز بمنزل خواہد رسید۔

شعری۔ صد نشی کا خیال دروازہ کے باہر چوڑ دے اور خوشی سے بیٹھ کیونکہ اکثر بالائے نینون کو تنگ بگڑ جاتی ہے۔

خلاصہ: سکف میں اکثر تکلیف ہوا کرتی ہے۔

شعری۔ اس چمن میں وہی شخص سرسبز رہتا ہے جو سرو کی طرح چاروں موسموں میں ایک ہی تیار رہتا ہے۔

خلاصہ: موجودہ حالت پر صابر اور شاکر رہنا باعث خوشحالی ہے۔

شعری۔ لالچی کو دونوں جہان کی نعمتیں نہیں کر سکتی۔ جلانے والی آگ ہمیشہ بھوک کر رہتی ہے۔

خلاصہ: کاسہ چم حریصان پُر شد۔
 شعرا: جو شہید تیا مت کے روز خون کا بدلہ رکھتا ہے اوسکو خود فر و شون کے پہلو میں جگہ دینگے۔

خلاصہ: جس نیک کام میں خلوص نہ ہو وہ بیکار ہے اوسکا کچہ بھی عقیقہ نہیں۔
 شعرا: سخی کے آستانہ پر روزی کی شکایت مت لیجا کیونکہ مسجد میں ہر جگہ اکثر فقیر رہتے ہیں
 خلاصہ: فقیر کی شکایت فقر کی دل شکنی کا باعث ہے۔
 شعرا: اگر غلامین حضور قلب کی شرط لگائی جائے تو تمام روئے زمین کی عبادت ٹوٹ جائے
 قابل ہوگی۔

خلاصہ: سگایکلف اللہ لفتنا الا وسعها۔
 شعرا: اے صاحبِ مین نفس کے گناہ سے اسقدر بھاگا ہوں کہ جس مسجد میں بوریا ہو دینا قدم بگاڑ کر کہہ دینگا۔

خلاصہ: ریاضے اجتنابِ اولیٰ تر ہے۔
 شعرا: میرے دل کی روشنی چاند و سورج کی نور سے بے پردا ہے۔ جس دل میں روشنی ہو وہ پیر شمس کو نہیں چاہتا۔

خلاصہ: جسکا دل منور ہو وہ خارجی نور کا محتاج نہیں ہے۔
 شعرا: تو دولت کے زمانہ میں عاجزون کی خبر سے غافل ہو تو باؤن کے بچے نظر کر تاکہ تیرا چراغ روغن رہے۔

خلاصہ: ہند شاخ پر میوہ سر بر زمین۔
 شعرا: لالچی کروایا بات سے اپنا سر نہیں پھیرتا۔ کن کہا نے کی لالچ سے روٹی کے ساتھ سوئی ہی کہا جاتا ہے۔

خلاصہ: لالچی نیک و بد کی تیز نہیں کرتا۔
 شعرا: روٹی کہا نے سے میرے تمام دانشدہ گس گئے۔ لیکن دل بیوقوفی سے پہرہ دیتی کا غم کہا جاتا ہے۔

خلاصہ: لالچی کی نظر عقیقہ پر نہیں گرتی۔
 شعرا: جھپکتے ہوئے پیالے سے عاشق کا دل کہاں شاد ہوتا ہے آپ حیات سے مستعد

دیبا کے لب کب تر ہوتے ہیں۔

خلاصہ: عاشق کی نظر میں بجز معشوق کے سب پیچھے ہے۔

شعر: نادار پیاسے کے منہ کو فیضان گوہر سے ہر دیتا ہے جو صدف کی طرح سال میں ایک دفعہ منہ کھولتا ہے۔

خلاصہ: تاصدف قانع نہ شد پر در رفتند۔

شعر: زمانہ کی بیرحمی سے جگر میں آگ بھی نہ رہی۔ جس درخت کو سرائے جلا دیا اوس سے دہوان نہیں نکلتا۔

خلاصہ: کمالی بیرحمی مظلوم کا منہ بند کر دیتی ہے۔

شعر: توفیق کی کشش جس شخص کو دل بینا عطا کرتی ہے وہ پہلے دونوں عالم کو پشت پاتا طلاق دیتا ہے۔

خلاصہ: جس کا دل توفیق آگہی سے منور ہے وہ بے پروا ہے۔

شعر: اگر حضرت علیؑ اپنے جان بخشی دم سے چمکاؤ میں جان ڈالتے ہیں تو اوس کی آنکھوں میں روشن چہان کو احسان سے تاریک بنا دیتے ہیں۔

خلاصہ: زیادہ احسان اٹھانے سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

شعر: جو نرم دل آدمی صبح سے پہلے نیند سے اٹھتا ہے اس کی تازہ تباہ فیض سے لغزشوں کو روک کر لیتا ہے۔

خلاصہ: صبح کی بیداری نرم دل آدمی کو لغزشوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

شعر: اگر ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح تیری مطیع ہو جائے تو اس وقت جو تاج و تخت کے قابل ہوگا۔

خلاصہ: کمال سے ترقی کرتا ہے۔

شعر: اگر تیرا کلام ہر نکتہ میں شکر کے سوا کوئی رکھتا ہے لیکن خاموشی کا شہد نظروں میں اور نشان رکھتا ہے۔

خلاصہ: خاموشی شرب کلامی سے بہتر ہے۔

شعر: جن لوگوں نے اپنے حد سے باہر قدم رکھا ہے ہزاروں لغزوں کا دروازہ اپنے اذہر کھول دیا ہے۔

خلاصہ:۔ حد سے باہر قدم رکھنا توڑتے ہیں گرفتار ہونا ہے۔
شعری: زمانہ نے جہاں کو مٹی کی پٹری کے کام میں لگا دیا ہے اسلئے بالکل باغ و عمارت
میں گرفتار ہیں۔

خلاصہ:۔ ہر یکے راہر کارے ساختہ۔
شعری: جس بات کو ظالموں نے ظلم و ستم کے واسطے کہہ دیا ہے۔ آخر کار وہی بات نام
ہو کر سر پر آئیگی۔

خلاصہ:۔ جیب ظالم نادم ہوتا ہے تو سر ٹپتا ہے۔
شعری: دانشور کی لڑی سالم رہے تاک گفتگو کو باگو ہر غلطان ہے جس عرب یہ کورائ
نہوں وہ فضول کہے۔
خلاصہ:۔ بیچ: یہ آگاہی پیری و صد عیب۔

شعری: جہہ: ہر کار غلو کی طرح ایک دوسرے سے دلی تعلقات توڑنا ہے تو ہم کو عیش و
نشاط کا سامان ہونا ہی چاہیے۔
خلاصہ:۔ فان کے واسطے عیش پسندی ہرگز نہیں چاہیے۔
شعری: وہی شخص چاہے جو جگر کے خون سے وضو کرتا ہے اور اپنے سینہ کو آزدون
اشکوں کے ذریعہ پاک کرتا ہے۔

خلاصہ:۔ وہی نیک ہے جو عشق الہی میں سینہ بریان اور چشم تر کرتا ہے۔
شعری: دنیا سے دست بردار ہو کر جس شخص نے اپنی ذات کو شیوگی طبع سکسار بنانا ہے
لوگ اسکو عزت سے اپنے کندھوں پر جگہ دیتے ہیں۔

خلاصہ:۔ بے نفع آدمی ہر ذل عزیز ہوتا ہے۔
شعری: تو صاف دلی سے دشمن کی بددست کر۔ کیونکہ تلوار سنگ فسان دسان کے پہنچا کر
سیاہ رو بنادیتی ہے۔

نوٹ:۔ ایک قسم کا پتھر ہے جسکو گردش دیکر ادھر تلوار اور چھری کو تیز کرتے ہیں ہندی
میں سان کہتے ہیں۔

خلاصہ:۔ دشمن کی بددستی سے دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔
شعری: وہ بھول کہ بال پر والی بلبل جس سے عیش و نشاط مارا کرتی ہے۔ وہ رنگ و بو میں

ہزار درجہ زیادتی رکھتا ہے۔

خلاصہ: صاحب کمال فیز ہے کمال امیر سے بہتر ہے۔

شعرا: اوس عالم و ارحمن کی جس نے خبر پائی وہ جطرف نیکر تا ہے اسی کا فخر پاتا ہے۔

خلاصہ: کیا خبر جس چیز کو دیکھتا ہے اسی کا جلوہ پاتا ہے۔

شعرا: خوف و امید کے درمیان میں عاشق کی ایسی حالت ہے کہ ظاہر میں ہنسنا ہے اور باطن میں رونا ہے۔

خلاصہ: گاہے گرہ اور گاہے خندہ عاشق کے اضطراب کی دلیل ہے۔

شعرا: جیات ابدی (ہیث کی زندگی) سے صرف ابرو پر زخاعت کریں۔ کیونکہ جس شخص کو ابرو ہے وہ خضر وقت ہے۔

خلاصہ: وہی خضر وقت ہے جو صاحب ابرو ہے۔

شعرا: گفتگو سے بے وقوف کی حالت کو سمجھ جائے گا۔ جو چیز کدو میں ہوتی ہے وہی بالین

خلاصہ: آدمی کی گفتگو سے اسکے عیب و ہنر کا پتہ لگتا ہے۔

شعرا: جو شخص بلبل کی طرح رنگ و بو سے تعلق رکھتا ہے اسکے جوش و خروش کی سرگرمی دو ہفتہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔

خلاصہ: ظاہری آرائش کی سرگرمی ناپا کوار ہے۔

شعرا: بیچارگی کے سبب چارہ ساز سے جائے گا۔ وہ شخص زہمت میں ہے جو صرف

چارہ جو رکھتا ہے۔

خلاصہ: ہر کردار و درو آن تلاش در مان سے کند۔

شعرا: رنگین لباسوں کا دل تیرگی کو گہات میں رکھتا ہے۔ جیسا کہ زندگی کے ماتہ

کی ہندی کہ آستین میں سانپ کو رکھتی ہے۔

خلاصہ: دنیا کی رنگینی سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے۔

شعرا: جس خدا شناسون نے تسلیم و رضا کے ساتھ موافقت کی ہے انہوں نے انکسار کی

پہلی کو قضا کے تیر کی سپر بانی ہے۔

خلاصہ: عارف لوگ جو کچھ بُرائی اور بھلائی دیکھتے ہیں خدا کی طرف سے سمجھتے ہیں۔

شعرا: جو شخص بالکل اپنے کو شکستہ حال بناتا ہے وہی کال ہے اسی واسطے چاند کو

آگشت نہ بنایا ہے۔

خلاصہ: شکست حالی صاحب کمال ہونے کی دلیل ہے۔

شعر: ممکن نہیں کہ افتادگی سے کسی کو نقصان پہنچے، جیب بادل کی آنکھ سے

قطرہ گرتا ہے تو موتی ہوتا ہے۔

خلاصہ: افتادگی سے قدر افزائی ہوتی ہے۔

شعر: جس شخص کا دل زبان کے موافق ہوتا ہے، وہ تیر کے پھل کی طرح غولاوی ذرہ

میں سوراخ کرتا ہے۔

خلاصہ: دودل ایک شود بکند کوہ را۔

شعر: ممکن نہیں کہ لالچ کی آنکھ بستی سے سیر ہو، جال زمین کے نیچے بھی تاک میں رہتا ہے

خلاصہ: چشم حریفیں کسی حالت میں سیر نہیں ہوتی۔

شعر: خدا کے کام کو راستہ سے انجام دے سکے گا، حضرت موسیٰ عصا کو اور ہتیار زمین سے

خلاصہ: راستی خدا کو بھی پسند ہے اور بندہ کو بھی۔

شعر: منطقی سیاح کاروں کی صورت کو محراب کی طرف لاتی ہے، جیب عامل مغزول ہو گیا

تو دعا سے باز نہیں آتا۔

خلاصہ: گنہگار جیب عاجز ہوتا خدا کو پکارتا ہے۔

شعر: اگر کعب کے حرم کی صفائی زمزم سے ہے، تو کعبہ دل کی زمزم چشم پر زم ہے۔

خلاصہ: حرم دل کی صفائی چشم گریبان سے ہوتی ہے۔

شعر: جیب تک بات حیمت سے لبوں کو بدد کرب دل گویا ہو گا، حضرت عیسیٰ کی گولائی

حضرت مریم کے روزہ کا نتیجہ ہے۔

خلاصہ: خاموشی سے روحانی قوت حاصل ہوتی ہے۔

شعر: جو شخص چنان سے بیگانہ ہوا، وہ خدا کا آشنا ہوا، جو شخص اس دریا سے نکلا

وہ گوہر ایک دانہ ہوا۔

شعر: عجب خیال آدمی غرور کی بیشی سے جلد گرتا ہے، چہت کے کنارے پرغابی

کوزہ کھٹ رہے گا۔

شعر: دولت کے ساتھ پنگلی کا جمع ہونا محال ہے، پروبال کے سایہ میں پلا ہوا ہام

شعر۔ کہیاں رکھنے والوں میں کہاں کی بچی برابر مروت نہیں ہے۔ ورنہ ایک دانہ جینتی کے منہ کا نفل ہو جاتا۔

خلاصہ۔ دولت مندوں میں اگر مروت ہوتی تو قلعے ہوتے۔
شعر۔ پت ہمت آدمی در وندوں کو اپنا محتاج رہنا چاہتا ہے۔ بیمار کی صحت سے خود طبیب بیمار ہوتا ہے۔

خلاصہ۔ پت ہمت اپنے نفع کے لئے دوسرے کے نقصان کا خواستگار رہتا ہے۔
شعر۔ بادشاہوں کی خاک، وہی بلند آوازی کی خواہش ہے۔ آخر شاہ چین کا سر چینی پیالہ ہو جاتا ہے۔

خلاصہ۔ سر بلندوں کی خاک بھی بلندی کی خواہش رہتی ہے۔
شعر۔ اعتبار سے جہان میں عزیز ہونا آسان ہے۔ لیکن اعتبار سے جو گزر جاتا ہے وہی عزیز ہے۔

خلاصہ۔ بیوی اعتبار چند ان لائق انتظار نہیں۔
شعر۔ صاف دل آدمی اپنے اور پر اس کے کو نہیں جانتا کہ کیا ہے، کیونکہ سب کے منہ پر آئینہ دروازہ کھلا رکھتا ہے۔

خلاصہ۔ صاف دل آدمی ہر ایک کی حقیقت صاف ظاہر کر دیتا ہے۔
شعر۔ جو شخص نوکر کے خلاف سے نرم باہر کرتا ہے۔ وہ شیخ جیسا بسوڑا پتے سے آنکھ کھوتا ہے۔

خلاصہ۔ جماعت سے خارج ہونے والا سرگردان رہتا ہے۔
شعر۔ کور دی۔ سے جہاں کہ بازو کا سایہ پڑتا ہے۔ دولت کا منوالا کہا تک کر گیا اور کہانتک اوٹے گا۔

خلاصہ۔ نابل کی تائید خلاف قفل ہے۔
شعر۔ جو شخص ہر جسم نگاہ سے کسی دامن کو پکڑتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ رات کے دامن کو کین منضبوط نہیں پکڑتا۔

خلاصہ۔ شب بیلارہ کہ خدا کو کیرن نہیں پکارتا۔
شعر۔ جو لوگ کے طرہ و شمار فروش و خود نما ہیں وہ اپنی بے کمالی کے عہر کو پیش کرتے ہیں۔

خلاصہ (اپنی بے کمالی ظاہر کرتے ہیں)

شعش۔ یوسف کی طرح کینوں کی امداد سے راستہ مت چھوڑو، کیونکہ وہ لوگ کینوں سے نکلتے ہیں تو بازار میں بیچتے ہیں۔

خلاصہ۔ کینوں کی امداد عزت ریزی کا سبب ہے۔

شعش۔ وہ صابر آدمی کے گہر چٹ عید ہوتی ہے، جو نظر میں پارہ نان کو، نو کی طرح رکھتا ہے شعش۔ غنا جی کے سبب ہنر عیب کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے، کیونکہ فقیر کی گینوں کی روٹی میں جو کاذب ہوتا ہے۔

شعش۔ ملک مردم کا قافلہ متفرق نہیں ہوتا۔ عالم وجود کہ ہر جیل جلاؤ رکب ہے۔

خلاصہ۔ عالم وجود کے مسافر ملک عالم میں سے ہوتے ہیں۔

شعش۔ جو شخص جلدت چھوڑ کر خلوت اختیار کرتا ہے وہ خوف و خطر کے بہنور سے اپنے کو آرام کے گہوارہ میں پہنچاتا ہے۔

شعش۔ ضعیفوں کی آہ سے سرکش لوگوں کو بہت خوف ہے، کیونکہ بال کا انا جینی سکیپا کو قیامت سے گردانتا ہے۔

شعش۔ اے صاحبِ ہر اس واسطے تنہائی کے گوشے سے باہر نہیں آتا، میں ڈرتا ہوں کہ دو ہا میرے سر پر سایہ ڈالے۔

خلاصہ۔ دو لغزدی سرگردانی کا باعث ہے۔

شعش۔ نامردوں سے زیادہ روزن کو زال دینا پڑتی ہے، کہ یوسف کے دامن سے زینجا اتار نہیں آسکتی۔

خلاصہ۔ طالبا للذلتیا عننت۔

شعش۔ اگرچہ تمام جہان بادشاہ کے زیر نگین ہوا مگر فیروں کی درگاہ میں استمداد کے واسطے آتا ہے۔

شعش۔ جس شخص کا گہر شہد کی کہن کے گہ کی طرح چھوٹا ہو، تو اسکی زندگی کے تمام دن خلاصہ سے گزرتے ہیں۔

خلاصہ۔ ہرچہ گیر مختصر گرید۔

شعش۔ جب زمین اچھی ہو بیج بونے سے دریغ مت کرو، کیونکہ ندامت کے آنسو بہائے

بلیہ جو صبح گزرتی ہے وہ اخنوس کے قابل ہے۔

خلاصہ: سپہ سالار اپنی سپہ کاری پر ہمیشہ روتا ہے۔

شعر: ہم نے جو کچھ اس باغ میں دیکھا وہ دیکھنا ہی اچھا تھا۔ ہم نے جو تازہ پھول چنا نہ چننا ہی اچھا تھا۔

شعر: ہم نے جبکو منزل آرام خیال کیا وہاں ٹھہرنے سے ہلکا ہی اچھا تھا۔

شعر: ہم نے اوقات عزیز کے عوض میں جو سامان خریدا اگر وہ یوسف مصری تھا تب بھی نہ خریدنا اچھا تھا۔

شعر: راہ قنابین دشواری تو نہیں ہے لیکن جس راستہ میں ساتھی نہ ہو دشوار نظر آتا ہے۔

خلاصہ: جس راستہ میں ساتھی نہ ہو وہ دوہرا ہو جاتا ہے۔

شعر: یہ طبع کار کو گون میں وہی کامل مرد ہے جو دوزخ کے تاریک بوتے سے صاف و پاک نکل آوے۔

خلاصہ: گنگنے اور پگھلنے کے بعد کہوٹے اور کرے کا پتہ چلتا ہے۔

شعر: خدا کے شکر سے غافل مت ہو، کیونکہ خدا کفر سے بندہ کی نعمت کو بند نہیں کرتا لیکن شکر نہ کرنے سے بند کرتا ہے۔

شعر: روشن ضمیروں کے پاس غیر خیر صحبت ایک بلا ہے، جب آگ کا شعلہ لک میں

گرتا ہے تو آواز نکلتی ہے۔

شعر: بڑا پے نہ اگر چہ موتی جیسے مہر سے دانت چہین لئے، لیکن میں اس بات سے

خوش ہوں کہ خیال سے مجھ کو بے پروا کیا۔

شعر: تو ہرگز اپنے منہ کو کالی سے آلودہ مت کر۔ کیونکہ یہ کہوٹا کہ جسکو دے گا وہ واپس کرے گا۔

شعر: تو اگر سے ہاتھ منہ روک کیونکہ جب تک جام جہان ناپا ہے لوگ بے اختیار

کو یاد کرتے ہیں۔

خلاصہ: انسان کا بیک اگر اسکا عمدہ یادگار ہے۔

شعر: اس باطل زمانہ میں جو شخص حق کہتا ہے (وہ بیانی پیٹنے) کے واسطے رسی ہاشمی

شعر: تو اسلئے مغلوب ہے کہ اپنے پر غالب نہیں ہے، اگر تو اپنے پر غالب آوے گا تو

عام جہان تیرا مغلوب ہو گا۔

خلاصہ:۔ نفس پر غالب بنیو الا جو افسردہ ہے۔

شعرا۔ چونکہ دل نے قبولیت خلق کے سرفراز کو بھول گیا تھا، اس لئے روکا ہوا ہمارا
سینہ پر اوستاد کا طپا بچہ تھا۔

خلاصہ:۔ قبولیت خلق کا تارک ہا بین سرزنش ہے۔

شعرا۔ احتیاء سے خریدار کو نقصان نہیں پہنچتا۔ یہ قیمتی متاع سے ہرگز نقصان نہیں ہوتا۔

شعرا۔ یہ مت کہہ کہ روپیہ پیسہ خوش ہونے کے قابل ہیں۔ (دولت سے خوش ہو بیٹا)

اس قیدی کی مانند ہے جو بہاری بیڑی پر فخر کرتا ہے۔

شعرا۔ بیخ ظاہری و باطنی حق سے ایک دم آرام نہ دیکھا، اُس ملک میں کیا آسائش ہوگی۔

جس کے دس فرمان روا ہوں۔ (جن ظاہر پانچ ہیں) سامعہ۔ باصرہ۔ ذائقہ۔ شامہ۔ لامہ۔ حسن بیان
پانچ ہیں۔ واہمہ۔ درکہ۔ تجملہ۔ حافظہ۔ مشترکہ۔

نفس۔ جو لوگ جنت کے واسطے دنیا سے گزرتے ہیں، وہ ایک ہوا سے دوسری ہوا کے
ساتھ وابستہ ہیں۔

شعرا۔ زندہ دلوں کا کام مٹی کے دانوں کا شمار کرنا نہیں ہے۔ تسبیح کی جگہ اپنے سانس کو
شمار کرنا چاہیے۔

شعرا۔ غمہ کی لڑی بے مغز سر سے نکال۔ کیونکہ یہ خالی خوان کو سروش کی حاجت نہیں ہے۔

شعرا۔ جب زمین کے پردہ میں قارون چھپ گیا۔ تو اس روز کنجوسی کے رگ دریشے ہی
دوڑ گئے۔

شعرا۔ جو لوگ نیکوں کی صحبت میں بیٹھے ہیں۔ اذیکو بھی نیک سمجھتے ہیں۔ اور جو شخص بدوں کی
صحبت میں بیٹھا ہے۔ نیکوں کو بد سمجھتا ہے۔

شعرا۔ ایک لالام کا ذخیرہ دوسرے ظالم کو پہنچتا ہے۔ جب عقاب سے پر جدا ہوتا ہے تو

تیرے حوالہ ہوتا ہے (عقاب ایک شکاری جانور ہے۔)

شعرا۔ دو بیگانوں کے ساتھ ذرہ کے گا۔ دل تو ایک شہر کی طرف بہا گا ہے۔ پہر دست
کیا کرے گا۔

خلاصہ:۔ دو بیگانوں کی صحبت پریشانی کا باعث ہے۔

شعرا۔ تو اپنا گوہر صاحبِ نظر کو تپلا۔ کیونکہ چند گدہوں کی نقدِ بیت سے کوئی مینی نہیں ہو سکتا۔

شعرا۔ دشمن کی زبان میری نرمی سے کٹہ ہو گئی۔ سانپ کا دانت نمدہ سے اکھاڑ سکتے ہیں (کنج سکتے ہیں)

شعرا۔ اے غصہ جب سواک سے ہر وقت وانتوں کو سفید کرتا ہے تو اپنے منہ کو بھی لوگوں کی غیت سے پاک کر۔

شعرا۔ عمر کا جو حصہ کھانے اور سونے میں صرف ہوتا ہے۔ وہ ہمارے یہودہ کا منوں کی نسبت کرتے عبادت ہے۔

شعرا۔ خاموشی کے شہد کے سوا وہ کون سی غیرتی ہے کہ جبکی حلاوت کے لیے لب چپک جلتے ہیں (مچاتے ہیں)۔

شعرا۔ جن لوگوں نے خاموشی کا شہد خلق میں اتارا۔ اسکی حلاوت سے لب کھل دیکھتے دیکھتے۔ ملک درویشی کی قدر ابراہیم اہم سے پوچھ۔ کیونکہ طوفان دیکھا ہوا آسائش کے کنارہ کی خبر رکھتا ہے۔

شعرا۔ رات کی سیاہی میں امید کی صبح ہے۔ کیونکہ خضاب کے نیچے سے سفید بال نکلتے ہیں۔

شعرا۔ جو سختی سوال کی تلخی سے آگاہ ہے وہ سائل کے لب کھولنے کی فرصت نہیں دیتا۔

شعرا۔ سب لوگ دل سے خاموش رہنے والوں کی امت ہیں۔ خاموشی مہرِ موت کا مرتبہ رکھتی تھی۔

شعرا۔ بے سامانی کے لئے سرو جیا آرزوہ دل رہنا چاہیے۔ تنگدستی بید کو اسی وقت دیوانہ بنا دیتی ہے۔

شعرا۔ دوسروں کے جانے سے کیون خوش دلی ہے کیا اس سے غافل ہے کہ تمام لہوؤں ایک دوسرے سے ملکر گزرتی ہیں۔

شعرا۔ بادشاہوں کے خزانہ میں بے نیازی کا حقیق نہیں ہے ہمسکدر جہان کے گرد پانی کے ایک گہونٹ کے واسطے پہرتا ہے۔

خلاصہ۔ تواضع زگردن نوازانِ نکوست۔

شعش۔ اخرو میں کوشش کر۔ کیونکہ آئینہ کے سوا اوس چراغ میں بھی دسوزی نہیں ہے
جو سکندر کی قبر کے سر ہائے لیجا تھا ہے۔

خلاصہ ص ۱۰۰۔ ذی افراذی لوگوں کے ساتھ دسوزی سے پیش آتا ہے۔
شعش۔ تو کمزور دشمن کو بھی حقارت کی آنکھ سے مت دیکھ، کیونکہ ایک چہرہ غرور کو کچھ
کر ڈالا۔

شعش۔ جو شخص ہونٹوں کے رخصے بند نہیں کرتا۔ وہ جلد چہرہ کی طرح اپنا سربراہ کر دیتا ہے۔
شعش۔ میں بدلہ لینے کے تلخ جام کا کیا کھا کر کہوں کہ میرے دل سے روز جزا کا دغہ دور کیا
خلاصہ ص ۱۰۱۔ انتقام کی تمنی سے قیامت کی تلخی یاد آتی ہے۔
شعش۔ ہمارا رزق ہمارے بیکار خیالات سے تنگ ہے۔ وہی شخص یہاں ردی کہاتا
جس نے ردی کا غم نہیں کھایا۔

شعش۔ وہی شخص صاف دل صوفی ہے جو فرقہ پیٹیکد تیا ہے نہ وہ جو کندہ ہوشیال رکھتا ہے
شعش۔ اس زادہ کے سلی سرے گزرے ہوئے ہیں۔ وہ سرے گزرا ہوا کہان بنے جو دشا
سے گزر جائے۔

خلاصہ ص ۱۰۲۔ دنیا کی وضواری کے لحاظ سے سخاوت بیکار ہے۔
شعش۔ دشتار اور پیٹ کے چکر سے کام پڑا ہے۔ اس محفل کا غم افلاطون سے لات زنی کرتا ہے
خلاصہ ص ۱۰۳۔ غم فکرم کے مقابلہ میں غم افلاطون کی کچھ اتنی نہیں۔
شعش۔ میں کچھ سون کا فکر سنجیوں سے زیادہ کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ روک تھام کے طریقے
میری عزت کی حفاظت کرتے ہیں۔

شعش۔ دل قیامت کے خوف سے (خون آلودہ ہو گیا ہے) طغیانی کی صحبت وہی بہتر
جس کا شئے نہ ہو۔

شعش۔ جو شخص خلقت کا مردود ہے وہ خدا کا مقبول ہے۔ وہ خوش وقت رہے جو
ہو کنو نظر و ن سے گراتا ہے۔

شعش۔ دور دور از رہنے والوں کو احسان سے یاد کرنا محبت کی بات ہے ورنہ ہر ایک
درخت اپنے بیجے پھل جھاڑتا ہے۔

شعش۔ تیرے تاریک دل کی آنکھ قیامت شناس نہیں ہے۔ ورنہ کونسا دل چہرہ میں

حشر جیسا معاملہ نہیں ہوتا۔

خلاصہ تھا۔ کونسا دل ہے جبین قیامت نہیں ہے۔

شعری۔ اگر دو ہزار تیراں اور ہم آواز درست ہیں۔ تو ایک فن تنہا آسان کیا کر سکے گا۔

شعری۔ جب میں مجلس میں داخل ہوا تو ایک جگہ اس پر نظر آئے۔ (ان کو دیکھنے سے معلوم

ہوا) کہ جکے قسمت کا ستارہ جلا پہنچا ہے۔

خلاصہ تھا۔ بیٹے دل جلے لوگ ہیں۔ ایک دوسرے کے قہر و ان ہیں۔

شعری۔ ایک آہ کے ساتھ۔ دل کو مطلبوں سے خالی کر سکے گا۔ کیونکہ سو خطا بیجانے کے

واسطے ایک خاصہ کا کافی ہے۔

شعری۔ زمانہ کے خاکدان سے سلامتی کی امید مت رکھو کیونکہ اس بوڑھے کو سوز گداز کیوں

پیدا کیا ہے۔

شعری۔ نری زمانہ کے انقلاب کیلئے پہر ہے۔ کیونکہ موسم کے جہاز کو بہار اور خزاں نہیں ہے

شعری۔ سادے توٹنے سے گوشائی سے نجات ملتی ہے جب تک میرا فیض بنا موافق رہا

میں آسان کی گردش سے بیخوف رہا۔

شعری۔ سفید بال بولڑ ہون کی طبیعت سے حرص دور نہیں کرتے۔ یہ وہ بچار نہیں ہے

جو تباہی سے چم جائے۔

شعری۔ نہ آتا ہے نہ بلاتا ہے نہ پوچھتا ہے نہ ہوتا ہے۔ کوئی دوستوں سے اس قدر

کیوں بے خبر رہتا ہے۔

شعری۔ اگر کوئی صرف عامہ سے فضیلت کا بل بجاتا تھا۔ تو شہر کی مسجد کی گنبد سے زیادہ

بزرگ ہے۔

شعری۔ جیسا کہ تازہ پہلے کے واپس آنے سے عالم جوان ہوا۔ اگر میری عمر کی یہاں واپس

آئی تو کیا اچھا ہوتا۔

شعری۔ یہ خیال آبا کو بازی کی آنکھ سے نہ دیکھ سکے گا۔ دنیا سے آنکھ ڈالنا تک عینک کا

کام کرتا ہے۔

شعری۔ گویا بیچاران موافق کو آپس میں جدا کر دیتی ہے۔ خاموشی صد مختلف زبانوں کو

ایک کر دیتی ہے۔

خلاصہ: گویائی سے اختلاف پیدا ہوتا ہے اور خاموشی سے اتفاق۔
 شعرا: ہر ایک لکڑی کی بو آگ سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ ممکن نہیں کہ دماغ میں کوئی اپنے عیب چھپا سکے۔

شعرا: کسی نے عام خیالی سے گھٹنے کی آواز سے اثر چاا۔ جب خوش الحانی میں ثابت ہوتی ہے تو اثر نہیں کرتی۔

خلاصہ: حد سے بڑھنا بے اثر کر دیتا ہے۔

شعرا: جب تو بڑا ہو گیا تو اہل دنیا سے کنارہ کش ہو۔ کیونکہ جو شخص عاجز ہوتا ہے قافلہ کے لئے بار ہوتا ہے۔

شعرا: تو جہان سے قسمت ازلی پر راضی رہو کیونکہ جب مہمان بیکار ہو تو دشوار ہو جاتا ہے۔

شعرا: جو شخص اس دنیا میں پست کی طرح ہنس پڑا۔ اس نے بے وقوفی سے اپنے ہر بھروسے کو برباد کیا۔

شعرا: جس شخص کے لئے اسکی زانو کا کاسہ اسکا جام جم ہے۔ آسانی اسرار کے پاس بچوں کی الف بے ہے۔

خلاصہ: جو شخص خلوت نشین ہو کر جوکر و فکر آہی میں مصروف ہے وہ آسانی پسند کو الف بے کی طرح جانتا ہے۔

شعرا: اگر تو حضرت سلیمان جیسا ہو اکو تابع بنائے تو آسمان انگوٹھی کے حلقہ کی طرح چیری فرمان برقرار ہوتا ہے۔

شعرا: تو دنیا کے ساتھ دل نہ لگا۔ کیونکہ اس نو نہال کو دوسری زمین کے واسطے سرنگین کرنا دشوار ہے۔ انسان کی پیدائش کا کمال خاموشی کی مہر لگانے سے ہے۔ شراب کی گولی ایک

اگٹ سے تمام ہو جاتی۔

خلاصہ: غم شراب سے مراد وجود انسان۔ خستہ سے خاموشی مراد ہے۔

شعرا: میں نے عقیقین کی طرح برسوں زمانہ کی تکلیف کھینچی۔ تب جہان کے بزرگوں نے مجھے نامور کیا۔

شعرا: اس پر خطر دریا میں کشتی کو قرار نہیں دے پھر اس ناموافق عالم میں کسطح اپنی کو غلط سمجھ

رکھ سکے گا۔

شعرا۔ سخی لوگوں کی آنکھ سائل کی تلاش میں ہے۔ پیشہ شکی گردن جام کے انتظار میں
لینڈ رہتی ہے۔

شعرا۔ نرم کلام سے بھی بیوقوف شور و فریاد کرنے لگتے ہیں۔ صبح کی نرم ہوا جہاز کی
بین غوغائی جاتا ہے۔

شعرا۔ خبردار دل بڑا پے میں غفلت سے زیادہ لرزتا ہے۔ کیونکہ صبح کے وقت
اکثر مسافروں کو نیند آتی ہے۔

شعرا۔ اگر وہ نو صیادوں کا تھکا میرے اے گے۔ تو لوگ انگشت غالی کے پتھر مجھ پر
برسانے لگے۔

شعرا۔ جو شخص روپیہ پیسہ کا مصروف پیدا کر لیتا ہے اگر وہ نقد وقت کا بھی مصروف
پیدا کر لیتا تو کیا اچھا ہوتا۔

شعرا۔ اگر تو یہ جانے کہ ادبی رات کو کس طرح رحمت کے دروازے کھلتے ہیں تو ستاروں
کی طرح صبح تک ہلک سے ہلک نہ مارے گا۔ (جاگنا رہے گا)۔

شعرا۔ سخاوت سے ہاتھ کو چلنے والے آفتاب کا سر نیچا بنا، حبیب ہاتھ احسان سے
غالی ہوا تو آستین کا کلم رکھتا ہے۔

شعرا۔ گردن کٹنی مت کر۔ کیونکہ ناتوان کی آہ سرد بادشاہِ روم کے سر پہ سے غور کا باج
اوتار لیتی ہے۔

شعرا۔ زندگی کے دن جو سو برس میں گزرنے والے ہیں اگر وہ تیج کی مانند خدا کے ذکر
میں صرف ہوں تو بہتر ہے۔

شعرا۔ اگر کاب کی طرح یہ سرمیز سے غالی ہیں تو انگشت انوس لب پہ مارتے ہوں
کیون غور و فریاد پیدا ہوئی۔

شعرا۔ اگر آدم اپنی زبان کو گندی بنا لے تو ہر شخص کے دسترخوان کی تلان جو اسی کی ہے
شعرا۔ زمی تند خود دشمن کے لئے سپر ہو جاتی ہے ہاٹیشہ کو توڑنے والی شراب کڈ
میں عاجز ہو جاتی ہے۔

شعرا۔ کسی کے کلام پر اقتراض مت کر گو دشمن بھی ہو تو تجھ سے مستفید ہو گا۔

(فائدہ اٹھا دے گا)۔

شعرا۔ اگر میرا چہرہ لا لگوں شراب سے سرخی رکھتا ہے تو اسکے بعد گل رعنا کی طرح زرد روئی کا خار بھی رکھتا ہے۔

خلاصہ۔ گل رعنا ایک قسم کا پھول ہے جو اندر سرخ اور باہر زرد ہوتا ہے۔

شعرا۔ تاریک شب میں بیدار رہنے سے دل روشن ہوتا ہے۔ اس گل الجواہر سے اندر کی آنکھ روشن ہوتی ہے۔

خلاصہ۔ گل الجواہر وہ سرمہ ہے جو جواہر سے تیار ہوتا ہے۔

شعرا۔ صاف دل سے منہ نہ چھپانا چاہیے۔ آئینہ کے ساتھ اس قدر ناز نہ کرنا چاہیے۔

شعرا۔ مردہ پر تلوار کھینچنا جو غمزدی سے بعید ہے۔ اگلے لوگوں کی غیب بگھڑی چاہیے

شعرا۔ جب تک ریاضت کی اکیر سے خون کو ملک نہ بنائے گا تو فائدہ کی طرح لپٹھینا

کا فرق نہ پہننا چاہیے۔

شعرا۔ خدا کے دروازہ سے مخلوق کے دروازہ پر اپنی حاجت مت لیجایا رکھنا کی حکایت

اغیار سے نہ کرنی چاہیے۔

شعرا۔ کجس کی اہلی سے دم باہر نہ آتا۔ بند ہے ہوئے باتوں سے سخاوت نہیں ہوتی

شعرا۔ جس شخص کا منہ حرف سوال سے آلودہ ہوا۔ یہ ایسا زخم ہے کہ ہرگز نہ بہے گا۔

شعرا۔ اے صاحب کجی نے دنیا میں کھلیج ریشہ دوانی کی ہے کہ اچھا حرف میرے قلم سے

نہیں نکلتا۔

شعرا۔ نثار دباڑ آسمان کی گردش سے جنگ کرنی خطا ہے۔ ملی پڑا ہوا ماتھا تیر قضا

کی سپر نہیں ہوتا۔

شعرا۔ ہر شخص بہان کے پانوں کے سامنے جوتی پہننا نہیں ہے۔ خدمت کے پیرا یہیں

لامت کا اظہار کرتا ہے۔

شعرا۔ نیر کے حصہ میں غمی کی طرف سے صرف کا ہش ہے۔ موتی کی قربت سے رشک

دیگر گشتی کے کیا فائدہ پہنچے گا۔

شعرا۔ جب حضرت صلح کی ازمنہ پہنچے مکی ہے۔ تو زمانے کی سختی سے میرا کام بھی خلیج

شعرا۔ جب نگینہ بھاری کے سب سے نامور ہوا تو میں نے جانا جو شخص جوار ہوتا ہے

وہی نامور ہوتا ہے۔

شعرا۔ میری قناعت کے شکستہ بند کو منہ سے باہر ہا ہے۔ میں ہا نہیں پر نہ کہ بھے
ہڈی کا درد ہو۔

رولیف راع مہملہ

شعرا۔ آخر تیرے اشاروں پر کام کرنے والی عمر غفلت میں گذر گئی، آخر قونے اپنے
اتھ اور پاؤں کو اس آب روان سے تازہ نہ کیا۔

شعرا۔ جب یہ بیماری پیمانہ آخر سر پہ اوٹھانا چاہیے، تو اسے بے خبر فرستکے
وقت موت کو آہستہ آہستہ گوارا کر۔

شعرا۔ مرنے کے بعد بھی تو روٹی کے خیال سے نہ گذرے گا۔ آخر رونی مائے
خیال میں قبر تیرے لئے تنہا ہو جائے گی۔

شعرا۔ اگر مردہ دلی سے تورات کو بیدار نہ رہا، تو کوشش کر اور صبح کے دامن کو
نہ چھوڑ۔

شعرا۔ اے میرے گلخزار تو اپنی صورت پردہ کے باہر مت لا۔ اور بیقرار دیکو
اپنی آرزوؤں کے سبب کے زندہ مت رکھ۔

شعرا۔ جب آنسوؤں کے گرم پانی سے اتھ اور منہ تازہ کرنے کا، تو وہ سر چٹھ
سے اپنے وضو کا پانی مت لا۔

شعرا۔ تو اہل حق کی گفتگو نہ دل سے سن، اب حیات کے چٹھ سے اپنا سبب و خالی مت لا
شعرا۔ اگر سید صاف رکھنے کے جرم میں تجہ پر پتھر برسائیں، تو پانی جیسا برد

باری سے اسکو اپنے منہ پر مت لا۔

شعرا۔ اولاد کا رزق خیر الرازقین (خدا) کے حوالہ کر۔ سبوتر جیسا لغو کو خلق سے
باہر مت لا۔

شعرا۔ غفلت کی بیماری نیند جھکڑ زمین گیر (خنیدہ) رکھتی ہے، آہ کی مانند قد کو
سیدھا کر اور نہ حصار (آسمانوں) سے گذر جا۔

شعرا۔ احسان کا بھینہ دغم کے نامور بڑا دیتا ہے، تو مریم سے رشتہ مت چاہ۔

اد حضرت عیسیٰ سے سوزن مت لے۔

شعرا۔ اے صاحبِ خطر نے تاریکی میں اب حیات پایا، تو دامنِ شب کے سوا کئی اور
کو مت پکڑ۔

شعرا۔ دریا کے دامن سے سکھایا، سوئی صدف کو بارِ جہین ہوتا۔ تو اس موتی کے
ڈوب کی ہر سو بچ کے توڑ۔

شعرا۔ خاموشی مہرِ سیلابی ہے اور گویائی دیو، تو ہرگز مہرِ سلیمان دیو کے ماتحت میں نہیں

شعرا۔ خاموشی آئینہ ہے اور گویائی اسکا زنگار، تو اس آئینہ کو زنگار کا شمع مشعل

نہ بنا۔

شعرا۔ گفتگو کرنا ہنزلہ خرچ کے ہے اور تنہا بجائے آرنی کے ہے تو خرچ کو آمدنی
سے نہ بڑے کیونکہ ذیل ہو گا۔

شعرا۔ تنگ سینوں میں آہ زیادہ ہوتی ہے، اکثر رستہ اسی کمزور سے طالع ہوتا ہے۔

شعرا۔ جس شخص کی طبیعت میں آزادی نہیں ہے وہ جاہ و مرتبہ سے زیادہ وضع کو
بدلتا رہتا ہے۔

شعرا۔ جب تو ان دو ہفتوں میں اس چمن سے سیراب ہو گیا۔ تو کسی تشنہ جگر سے پانی کو
دریغ مت رکھ۔

شعرا۔ سائل کی شکایت کا دہن گویا خونخوار گر چھ ہے۔ تو اس گر چھ سے اسباب کو
دریغ مت رکھ۔

شعرا۔ اے صاحبِ پریشان حال لوگوں کی صحبت اچھی ہے۔ تو اسکی زلف سے دل تیار
کو دریغ مت رکھ۔

شعرا۔ زمین سے اُٹھنے کی امید زینداروں سے مت رکھ، ان گران بار لوگوں سے
راست ہونے کی امید نہ رکھ۔

شعرا۔ جب نشانِ سرنگون ہو گیا تو لشکرِ پریشان ہوتا ہے۔ جب پاؤں پھیل گیا
تو ہوا خواہوں سے امید مت رکھ۔

شعرا۔ خزان میں بلبلیوں سے افسوس کی آواز نہ بکلی جب درق الٹ گیا تو دوستوں
سے دوستی کی امید مت رکھ۔

مشورہ کی ہر اس قدر تیز گزرتی ہے کہ آنکھوں سے نیند ہونے کی مجھے فرصت نہیں تھی
 لشعرا۔ میرے چہرے پر ہاتھوں کی سفیدی نہیں ہے بلکہ عمر کے راستہ کی گرد و مٹی
 چہرہ پر چسبی ہے۔

لشعرا۔ ذرا سوچ سمجھ کر سانس کو حرکت دے۔ کیونکہ سانس کے رشتہ میں عمر کا آبدار
 موتی بند ہوا ہے۔

لشعرا۔ اگرچہ عمر کا زمانہ تلخ گزرتا ہے۔ لیکن موت کا زہر بھی ایسا زہر ہے کہ شیریں نہیں ہوتا
 لشعرا۔ اے صاحبِ قلم کی طرح صحیفہ ایام پر کب تک عمر کا حصہ گفتگو میں گزرا ہے گا
 لشعرا۔ دنیا کی دولت سفر کے بازو پر سایہ کی مانند ہے تو ہمارے پر و بال کے سایہ
 کی تلاش چھوڑ دے۔

لشعرا۔ پہرہ لا جواب جن میری نیند تلخ کر گیا اور دوسرا خیال میری آنکھوں میں
 خواب کی طرح گراں معلوم ہونے لگا۔

لشعرا۔ کشادہ روی کے ساتھ میرا تصور معاف کرنا۔ میری شرمندگی پر ایک اور
 شرمندگی زیادہ ہوگی۔

لشعرا۔ اگر حضرت عیسیٰ کی طرح نفس سے لوگوں کو جان بخشی۔ تو سانس کو روک دے
 کیونکہ خاموشی ایک دوسرا کمال ہے۔

لشعرا۔ چنٹوشی کی دلنوازی سے حضرت سلیمان کا نقصان نہوا۔ بلکہ سلطنت کے
 حرم میں ایک اور خال کا اضافہ ہوا۔

لشعرا۔ ایک دوسرے کی تلاش کا ذوق چھپکونے گیا ہے، میں اس شش جہت دنیا
 سے دوسرے کے جال میں پھنسا ہوں۔

لشعرا۔ تم سوختہ دلوں کے رہنا ہو جاؤ، کیونکہ دوسری بومیرے خنک مانع کے
 موافق نہیں۔

لشعرا۔ میری ولی آرزوں کے مٹانے کے سوا اور کوئی آرزو میرے دل میں باقی
 نہ رہی۔

لشعرا۔ ظالم عالم کو کار خیر فائدہ نہیں بخشتا، بلکہ اہل عمل کے آثار خیر ظلم کے گواہ ہیں۔
 لشعرا۔ وہ کوتاہ اندیش جو لوگوں کے مال سے بھلائی کی امید کرتا ہے، وہ غیر کے

بازار سے غالی واجر اور غالی دان لوٹے گا۔

شعر۔ سکندر کے آئینہ سے عین ہی نور برستا ہے، خیر کا موتی برسانے والا بادل ہرگز بے گوہر نہ ہوگا۔

شعر۔ جب تک کہ آسمان ہے جمشید کا نام جامِ جہانِ ثناء کے سب سے زمانہ میں باقی ہے۔ خیر کے پرکار کی گردش میں ہرگز رکاوٹ نہیں ہوتی۔

شعر۔ کوشش سے عشق کے کام میں پختگی نہیں ہوتی۔ اکثر بازو جھٹکنے والا مرغِ دام میں پختا ہے۔

شعر۔ دوسرے پتھروں کی نسبت کرتے صرف حقیق ہمواری کے سبب ماند نہیں تو یادِ نامور ہوا۔ شوخی حقائق کو نگاہِ اعتبار کی بلندی سے نہیں کرتے۔

شعر۔ اس کو شے پر غور کے متبادلے اکثر کرتے ہیں۔

شعر۔ لوگوں کی ظاہری ہواؤں کو دیکھ کر راستے سے مت بہک، اکثر حالِ نرمی میں ہوتا ہے۔

شعر۔ کنزِ دل سودا کی سیاحی سے روشن ہے، شمع میں سوز و گدازِ اتون کو زیادہ ہوتا ہے شعر۔ اعتبار (عبرت گیری) کا مقام خوف و خطر کے کوشش کے کنارہ پر ہے۔ اعتبار کے

جہان میں امن و امان کی نیند نہیں ہے۔

شعر۔ اسے شخص اگر تو اعتبار کے زرافشان چرسے مغرور ہے تو ہمارے بازو کی درق گردانی (بازو جھٹکنا) سے غافل مت ہو۔

شعر۔ اگر تو بینائی رکھتا ہے تو اعتبار کی دوکان بند کر۔ کیونکہ اسکی اقبال کا طلس اوبار (بدبختی) کا پردہ ہے۔

شعر۔ میں کہنِ ساروج کے غرور سے چند ان مکر نہیں ہوں۔ سکو تو بہم اعتبار کے تازہ سرمایہ داروں کے نازے اڑاؤ۔

شعر۔ یہ وہ گمان دار ہیں کہ جیبِ رحمت کی آنکھ کہہ لیجئے تو اعتباری آسمان میں سوراخیں ہو جائیں گی۔

شعر۔ بے اعتباری کا عالم ایک لمحے خوفِ جہان ہے، اسے صاحبِ اعتبار کے جہان جلد پہنچا۔

شعرا۔ دل کی تاریکی کا شکوہ اہل دل سے کہہ۔ بغل کا آئینہ صاف و پاک کر دینا اسے
کے سامنے نکال۔

خلاصہ۔ آئینہ بغل سے مراد دل ہے۔

شعرا۔ چینیوٹی جیسے منہ سے کب تک دانہ کھینچا کرے گا۔ تو اپنی روزی تجہ۔ جیسے
دوسرے روزی خوار سے کیوں دہونڈ رہا ہے۔

شعرا۔ گلستان روزگار کے عیش و عشرت کا سامان دلغ ہے۔ اور زائد
سبیل و ریکان دل کا دھوان ہے۔

شعرا۔ جینک تو شمع کی مانند پورا نہ جلے + زمانہ کے محل سے تجھ کو سلامتی کا خط
نہیں دیتے۔

شعرا۔ کچھ سوں کو پانی اور روئی کی رغبت نہیں ہوتی زمانہ کے مہمان کے حصہ میں
دل کا کہا ہے۔

شعرا۔ جب ہم گریبان میں سر لے گئے تو زمانے کے بے سعادت کا گیندے گئے
شعرا۔ اے صاحب میرے گلو سوز فکر کے لئے + خوبان روزگار کی گردن کی

سفیدی میں جگہ نہ رہی۔

شعرا۔ عمر کے جلد گزرنے کا شکوہ کرنا۔ کفران نعمت ہے۔ عمر پائی جیسی ہے اور
پائی گزرنے سے اچھا رہتا ہے۔

شعرا۔ اگر زمانہ دنوں میں محبت کا بیج بوتا ہے۔ تو کاٹنے کے واسطے اگاتا ہے۔ جب
زمانہ نے سورج جیسا کسی کو اعتبار کی بلندی پر دیکھا تو آخر سایہ کی مانند زمین پر پڑا رہتا ہے۔

شعرا۔ اگر تمام روئے زمین تیری ہو تو تو اپنی مٹ سمجھ کہو کہ زمانہ نے آج جو کچھ دیا
کل لیتا ہے۔

شعرا۔ حکمران زرخیز نگار کسی پر پڑتا ہے۔ اسی کے سر پر عبرت کے واسطے سولی
بھی کھڑا کرتا ہے۔

شعرا۔ شرم آلودہ لوگوں کی طرح زمانہ نہایت بے حیائی سے ایک رنگ دیتا ہے
اور ایک رنگ دیتا ہے۔

شعرا۔ حشہ لب صاحب کی عمر سراسر ایک لڑکے کی ہے۔ زمانہ پانی کی امید پر ہرگز دھرتا

شعرا۔ سوئی کا پانی بنے کار اکلمہ والوں کا غبار نہیں دہوتا۔ آہل عقیق میں خشک نہر کا نقش رہ جاتا ہے۔

شعرا۔ دنیا کا مزہ کامل سے زیادہ تر ناقص اہتمام ہے، اکثر ترچہ کی اکلمہ دو چند عیش حاصل کرتی ہے۔

شعرا۔ تاریک آئینہ بد صورت کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔ کورول آدمی سے بنیا کو زیادہ تکلیف پہنچتی۔

شعرا۔ اسے صائب پرانے گہر ساپ اور چیونٹی کے مسکن ہیں کہیں سال کو کون میں حرص اور آرزو زیادہ ہوتی ہے۔

شعرا۔ غم خواروں سے نازک لی زیادہ زخمی ہوتا ہے، اس اکلمہ پر افسوس ہے جو اسکے یمنے دل کے ماتم سے بیمار ہو۔

خلاصہ۔ تعجب ہے کہ غمخواری کے بارے نازک لی تو متاثر ہوا اور اکلمہ اثر پذیر ہوا شعرا۔ ہر اسی مغز میں میدان فکر کا جو ہر نہیں ہوتا، چنار کا درخت ہی دوستی کا سبب اپنی جان میں آپ ہی آگ لگا ہے۔

خلاصہ۔ اسی مغز جو ہر فقر سے مبرا ہوتا ہے۔ شعرا۔ افسوس اگر دنیا کی دولت پائدار ہوتی، تو کوئی شخص غرور کی نیند سے گہرا کر

اکلمہ دیکھتوں۔ خلاصہ۔ دولت دنیا کی ناپائدار ہے دیکھ کر سرکش لوگ اپنی سرکشی سے بادل آتے ہیں۔ شعرا۔ کوئی دوڑتے گہوڑے پر نہیں ہو سکتا، پہلا ہی دولت کا زمانہ غفلت میں

کیون گزرا۔ خلاصہ۔ دولت کی تیز رفتار سے اہل دولت کیون غافل ہیں۔ شعرا۔ فیر کو سوچو نہ کی گودری سے غار نہیں۔ کیونکہ ہر کے اندازہ سے محض کا

اعتبار ہوتا ہے۔ شعرا۔ چان کا عیش و آرام اسکے بے انتہا غم کے نظر کرتے۔ اس بجلی کی طرح ہے جو

بادل سے کبھی کبھی چمک جاتی ہے۔ خلاصہ۔ دنیا کا عیش و آرام برق تابان کی طرح ناپائدار ہے۔

شعرا۔ صاف دلوں کی نگہبان نرم طبعی ہے، آمینہ کی مضبوط چوکھٹ موسم کی ہوتی ہے۔

خلاصہ شعرا۔ نرم طبعی سے دل محفوظ و محفوظ رہتا ہے۔
شعرا۔ اگر محبت جیسا اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھتا تو اپنے قطرہ کو اس دریا میں گہر کی طرح بناتا۔

خلاصہ شعرا۔ جو شخص ناثیر ہوتا ہے، دنیا میں صاحب عزت ہوتا ہے۔
شعرا۔ اگر تیر کسی شخص کے گہر زبان ہو تو چپ رہو، اور فضول خرچی کو گہر میں چھڑو۔

شعرا۔ اگر تو طلب گاری کے جنگل میں سر نہیں مار سکتا، تو اپنے قدم کے نشان سے اس خطرہ پر گناہیں دوڑا دو چپ کر۔
شعرا۔ گہر کی آبداری گوہر کی حالت کی ترجمانی کے لئے کافی ہے، اسے صائب تو اپنا عرضی حال چشم فر کے حوالہ کر۔

خلاصہ شعرا۔ ادا بھی عنوان الباطن۔
شعرا۔ اس خاکدان دنیا سے گوشہ قناعت کے سوا اور مت لے۔ اہل جان سے کنارہ کشی کے سوا اور مت لے۔

شعرا۔ جب ارادہ سچا ہے تو کوشش سے ہاتھ مت اٹھا، دوست کے راستے میں اپنے گہوڑے کی بگ مت روک۔

خلاصہ شعرا۔ من جحد و جحد۔ جس نے کوشش کی اس نے پایا۔
شعرا۔ کہنے کے احسان کا بوجھ شریف پر گراں ہے، آنکھ پر پہننے کے وقت گہاس کی ہتی آنکھ پر مت رکھ۔

خلاصہ شعرا۔ سب کا در سفلہ کے احسان کا بارشرف نہیں اٹھا سکتا۔
شعرا۔ دنیا کا کام اور غنی کا خیال مت چھوڑ۔ عقلی کو سوچنے تک دنیا کا دامن مت چھوڑ۔
خلاصہ شعرا۔ عقلی کا خیال رکھ کے دنیا کا کام کرنا چاہیے۔
شعرا۔ جیسے فقر غنیوں سے خود خطا پاک ہونا صاحب میں داخل ہے، جو کچھ آج کر سکیگا انکو کل پرست چھوڑ۔
خلاصہ شعرا۔ کارامد زبیر خود اگوار۔

شعرا۔ لوگوں کی سبکداری تو فیض کا شہیر ہوتی ہے، لوگوں کا بوجھ اٹھاؤ دلوں کو

بوجہ مت ڈال۔

خلاصہ: سبکاردوم سبک تر روند۔

شعرا: پیرانہ سالی میں گولہ تنہائی اختیار کر دے جب تیرا کہلیان پاک ہو گیا تو جھل میں مت چھوڑ۔

خلاصہ: پیری میں باقی زندگی کی حفاظت کر۔

شعرا: اگر تو لیلا سے عالم کی صحبت کا خیال رکھتا ہے۔ تو سودائی سپہ خانہ سے قدم باہر مت رکھ۔

خلاصہ: طالب دنیا دنیا کی پابندیوں سے رہا نہیں ہو سکتا۔

شعرا: اے شخص تاریک! آئینہ سے حسن بہاگ جانتا ہے۔ تو غافل دل کو صاف دل کے سامنے مت رکھ۔

خلاصہ: غفلت کے آنے سے صاف ولی کا فور ہو جاتی ہے۔

شعرا: میں نے بڑا بچے میں کہا کہ دنیا کے دامن سے ہاتھ اوٹھا لو گنگا۔ مگر مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کام سو کہہ کر اور زیادہ سخت گیر ہوتا ہے۔

خلاصہ: جتنی غفلت پامالار ہوتی ہے۔ سخت گیر ہوتا ہے۔

شعرا: عزت طلب آدمی زمانہ میں ذلیل ہوتا ہے۔ سرعت کو کنوین اور قید خانہ کا خطرہ زیادہ ہے۔

شعرا: بخیلوں کا حق آزادی میری گردن پر ہے۔ میں اس قوم کا فکر سنیوں سے زیادہ کیوں نہ کروں۔

خلاصہ: بخیلوں کا ترک تعلق لاپن تفکر ہے۔

شعرا: جب کتے کا پیٹ بھر گیا اپنے آقا سے منہ پھیر لیتا ہے۔ تہدستی میں نظر زیادہ تر فرما بھر دار رہتا ہے۔

شعرا: اس عالم میں ہر شخص کی حیرت اور سکی بنیائی کے موافق ہے۔ اس دنیا کے ہنگامے میں جو زیادہ بینا ہے وہ زیادہ حیران ہے۔

شعرا: جہان کا غلط نسخہ اصلاح کے قابل نہیں ہے۔ اپنے وقت کو ضائع مت کر اور اوسکو طاق نیسیان پر رکھ دے یعنی اوسکو بھول جا۔

شعرا۔ اس سبقت کے حاصل کرنے میں دلی پریشانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اگر تو
 خراج سے آسودگی چاہتا ہے تو اسکو بادشاہ کے حوالہ کر۔
 شعرا۔ اے صاحب اگر جھگڑنا مرگ کے آئینوں سے کچھ فائدہ نہیں ہے تو اعمال کی شستہ
 دھونی کو اس کے ابر احسان پر چھوڑ دے۔
 شعرا۔ رزق کے پرداز کا شہر بے دست و پائی ہے، کنوین کا پانی ڈول اور رشتی
 کے بغیر نر و یک ہے۔
 شعرا۔ پت، چٹری میں از خود پتوں کا جھڑنا سخاوت نہیں ہے درہم و دینار کو زندگی
 میں نثار کر۔
 شعرا۔ جیب سینہ پر رخ نہ ہو جائے تو داؤدی زرہ ہو جاتا ہے، حیف دل درد سے دوپٹا
 ہو گیا تو زوال فقر ہو جاتا ہے۔
 شعرا۔ جیب تو معنے سے بے بہرہ ہے تو باز ہونے کا دعویٰ مت کر، کیونکہ چھوٹے
 پروبال والا مرغ اگر کر زیادہ رسوا ہوتا ہے۔
 شعرا۔ تلخ کام آدمی، چشم شور سے زیادہ محفوظ رہتا ہے، انگوری شراب انگور سے
 زیادہ باقی رہتی ہے۔
 شعرا۔ بڑا بے کے زمانہ میں لالچ غلاف سے باہر آتی ہے (یعنی ظاہر ہوتی ہے)
 جیب چوٹی زیادہ دن زندہ رہتی ہے تو اسے پروبال پہنچتے ہیں۔
 شعرا۔ کلم لہی سے عمر دراز شریروں کے حصہ میں آتی ہے، سطح زمین پر سانپ چوٹی
 سے زیادہ زندہ رہتا ہے۔
 شعرا۔ میری کشادہ روی نے دشمن کے ہاتھ کو کام سے روک دیا، پیشہ کو توڑ نیوالی
 شراب پیالہ میں ہموار ہو جاتی ہے۔
 خلاصہ۔ کشادہ روی سے دشمن بھی ہموار ہو جاتا ہے۔
 شعرا۔ جب گناہ ہمارے وجود میں آئے گا مانع نہوا۔ تو آخر کار بخشش کا مانع کسی طرح
 نہ ہوگا۔ دیدہ یعقوب کے ورق کا یہ ہی معنوں ہے کہ چشم سفید غوغی کی صبح ہو جائیگی
 شعرا۔ آسمان جو کچھ نہایت رکھتا ہے صحت رکھنے والوں کے کام میں مرگ کرنا ہے
 آئینہ کا سپہا اگلے حصے سے زیادہ نقش و نگار رکھتا ہے۔

خلاصہ: عمل اور موقع کا لحاظ نہ رکھنا انقلاب عالم میں داخل ہے۔
 شعرا: غافل لوگ شرابی بن گئے۔ یہ اہل غفلت آخر پانی کے راستے سے
 لگ ہی جاتے ہیں۔

شعرا: مد پیر کے ملک کی داؤد وی ارہ۔ تغذیر کے تیر کے آگے بیکار ہے۔
 شعرا: کسی مخلوق کی طرف سے دل میں کینہ کی گرد و فراہم نہ کر۔ زندگی ہی میں زمین
 میں سکونت اختیار نہ کر۔
 شعرا: نمائشی علم سے تو آگ سے نجات نہ پاسکے گا۔ کافری سپرا اپنے منکر مقابل
 مست لا۔

خلاصہ: نمائش اور تکلف سے ہر آدمی کی توقع نہیں۔
 شعرا: آسودگان خاک کی تو برائی مت کر۔ تاکہ مرنے کے بعد تیری بدن کا ہریال
 سائب نہ ہو جائے۔

شعرا: خاموشی نہ زیادہ مار ڈالنے والا ہے۔ سب مجھ میں زمین میں رہنے والا
 مجھ زیادہ کاٹنے والا ہے۔
 شعرا: بے کمال خاموش آدمی چپ چاپ باروت کی طرح بیہودہ گو سے بدرجہا زیادہ
 قاتل ہے۔

شعرا: زمانے کے سامان کو بالکل غم کے اسباب سمجھ۔ جو چیز تیرے نزدیک سے نکل
 جائے غنیمت خیال کر۔

خلاصہ: بیکسار مردم سبک تر روند۔
 شعرا: اے شخص جیہ صحرائے طلب کے دامن میں پڑتا ہے۔ تو جا اور شب و بچور میں
 دعا کے واسطے بھل سے اہتہ نکال۔

خلاصہ: دامن طلب شب بے بچور میں دعا کے بغیر اہتہ نہیں آتا۔
 شعرا: جس شخص نے دامن شب کے سوا اور دامن نہ پکڑا۔ اس کے گریبان سے
 غروب نہ ہونے والا آفتاب نکلے گا۔

خلاصہ: جو شخص اصلاح اعمال کے لئے رات کو سامی رہے وہ لازماً دولت حاصل کرے گا۔
 شعرا: اصحاب توکل کی سو پیوند والی گودڑی پر حاجت کے پیوند کے سوا کسے اور

ہو نہ نہیں ہوتا ہے۔

خلاصہ:۔ اصحاب توکل احتیاج کے وابستہ ہیں۔

شعرا:۔ میں سیاہ دلی کے سبب اپنے اعمال سے ندامت پہنچ رہا ہوں، انیسویں

اگر میری نظر میں آئینہ وار ہو تا تو کیا اچھا تھا۔

شعرا:۔ جیسا کہ چند شتون کے لئے سے شمع کی روشنی زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح

احباب کے جمع ہونے سے میرا دل روشن ہوتا ہے۔

شعرا:۔ مورا اپنے پر وبال سے نظر نہیں اڑھاتا، جو شخص زیادہ آراستہ ہے تمام

لوگوں سے زیادہ خود بین ہے۔

شعرا:۔ فاضل اس شخص سے صلاح (بھوکاری) طلب کر جو شخص لوگوں کی نظر

سے گناہ سے زیادہ عبادت کو پوشیدہ کرتا ہے۔

خلاصہ:۔ بے ریا آدمی بھوکا رہے۔

شعرا:۔ اس جنگل میں ایک آبلہ دار بھی بے خار نہیں ہے۔ یہ پُر خار جنگل سے

کچے پاؤں میں آبلہ ہو وہ کیا پہول جن سکتا ہے۔

خلاصہ:۔ دنیا میں کوئی بغیر تکلیف کے کامیاب نہیں ہوتا۔

شعرا:۔ لہر کی سواری اس دریا میں کہ رہے تک نہیں پہنچتی۔ پہر کس خیال میں ہے کہ

ہماری کشتی کنارے کو پہنچے گی۔

شعرا:۔ جس شخص کا جام اس شراب خانہ میں لبریز ہوتا ہے، وہ چشم شور کے بیسے

ماہ کامل کی طرح گہرت کر ہلائی ہو جاتا ہے۔

خلاصہ:۔ کمال شے، زوال شے کی دلیل ہے۔

شعرا:۔ دنیا و دہم کا جمع ہونا لایح کو خوش نہیں کرتا، خزاں رات کی طبعیت سے

کج روی کو دور نہیں کرتا۔

خلاصہ:۔ دینیوی دولت سے فطرت نہیں بدلتی۔

شعرا:۔ اے صائب تیرے مکان میں ٹہرنے کا ارادہ نہیں کرتا، جب قد میں خم گیا

تو نیز رو عمر سے دل اٹھائے۔

شعرا:۔ جو چیز تیر ہی ہے اگرچہ وہ آگ سے پختہ ہو جاتی ہے لیکن زرخام جس شخص کے

پاس ہو وہ اکثر گنگ کا جزو ہو جاتا ہے۔
 شمع۔ جو شخص عزیز و ن سے زیادہ ڈگت اٹھاتا ہے۔ وہ آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام
 کی طرح عزیز مصر ہو جاتا ہے۔

شمع۔ مالک رقاب (گر و نون کا مالک مراد بادشاہ) فلسفی بیکار دلائل سے ہمیشہ
 تکلیف میں ہے۔ بچوں کو سننے کی سواری زیادہ تھکا دیتی ہے۔
 نوٹ۔ فلسفی علوم عقلیہ کا عالم۔

خلاصہ۔ پائے این مقولیان چو بین بود۔ پائے چو بین سخت بے تمکین بود۔
 شمع۔ اسے صائب رات کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، جب معشوق کے چہرہ پر خط
 پیدا ہو تو وصال کی زیادہ امید رکھنی چاہیے۔

خلاصہ۔ کہان رہتی ہے وہ قیمت کہ جب چینی مین پال آیا۔
 شمع۔ غم نہ رکھنے والوں سے غم کے معشوق کو نگاہ رکبہ، چشم شور سے درد و الم
 کو نگاہ رکبہ۔

خلاصہ۔ غمخوار غم کے ہر بلبل سے آگاہ اور اسکی قدر کرنے ہیں۔
 شمع۔ سخت کلامی سے خدا کے دوستوں کا دل نہ دکھا، کبوتران حرم کے پاس و
 لحاظ کو نگاہ رکبہ۔

شمع۔ صبح کے وقت گلشن کے خوش الحان پرندے شور و فریاد کرتے ہیں کہ دم کو
 نگاہ رکبہ۔

ردیف زاء مجہ

شمع۔ دانت تو گر پڑے اور ابھی روٹی کے ٹکڑے کے فکر میں ہے اور ابھی گوش
 کرنے والے آسمان کے بازیچہ کا مہرہ ہے۔

شمع۔ ہر ایک موتے سفیر موت کے کاک کا شاہراہ ہے، راستہ معلوم ہو گیا
 اور کوچ میں ابھی گراں جانی ہے۔

شمع۔ موت کے گنبد کے لئے خیمہ قدمثل چوگان ہو گیا۔ اور تو ابھی ویسا ہی
 طفلانہ بازیچہ میں سرگرم ہے۔

شعرا۔ عمر کا طنبہ کم زور ہو گیا اور ہوش و حواس نے ڈیرہ باہر ڈالا۔ اور توڑ پھوٹ
عمارت کے انجام دیہی میں بٹھا ہو شیا رہے۔

شعرا۔ عمر کم ہوتی چلی اور ہوش و حواس جانے لگے تب بھی دنیا کے کاموں
میں مصروف ہی ہے۔

شعرا۔ اے غم کے غبار جلد ہمارے سینے سے نکل جا۔ ہماری ہمنشین سے کیوں
درد و الم کہنیتا ہے نکل جا۔

خلاصہ۔ یہ کمال غم کا اظہار ہے کہ غم ہی ہماری ہمنشین سے درد و الم کہنیتا
شعرا۔ ظلم کا سر توڑ دے اور دوات کے منہ پر مہر لگا۔ اس سیاہ دل لوگوں کے

ساتھ نشست و برخاست کم کر۔
خلاصہ۔ دینی تعلیق رکھنے والوں سے کنارہ کش ہو۔

شعرا۔ بوڑھوں کے سفید بالوں کی عزت کر۔ آفتاب کی طرح صبح کی تقظیم
کے لئے اٹھ کھڑا ہو۔

شعرا۔ یہ دو وقت قبولیت کشادہ پیشانی سے ملتی ہے۔ اگر آدمی رات کو
نہ ہو سکے تو صبح کو تو اٹھ۔

شعرا۔ اس جہان میں مکر باعزت کی فرصت ہی نہیں ہے۔ زمین سے تلم جیسا
مکر بستہ اٹھ کھڑا ہو۔

شعرا۔ لوگوں کی خاطر کب تک نماز پڑھتا رہے گا۔ ایک قبلہ کی طرف دو منہ
کر کے کب تک نماز پڑھے گا۔

شعرا۔ دنیا سے ہاتھ دھوئے بغیر غذا کی طرف منہ مت کر۔ کیونکہ شریعت میں
بے وضو نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

شعرا۔ خرا سے نزدیک رہنے والوں کا رزق اپنے پاکوں سے آتا ہے
حرم کے کبوتر رزق کے تردد سے بے فکر ہیں۔

شعرا۔ تیرش رویوں کا تلخ جواب اسی وقت ملتا ہے۔ وہ انتظار کہیں گے
تندے ہزار درجہ بہتر ہے۔

شعرا۔ جیب پگانوں کے ساتھ جانفشانی کرتی چاہیے۔ تو ہرگز پگانوں کے

دروازہ پر عزت مت کہو۔

شعرا۔ چچو اس عالم میں جس شخص سے تکلیف پہنچے وہ اس بات کا خلاصہ
کہ خلق کو چہوڑ کر خدا کی طرف ہٹا گیا۔

شعرا۔ سینکڑوں پھول برباد ہو گئے اور کس نے ایک گلاب بھی نہیں دیکھا۔
سینکڑوں انگور کے خوشے سوکھ گئے اور کسی نے خراب کونہ دیکھا۔

شعرا۔ تو تشنگی کے ساتھ موافقت کر کیونکہ کسی نے آسمان کے پیالہ میں آب
شدہ دل کے سوا پانی نہیں دیکھا۔

شعرا۔ آسمان کی گردش سے زندگی کی رہی رہی رات اس طرح گزر گئی کہ کسی نے
خواب بھی نہ دیکھا۔

شعرا۔ لوگوں کے اوقات حق کی تعمیر میں صرف ہو رہے اور اس جیل خانہ سے
چھوٹنے کا فکر کسی کو نہیں ہے۔

شعرا۔ آزاد لوگوں کی گردن احسان کا صوق نہیں اٹھاتی۔ خدا کا شکر ہے کہ
کوئی شخص احسان کی طرف تہ نہیں بڑھاتا۔

شعرا۔ بڑا پے کے در کا علاج صرف جوائی کرتی ہے۔ لیکن انوس ہے کہ
یہ دوا کسی کی دکان میں نہیں ہے۔

شعرا۔ دولت کا محل دعا کرنے والوں کے سپے مستحکم ہے۔ صرف بڑبسا کی
چھوٹی پڑی نو تعمیر دان کے محل کی بشتان ہے۔

رولیف شلین معجمہ

سخت دل لوگ نظروں میں جکے معلوم ہوتے ہیں۔ تو جس مغل میں جاکہ وہ ان
سخت دل مت ہو جا۔

شعرا۔ سخت دلی ذلیل بناتی ہے۔
شعرا۔ آسمان کے ظلم پر کڑوا تو سفیر رنج ہو کر نکلے، حبیب جلی میں دانہ پڑتا ہے

تو اس کو تھیل کر ناپا پسینے۔
شعرا۔ جو شخص اپنے وقت پر منہ کہوتا ہے، تو صرف کی طرح اس کا آئینہ دہ

گوہر سے ملتا ہے۔

نٹھو۔ زیادہ نرمی مت کر کیونکہ جب سانپ کے زہر پہلے دانت گر گئے۔ تو (نرمی کے سبب) ہر ایک نئی سوار بچہ او سکوا پنا کوڑا بناتا ہے۔ ٹوٹنے یعنی بانس۔

نٹھو۔ جو شخص اپنے پایہ سے زیادہ عمارت بناتا ہے، وہ اپنے گھر کے واسطے فال نزل لیتا ہے۔

نٹھو۔ کنبہ آسمان کے دسترخوان سے ہاتھ رکینچ لے۔ کیونکہ جو شخص اسکی روٹی توڑے وہ اپنی قدر کھوٹا ہے۔

نٹھو۔ کم زوری کے سبب یہ میرا کام خیر سے کیونکہ نکل سکے گا کہ میں بنیم جری کے ساتھ ساتھ چلوں۔

خلاصہ۔ کم زوری میں بلند خیال بیکار ہے۔

نٹھو۔ نیک اور بد آدمی کا ظاہر اور باطن سفر میں ظاہر ہو جاتا ہے جب تک تیر تیر دان میں ہو۔ تیر ڈا اور میر ڈا ایک ہے۔

نٹھو۔ سوال کے لب زیادہ ملا کر سینے کے قابل ہیں۔ فقیر اپنے گود ڈری کے پیوند بیکار ملا کر خستہ ہے۔

نٹھو۔ میں نے خزان سے پہلے اپنی بہار کو خاک میں ملا دیا۔ مرد لوگ اپنا کام دوسرے پر نہیں ڈالتے۔

نٹھو۔ جس شخص نے اپنے دائیں اور بائیں کو پہچان لیا وہ ہمیشہ دو بلا کے بچ میں سیر کرتا ہے۔

خلاصہ۔ اعمال کے لحاظ سے انسان کے دو جانب دو بلا ہیں۔

نٹھو۔ اے نادان دل دین کو دیناٹے دنی کے عوض مت بیچ۔ جو عمر میں عزیز ہے او سکون کھان میں مت بیچ۔

نٹھو۔ خدائے ناس لوگ ظاہری پرہیزگاری کو ایک جو کے عوض ہی نہیں بیٹے اے شیخ جا اور ہم کو ایسی پاک دامن مت بیچ۔

نٹھو۔ سرور کی طرح رضا مندی کے مقام میں قائم رہو۔ خزان اور بہار کے اُلٹ پہر سے آؤ اور رہو۔

شعر۔ مصیبتوں کی سخت ہوا سے پیشانی پر گرہ مت ڈال + دریا میں آبدار موی
جیسا برقرار رہو۔

شعر۔ ریخ اور راحت میں ساتھ والوں سے موافقت کر تو جسکے ساتھ ہم پیالہ
ہواو کے ساتھ خار میں بھی رہو۔

شعر۔ تو اپنی عبادت کو معصیت کی طرح لوگوں سے پوشیدہ رکھ + اپنی شہرت
چھوڑ کر خدا کے حکم سے صنم کر۔

شعر۔ اگر جنت میسرے اگر کے دروازہ پر سے ہو کر گزرے تو اپنے تنہائی کے
گوخہ سے قدم باہر نہ رکھو نگا۔

شعر۔ میں اپنی شرمندگی کا سرگرم بیان سے کس طرح باہر نکالوں۔ میں اپنی عطا
سے زیادہ معصیت سے شرمندہ ہوں۔

شعر۔ جو مطلب دیر سے ہاتھ آتا ہے وہ بلند مرتبہ ہونے کے سبب ہے تو
دعا کا ہاتھ خالی واپس ہونے سے غمگین مت ہو۔

شعر۔ ناہموار ہونا آفتوں سے محفوظ رہنے کے لئے عافیت بخش حصار ہے
ہموار زیادہ حادثوں کا تختہ مشق ہوتا ہے۔

شعر۔ گہر نہ ہونے سے صاف کا ہاتھ دھرت سائل ہو گیا + دانت گرنے سے روٹی
کا ٹکڑا زیادہ ہوتا ہے۔

شعر۔ اگر لوگ بیگانے دشمن سے ڈرتے ہیں تو صاحب اس زمانہ کے بہائیوں کے
بہت ڈرتا ہے۔

شعر۔ گذرنے والے جہان کے آرزوؤں سے فایز دل رہو۔ حیرت زدہ لوگوں کی
آنکھوں کی طرح بے پردا رہو۔

شعر۔ صحبت کے لالین جو نہیں ہے تو نظروں سے دور رہو۔ بلا سے دور رہنا
چاہتا ہے تو لوگوں سے دور رہو۔

شعر۔ گو استحقاق کا نور سائل کی پیشانی پر نہ ہو۔ لیکن تو محرومی کا داغ سائل کے
چہرہ پر مت لگا۔

شعر۔ تو اپنی سخاوت کو تازہ بہارِ بادل کی طرح ٹاک کر + گو طرف قائل نہو تجھ میں

قابلیت ہے تو بس ہے۔

شعرا۔ غم کی نیک انجلی کو خوشی کہاں پہنچتی ہے کیونکہ بلا کا پیغامبر خوشی ہے اور خوشی کا پیغامبر غم۔

شعرا۔ زمانہ میں جو اس قدر قہقہے زیادہ پیدا ہو رہے ہیں۔ شاید خوشی کی مان لاکھوں غم کی حاملہ ہے۔

شعرا۔ غم دلال کی فوج کا گرد و غبار کہاں ہے کہ ہم جہان کی مٹی عیش و آرام کے سر پر ڈالیں۔

خلاصہ شعرا۔ غم و الم کے مقابلہ میں عیش و آرام کا غور ہو جاتا ہے۔

شعرا۔ تو اس میدان کا مرد نہیں ہے۔ جہان سوال کے تیر چلتے ہیں۔ جب تو نادانی سے مشہور ہو گیا تو نادان مت رہو۔

خلاصہ شعرا۔ نیکوئی کے سوال کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

شعرا۔ افتادگی ہمارا فرش ہے اور آزادگی ہمارا اسباب ہے۔ اگر ہمارے گھر کا نگہبان کوئی نہ تو کچھ پروا نہیں ہے۔

شعرا۔ ظاہری زینت اسرودہ دل کے کیا کام آتی ہے، اگر حیل خانہ کی دیوار پر نقش و نگار نہ ہو تو کچھ پروا نہیں۔

شعرا۔ اے صاحب یار کی زلف سے اس قدر دل بستگی کیوں ہے۔ اگر خواب پریشان کا نسخہ نہ تو کچھ پروا نہیں۔

شعرا۔ جلانے والی آگ جیسی سانس اور سونے جیسے چہرہ کے ساتھ رک کر آسمان سخن پر آفتاب تابان کی طرح رک کر۔

شعرا۔ صدف نے باوجود تہدیشی کے یتیم کو پالا، تو بھی دلی آبلہ کے لحاظ سے یتیم پر در رہو۔

شعرا۔ اگر تو میوہ سے جہان کو شیرین کام نہیں بنانا، تو بہر حال سرو اور بید کی طرح سایہ گستر تو رہو۔

شعرا۔ دل کی تو انگری روحانی کیا ہے۔ جب تجھے مال حاصل نہیں تو تیرے دل ہی سے تو انگریز ہو۔

شعرا۔ جو شخص کہی جیا بغیر بلائے کسی کے دسترخوان پر جاتا ہے وہ اپنے اہل سے اپنے منہ پر طمانچہ ارے گا۔

شعرا۔ فلان کے غار زار سے دامن کو سمیٹے ہوئے رہو جو چیز تیرے دل کو کہنچتی ہے تو اس سے ہٹا کر رہو۔

شعرا۔ شکر کے احسان کے بوجھ سے درخت کا قد خیرہ ہے۔ تو بھی پہل کو مت قبول کر اور اس گلشن کا سرو بنار ہو۔

خلاصہ شعرا۔ کسی کے احسان مند ہونا ذرات کا سبب ہے۔

شعرا۔ مجھ کو خودی نے جیت کے جھنل میں ڈال دیا ہے۔ تو خودی کو چھوڑا اور اس بیابان کا فخر بنا رہو۔

خلاصہ شعرا۔ خودی کا تارک رہنا ہو سکتا ہے۔

شعرا۔ زمانہ کے نیک بد کی تمیز کا کام تیرا نہیں ہے۔ آئینہ کی آنکھ کی طرح بڑائی اور پہلائی کو نکال رہو۔

خلاصہ شعرا۔ انسان آئینہ کی طرح نیکی و بدی کا نگران رہے۔

شعرا۔ رونے سے شمع کو نجات کا پروانہ ملا۔ تو بھی آدھی رات کو شمع جیسا روشن رہو۔

شعرا۔ لوگوں کی پردہ پوشی سے بہتر کوٹنا لباس ہے۔ اپنی آنکھ کو لوگوں کے عیب بینی سے ڈانک اور برہنہ رہو۔

شعرا۔ اپنے گہر میں ہر گداشاں ہنسا ہے۔ تو اپنے حد کے باہر قدم مت۔ کہہ اور بادشاہ ہو۔

شعرا۔ اے صائب تو اس چین کے خوش الحان بلبلین میں سے خوش آواز حافظ کے زمزمہ کا مرید ہو جا۔

شعرا۔ کبھی شہد و ہر ملاہل کا کا کرتا ہے۔ شیرین زبان دشمن کی مضر رسائی سے غافل مت رہو۔

شعرا۔ گہانے کے نیچے کے پانی میں دریا سے زیادہ خوف ہے۔ اے صائب اہل زمانہ کی ہجواری سے غافل مت رہو۔

شعرا۔ یہ اپنے نگین دل کی بیقراری ہے جو میں اپنے پہلو میں بیٹھنے والے سے

ہمیشہ فرمندہ رہتا ہوں۔

خلاصہ: انسان اپنے ممکن دل کے اضطراب سے ہمیشہ فرمندہ رہتا ہے۔

شعرا۔ تو صبح جیسے چہرہ والے کے ساتھ آفتاب سے زیادہ کشادہ پیشانی کے ساتھ رہو جو شخص سوج سمجھ کے بات کرتا ہے تو بھی اوس سے غافل مت رہو۔

خلاصہ: حل جن اؤ لا احسان الا احسان۔

احسان کا بدلہ احسان ہی ہوتا ہے۔

شعرا۔ جو پہلی کا چاند اپنے گوشہ ابرو کو بلند کرتا ہے۔ یہ غیب کا ستارہ ہے کہ سفر کے لئے تیار رہو۔

شعرا۔ اگر تیرے دماغ میں غرور کی ہوا ہے تو حجاب کی طرح اپنی شکستہ کیلئے تیار رہو خلاصہ: غرور کے لئے گفتگو لازمی ہے۔

شعرا۔ کوئی آرام بغیر تکلیف کے نہیں ہے۔ اے لڑکے ہوشیار رہو۔ میٹھی نیند کے پاس چہرے کی گہات میں ہوتا ہے۔ ہوشیار رہو۔

شعرا۔ جو کوتاہ اندیش اپنا مال غنمی میں نہیں پہنچتا۔ ہمیشہ اوسکی امید کی انگلی اسکے پیچھے پیچھے رہتی ہے۔

خلاصہ: غنمی کا سراپا یہ امید افزا ہوا کرتا ہے۔

شعرا۔ میں کبھی جیسا اپنی امیدوں کے رشتوں کے حجم سے کھڑکیوں کے جال میں لپٹتا ہوں۔

خلاصہ: انسان کے لئے اوسکی امیدوں کے رشتے بمنزلہ دام کے ہیں۔

شعرا۔ جب بے پروائی سے میں نے اپنے بازو میں سرکھنچا جب میں نے گوشہ گیری اختیار کی تو ہمارے بازو کے سایہ میں آرام سے سوتا ہوں۔

شعرا۔ جو وقت میں اپنے اعمال نامہ پر نظر ڈالتا ہوں تو میری خون بار آنکھوں کے مقابل چہان سیاہ ہو جاتا ہے۔

شعرا۔ جوانی کا ظاہر کیا بیکار شرمندگی ہے، اسلئے میں اپنے ہم نشینوں سے عمر کو غنی رکھتا ہوں۔

شعرا۔ بے درد لوگوں کی گفتگو داغ کا غرغنی ہے۔ اس لئے اسے صائب سیدوں کے

سامنے اپنے حال کا اظہار مت کر۔

شعرا۔ کم فرصت بہائیوں سے ایک بال برابر احسان مت اٹھا۔ جب کنوین مین گنا چاہتا ہے اپنی آنکھ کا احسان مت اٹھا۔

شعرا۔ بیکار دعوت کرنے سے مفور آدمی کا داغ بیکار ہو گیا۔ جب دیگ کا جوش دب جاتا ہے تو بڑی چپاگ مارتا ہے۔

شعرا۔ مجھ سے ایک بات سن اور حجت کی سیر کر۔ جس مجلس میں کان بیکر خاموش رہنا چاہیے زبان تکبر مت رہ۔

شعرا۔ میں نے اپنے پوشیدہ عیب دشمن کے سامنے گن دئے، میں نے اپنی پاسبانی سے اپنے کو ربا کر دیا۔

شعرا۔ میرے آنکھ کے سامنے پھول ہنس پڑا اسکو جلا دیا۔ پہر اپنی جوانی کا زمانہ کیوں مہنی میں صرف کروں۔

شعرا۔ مریض اپنی مصلحت کو نہیں جانتا۔ تو طبیب زمانہ کے کہا رے کر دوسرے پر نفعات کر۔

شعرا۔ جس دولت مند کے اقبال میں خیر و برکت نہو اسکا مال غیار کے نصیب ہوتا ہے۔

شعرا۔ دولت مند تو مر گیا۔ اور بے جان بڑی کی طرح ابھی اسکی امیدوں کے رشتے کھینچا شکار کرتے ہیں۔

شعرا۔ جو بے وقوف اپنی تقدیر کی شکایت کرتا ہے، وہ اپنے دلی نعمت کے منہ پر تلوار کھینچتا ہے۔

شعرا۔ اس سے کیا حاصل کہ میرے گناہوں کو تو بخشنے دیا اور میں اپنی خرمندگی سے اگل میں جلتا رہوں۔

شعرا۔ توحید کا دھوکا مت کہا۔ کیونکہ آرام نے جو کچھ گنم ناما جو فروش سے دیکھا تیری بہت کے لئے کافی ہے۔

شعرا۔ جس شخص کے دل میں کل کا غم آج نہو۔ تو اسکے حق میں تنہا ایام ایسے ہیں جیسے بچوں کے حق میں جمعہ کی رات۔

شعرا۔ جوش کرنے سے دیگ کا پانی بیکار چپاگ بن جاتا ہے اور گفتگو سے خود فروش کا منہ خریچ ہو جاتا ہے۔

شعشہ۔ جو شخص لوگوں کی بدگوئی سے اپنے منہ کو پاک نہیں کرتا۔ اسکا وہی مسواک
دورخ کے دروازہ کی کنجی ہے۔

شعشہ۔ جس شخص کی پرداز تیر کی طرح دوسروں کے بال و پر سے ہودہ اگر سونفہ بھی
اوپر ہیکتا تو پیر میں پریشیے گا۔

شعشہ۔ جس شخص نے لاغری سے پہلو پی کی۔ اسکا چکنا چوڑا پہلو ہی اس کے حق میں
قصاب ہے۔

شعشہ۔ افتادگی ایسی چیز ہے کہ اسکے پیٹہ زمین کو نہیں لگتی۔ میں اپنے نخل کے سبب سے
اپنے دشمن پر سوار ہوں۔

شعشہ۔ عروسیدہ بوڑھوں کی جگر دودھ سے پر ہیز کرے کیونکہ یہ وہ کمان ہے کہ جیکتا تیر زمین
پر نہیں کرتا۔

شعشہ۔ رویا ہی کی خرمندگی بھیکو آب۔ آب کر دیتی ہے۔ اگر صحرا سے عشر میں پانی نہو
کچھ مضایقہ نہیں ہے۔

شعشہ۔ میں نے زندگی سے درگزر کر مر پر جو مٹی ڈالی ہے وہ کافی ہے۔ اگر میری قبر پر
عمارت نہ ہو تو کچھ مضایقہ نہیں۔

شعشہ۔ وہ امن دامن کی نیند جو دنیا کی سیکڑوں آنکھیں لیکر دھونڈتا تھا۔ ایک مدت
کے بعد میں نے اسکو اپنی دیوار کے سایہ میں پایا۔

شعشہ۔ بیوفا زندگی کے قیام کی تلاش خطا ہے۔ بہتے پانی کو بہنے سے ہٹکاؤ نہیں ہوتی
شعشہ۔ آنودہ دل سے صلاح کا اظہار بے شری کی بات ہے۔ میں گناہ سے بڑھکر اپنی

استغفار سے خرمندہ رہتا ہوں۔

شعشہ۔ تیس راتوں کی قدر اس شخص کو ہوتی ہے کہ جس کے مکان میں اپنی چشم بیدار کے
سوا کوئی مجلس افزو نہ ہو۔

شعشہ۔ تلوار کے واسطے زر نگار میان بہترین جوہر ہے۔ اگر تو صاحب کمال ہے تو تو زیور
سے آراستہ مت رہ۔

شعشہ۔ وہ پیاسوں کو اپنے آب خشک سے تسکین دیتا ہے، مروت میں سنگدل عقیق ہے
تو کم مت رہ۔

شعرا۔ ہم نگہ ستون کے ہدیہ کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو + مروت سے خوان تہی کے لئے سرپوش ہو جا۔

روایف صادقہ

شعرا۔ دل کی بقیراری وہ عنصر حلی سیاہ زلف رقص کر رہی ہے، مان بجھلی مرغ کے بال پڑ مارنے سے جال رقص کر رہا ہے۔

شعرا۔ جب شراب کا چوش دب جاتا ہے تو اداس کی خامی کم ہو جاتی ہے۔ خام خیال صوفی اپنی نارسائی سے رقص کہتے ہیں۔

شعرا۔ دولت کی بلند می عیش و عشرت ہوا بازی کی جگہ نہیں ہے، بام کے کنارے پر رقص کرنا کو دلی میں داخل ہے۔

شعرا۔ جو شخص موت سے پہلے مر گیا، اس نے غم کے ایک عالم سے رہائی پائی، جو شخص عالم سے باہر گیا، اس نے دنیا سے نجات پائی۔

شعرا۔ تنگدستی کے سبب اختیار و رونا ضرور ہے، جب انگوڑے کے درخت میں پتے آگئے تو اس نے چشم پر نم سے نجات پائی۔

شعرا۔ عقل کے نور سے اس انجن دنیا میں وہ شخص مینا ہے جس نے بیداری کی دولت کو غیب کے عوض میں اختیار کیا۔

شعرا۔ میں اس کے عشق کا داغ ستارہ کی طرح اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ جبکہ عوض نہ چاند ہو سکتا ہے سورج۔

شعرا۔ اے صاحب جب عمر کا بدل کسی چیز سے نہیں ہو سکتا تو عشق بازی سے اپنے دل بٹلا لیں۔

روایف طامہ

شعرا۔ خط کی آب و تاب بجلی کی طرح دل سے گزر جاتی ہے، تو ہرگز خط کے دھوکے میں ڈالنے والی ہوں سے دل مت لگا۔

شعرا۔ خط کا شعلہ ایک ساعت سے زیادہ انجن کو روشن نہیں کرتا، خط کی پادر رکاب

(جلد گزرنے والی) دولت سے غافل مت ہو۔

شعرا۔ جس دل میں خط کا پیچ و تاب دیشہ دوائی کرتا ہے، وہ ان کی ہر سفال کے قابل جنت کا سبزہ نہیں ہے۔

شعرا۔ جس شخص کی آنکھ میں خطا انتخاب کا سرمہ لگا دیتا ہے، وہ جنت کے بنفشہ پر خط کھینچ دیتا ہے۔ (یعنی وہ جنت کے بنفشہ کو نابینا کرتا ہے)۔

شعرا۔ چونکہ بواہوس (خام خیالی) لوگوں کی آنکھیں چھپا گئیں۔ اس لئے حق کا آفتاب خط کے نقاب کے اندر چلا گیا۔

روایف ظار مجملہ

شعرا۔ صبح کا چراغ ایک چمک دکھانا کر بہہ جاتا ہے۔ جبکہ بڑا پلے کے زمانہ میں عبرت لینے سے کیا فائدہ۔

روایف عین مجملہ

شعرا۔ چونکہ میرا مطلب شمع کی طرح لوگوں کے کام میں روشنی پیدا کر دینا تھا۔ اس لئے کہیں کہیں میں اپنے کو آگ اور پانی کے کام میں لگا کر کہتا تھا۔

شعرا۔ اگرچہ میں محفل میں شمس کی طرح خاک پر زبان گہکتا تھا۔ لیکن میری روزی ان تنگ چشموں کے دل پر بارش تھی۔

شعرا۔ میں ایک گوشہ چشم کے سبب دوستوں سے فارغ ہوں۔ اور قناعت کر پاؤں کی خاک کے سبب سرمہ سے فارغ ہوں۔

شعرا۔ احسان کر کے اپنے مال سے فائدہ حاصل کر۔ اثر و باکی طرح خزانہ چھوڑ کر صرف نام پر قانع نہ ہو جا۔

شعرا۔ طمع کا ظاہر کرنا۔ چہرہ سے آبرو گھٹاتا ہے، لایع امیر گفتگو مردوں کی آبرو کے لئے بادل ہے۔

شعرا۔ تو کمزور ہے کہ ساتھ قیصر رنگ سے چھوٹ سکے گا۔ مگر لایع کے تمہاری کوہ پنا کی امید نہیں۔

شعرا۔ اخلاقی دائرہ کا وسیع ہونا بھی بلا ہے۔ کیونکہ جھجکل میں درندے اور چارپایہ
رب جمع رہتے ہیں۔

رولیفنا علیٰ منہ

شعرا۔ انوس تو کسی طرح دل کا نکر نہ کیا۔ انوس اس دیرانہ میں جھجکو خزاں کا شہنشاہ۔

شعرا۔ سوختہ جگر لوگ اپنے خون دل کی غذا بناتے ہیں۔ انوس ہے کہ جھجکو اس
سبب کی بو بھائی۔

شعرا۔ جھجکو زمانہ کے جھوٹے وعدوں سے دل چسپی ہو گئی۔ تو دھوکے کی لہروں پر
غرقیت ہو گیا۔

شعرا۔ غیر ضروری محبت سے آگ میں شور پیدا ہوتا ہے + جب تیل میں پانی ملتا ہے تو
چراغ چرچر کر کے رونے لگتا ہے۔

شعرا۔ عشق کی باتیں زخم خیزہ دل سے مت چپاؤ۔ کیونکہ بیمار کے سر ہانے سے چراغ
نہیں اوتھاتے۔

شعرا۔ گوہر دل طول اہل کے سلسلہ میں نہیں گیا ہے۔ انوس کہ ہم اپنا مہر اس
سانپ سے نہ لے گئے۔ (یعنی انوس کہ ہم اس سانپ سے بازی نہ جیت گئے۔ ہم خواب گراں کے
کباد سے جھک گئے انوس ہم اس قافلہ سالار تک نہ پہنچے۔

شعرا۔ جس نے جھجکو موتی جیبہ دانت دے دیں۔ کیا قبر کے کنارہ تک جھجکو روٹی نہ دیگا۔

شعرا۔ میرے خاکی وجود سے کچھ سرمہ کی طرح رہ گیا ہے۔ تو مروت کی آنکھ کے گوشے

جھجکو محروم مت رکھو۔

شعرا۔ اگرچہ اس خونخوار دریا میں ہم سینکڑوں غوطے کھا چکے لیکن انوس کہ اس

گوہر شہوار کا پتہ نہ ملا۔

شعرا۔ دل کیا چیز ہے جو دوستوں سے کوئی دریغ رکھے۔ انوس ہے کیا عاشق مشوق

سے جان دریغ رکھے گا۔

شعرا۔ سیری سے بڑھ کر کوئی چیز شہر کا منہ بند نہیں کرتی۔ وہی شخص غافل ہے جو دشمنوں

سے ال دریغ رکھتا ہے۔

ردیف فار

شعرا۔ جب کوئی صاحب دل نہیں ہے تو اس سرور کی باتیں کس سے کہوں۔ اسلئے میں مجبور ہو کر تصویر دیوار سے گفتگو کرتا ہوں۔

شعرا۔ پیچیدہ سننے بے تکلف حاصل نہیں ہوتے۔ فکر کے پیچ و تاب سے جبر ہزار کلام پیدا ہوتا ہے۔

شعرا۔ جو غام خیال قلم کی طرح بہت باتیں کہتا ہے اسکی عمر کا دفتر تھوڑے زمانہ میں طے ہو جاتا ہے۔

بیجا پہونک سے روشن آئینہ تاریک ہو جاتا ہے۔ بے سر پنچے اہل دل کے سامنے ہرگز بات مرث گرتی۔

خلاصہ صاف و پاک سینے ایک دوسرے کے آئینے ہیں۔ اشراقیوں کے دور میں بات کہنی بھکا رہے (اشراقین حکماء سلف کا ایک گروہ ہے)۔

شعرا۔ جو شخص کم سننے والے کے کان میں اچھی بات کہتا ہے وہ اسکے عیب کو بلند آواز سے ظاہر کرتا ہے۔

شعرا۔ تو خاموشی پر پوچھ گفتگو کو ترجیح دیتا ہے، امنوس تو گوہر بار دریا چھوڑ کر جگ پر قانع ہوتا ہے۔

شعرا۔ نیند کی گرانی سے تیری ڈھری سرمہ ہو گئی۔ امنوس ایک دفعہ بھی تیری آنکھیں نہامت کے آنسوؤں سے تر نہوئیں۔

شعرا۔ تو ناہموار آیا اور ناہموار جہان سے گیا۔ امنوس تو نے دو سو سو سال سے بھی اپنے کو ہموار نہ کیا۔

شعرا۔ اگر صدف اپنی آب و قناعت سے حاصل کرتی تو جلد گوہر سلطان سے سیر چشم ہو جاتی۔

شعرا۔ صدف روشن دلی سے تہی دستی کے باوجود اپنے دامن کے نیچے سیکڑیوں بے پڑا یتیم کو پالتی ہے۔

شعرا۔ اے صائب جقدر موتی صدف کی عجیب و غریب آنکھ میں موجود ہیں۔ وہ ایسے

پڑے وسیع دریا میں بہتیں ہیں۔

شعرا۔ دریا کا لاف زن دہن خاک سے پڑ ہو۔ کیونکہ صدف بادل کے سامنے اپنا ماتہ پہیلاتی ہے۔

شعرا۔ تلپٹ پینے والوں کے آئینہ پر خلافت کی گرد نہیں ہے، جام مٹی کی طرح صاف دلوں کے تہ کو دیکھ سکے گا۔

شعرا۔ سب کھلی ایک طرف اور وہ کھنڈار ایک طرف، چین اور خطا ایک طرف اور وہ سوز و غم ایک طرف۔

شعرا۔ ظالم آسان کی بدستی ایک طرف، اور ادا کے قدر کے متانہ جوتے ایک طرف۔

شعرا۔ اب کے رلف نے اضاف کے خط پر سر رکھا (اضاف کا ملحق ہوا) اسکا خال لب ایک طرف پڑا ہے۔

شعرا۔ جس شخص کو ایک طرف سے وہ غم کیسے گھیرے۔ بیچ و تاب کہا کر اسکا رشتہ عرتام ہو۔

شعرا۔ جس جھل میں ہماری بیگانہ خو لیا ہے، وہاں ایک طرف معجون جاتا ہے اور ایک طرف آہ۔

روایف قاف

شعرا۔ لوگوں کی کھربا جیسی کشش سے اپنی جگہ سے مت جا، تاکہ گھاس کی بقی کی طرح نظردن میں ہلکا ہوئے۔

شعرا۔ سانپ کا ظاہری نقش و نگار خلقت کی قسمتی تحریر ہے گویا (قدرت نے) خلقت کا نمبر زہر سے کیا ہے۔

شعرا۔ ہر وقت دوزخ کی آگ کے ڈر سے بے قرار ہیں۔ خدا لوگوں کی جنت کو پناہ میں رکھے

شعرا۔ میں سینکڑوں دن چراغ لیکر اپنے عیب ڈھونڈ رہا ہوں۔ اتنی فرصت کہاں کہ لوگوں کی پہلانی ویرانی میں تیز کروں۔

شعرا۔ میں گوشہ تنہائی کی سرکار کا ناز سے پلا ہوا ہوں۔ مید و وحشی کی طرح خلق کی ہومیرا دماغ کہا جاتی ہے۔

شعرا۔ شکستہ دل صدف عشق کا در تھیم ہے۔ زہر و چہرہ عشق کے خزانہ کا زرد و بنار ہے۔

شعری۔ ہزاروں یوسف مصری عشق کے آستانہ پر ایک گوشہ چشم کی امید پر کھڑے ہیں۔
 شعری۔ شراب خانہ عشق کے کمزور سہوکن لوگہ بلند آسمان کے خم کو ایک ہاتھ لٹکا رہے ہیں
 شعری۔ اے صاحبِ جب عشق کے ترازو سے نوا آسمان و جہین ہیں تو کوئی شخص اپنے آپ کو
 سطحِ سہال سکے گا۔

رولیف کاف عربی

شعری۔ جو لوگ کہ مخلوق کے سامنے زمین پر ماتھا پکھتے ہیں۔ وہ موت سے پہلے اپنے
 سفدن سے زمین میں جاتے ہیں۔
 شعری۔ خدا کے سجدہ کے واسطے جہاں سے ہاتھ و ہرنا شرط ہے۔ تو ہرگز بغیرِ رضو کے
 زمین پر ماتھا نہ رکھنا۔
 شعری۔ اس قدر لوگوں نے آبرو خاک میں ملا دی ہے کہ چیونٹی اور سانپ پر سالن
 لینے کی جگہ تنگ ہو گئی ہے۔
 شعری۔ بطمی کے باد کے نیچے پیالہ پوشیدہ رکھو کہ حاسد آسمان کی آنکھ سے زہر
 چمکتا ہے۔
 شعری۔ جب کچا میوہ زمین پر گرتا ہے تو خاک میں مل جاتا ہے۔ اس شخص پر افسوس
 کہ یہاں خام ہی زمین میں جاتا ہے۔
 شعری۔ آفتاب کے طلوع اور غروب سے ظاہر ہوا کہ آسمان نے جس شخص کو صبح زمین سے
 اٹھایا وہ شام کو زمین پر گرے گا۔
 شعری۔ جیبِ طبیعت میں رسائی ہو تو بات کو ہوا پر سے لیتا ہے۔ جیبِ سننے والا کم
 سمجھ ہو تو کلامِ خاک میں مل جاتا ہے۔
 شعری۔ خاموش رہنے والوں کے حضور میں دم مارنا کفر ہے۔ برہنہ ہونے کے سامنے
 بچا ہے سلام کے دین پر گر جانا ہے۔
 شعری۔ اے صاحبِ جیبِ سائل کے حصہ میں جوابِ خشک ہی رکھو کہ ہے تو بزرگوں کے
 میری امید منقطع ہو گئی ہے۔
 شعری۔ آسمان نے اس قدر نقد جانِ خاک میں ملا دیے کہ ہزاروں اب حیات سکے

پٹھے و بہن پر پہنے گئے۔

شعرا سب تیرا لقمہ کا اٹھتے پتھر کے پیچھے تو زمین میں بے شمار خزانے ہونے سے کیا لیا کرے۔

شعرا۔ صائب جس باعث میں زبان مٹی تلوار کہنیتا ہے دمان ہر ایک بیل اپنی اپنی زبان کی تلوار خاک میں ملائی ہے۔

شعرا۔ وہ کون ہے جو ظالم آسمان کی پٹیا زمین سے لگا دے، یہ پرانا پہلوان کیو
خاک میں ملا دیتا ہے۔

شعرا۔ ویرانہ سے سیلاب گرد آلود رخسار ہو کر گیا۔ کیونکہ آسمان جلد ظالم کے منہ کو
خاک آلود کر دیتا ہے۔

شعرا۔ جو شخص سایہ وار درخت کو خاک میں ملا دیتا ہے وہ اپنی عمر کے آفتاب کے
زوال میں کو غش کر تا ہے۔

شعرا۔ اے صاحب! اپنے نقد کو ادا کر دینا عقل سے بعید ہے، تو اپنے رنگار چہرہ کو
کو زردیم کے واسطے کبتک خاک پر ملیگا۔

ردیف کا فارسی

شعرا۔ تند خو کے دل کا آئینہ رنگہ سے پاک نہیں ہوتا کیونکہ تیندوے کے سیاہ داغ کا
ہیشنا محال ہے۔

شعرا۔ خیرین کلام والوں کے حصین آزادی نہیں ہے۔ کیونکہ فکر فی کے قید سے
مکلی توگون کی قید میں پڑی۔

شعرا۔ ہر شور جہان سے آرام کی امید رکھنی خطا ہے۔ یہ دریا کے آرام کا گہوارہ گریم
کا خلق ہے۔

شعرا۔ تو نگین کی طرح صرف نام پر ہرگز راضی مت ہو۔ کیونکہ خالی نام سے ہم جہان
سیری نظر میں سیاہ ہو گیا۔

شعرا۔ لالہ رنگ شراب کے جلوے مختلف ہوتے ہیں۔ کیونکہ آب تلوار میں جہر
ہوتا ہے اور آئینہ میں رنگ۔

رولیف لام

شعرا - دولت سراے دل کے دروازہ کا حلقہ آسان ہے۔ حرم دل کا پردہ عرش ہے
 شعرا - جیسا کچھ کہ دل ہے اگر وہ جلوہ گر ہو تو آسمان کے نور طبق قبائے دل کی گرد کو نہ پہنچیں
 شعرا - تیری جلد کے اندر جو بہتر یا ہے وہ تیرے خون کی سیاہی ہے وہ صادق دل کے نور
 کے پر تو سے یہ رست ہو جائے گا۔

شعرا - پورہ جیسوں کی کیا ہستی ہے کہ آسمان کے تو کہا دے دل کی گنہگار کی آواز پر
 اوشٹوں کی طرح نا چنے لگیں گے۔

شعرا - اب تو یونانیوں کے کتب خانہ سے ماہیہ دہو۔ کیونکہ قریہ دل کے اطراف غفلت
 سینکڑوں شہر ہیں۔

شعرا - اے صاحب اگر تو ہمت کی آنکھ سے نظر کر گیا۔ تو دل کے قدم کے سامنے قہر
 فلک کو افتادہ پائے گا۔

شعرا - آسمان آرزو مند و لون کا دشمن ہے کیونکہ بیکار بہانہ کجیوں کے حق میں گراں ہے
 شعرا - جس پھول کو نظارہ باز آنکھوں نے چنا ہے وہ پھول پڑ مردگی کی آفت بہتر ہے
 شعرا - توجان سے غافل ہو کر تن میں مصروف ہے اس سے کیا حاصل۔ تو قید خانہ کے
 کئیوں میں قید ہے جھک کر کیا حاصل۔

شعرا - خوش اخلاقی آدمیت کا لباس ہے تو اس خلقت سے پرہیز ہے جھک کر کیا حاصل
 شعرا - یہ خاکی بدن تیرا جیل خانہ ہے تو نادانی سے جیل خانہ کے استحکام میں ہے اس سے
 کیا حاصل۔

شعرا - تو خط آزادی کی سرو کی طرح رکھتا ہے تو ناز و انداز کے سبب پڑھتا نہیں تو کیا فائدہ
 شعرا - آخر کار تو جیب چوڑیوں کا رزق ہو جائے گا تو دولت کے لحاظ سے سلیمان
 وقت ہونے سے کیا حاصل۔

شعرا - جب تیرے کا سین میں مٹی پھر لگا رہی ہے پھر تو غفور و دربان ہو تو کیا فائدہ۔
 شعرا - اے صاحب جب زبان میں کوئی سخن منع نہیں ہے۔ پھر دیوان کے مرتب کر بیٹھے
 جھک کر کیا فائدہ۔

ملشہ۔ جس تارک لہ دنیا کا مطلب حصول جنت ہے وہ سادگی سے ہوا کو ہوا سے بدلنا ہے۔
 (ایک خواہش کو دوسری خواہش سے بدلنا ہے)
 ملشہ۔ اگر بے فکری کی نیند کے ساتھ دولت جمع ہو سکتی ہے تو رات کو بادشاہ اپنی جگہ
 کیوں بدلنا رہتا ہے۔
 ملشہ۔ اگر جوان آدمی کو شکستگی کے انجام کا پتہ مل جائے تو اپنے تیر جیسے قد کو عصا بدل دیتا ہے۔
 ملشہ۔ رات میں چشم گریان سے غافل مت رہو۔ تاریکی میں چشمہ حیوان سے غافل مت رہو۔
 ملشہ۔ نیندہ قد سفر آخرت کا پیغامبر ہے۔ اسے سب مغز گیندیلے سے غافل مت ہو۔
 ملشہ۔ بغیر رشتہ کے شمع کا قیام محال ہے اسے بنیا آدمی صنغون کے خیال سے غافل مت ہو۔
 ملشہ۔ اسے صائب جو شخص بے برگ درواؤ گون ہے (غریبون سے) غافل ہو گیا۔ اس کے
 پیش و نشا کا سامان کف افسوس ہو جائے گا۔

روایت میم

ملشہ۔ ہم نے اسی بے پرواؤ گون کے لئے چہرہ ڈری۔ ہم نے پھول کو شبنم کی شوخ چٹنی کے
 حوالہ کیا یعنی (ہم نے شبنم کی خادانی پھول کو بخشا)۔
 ملشہ۔ تو کون نے اپنی اپنی یادگار کا ایک ایک اثر چھوڑا۔ ہم نے مرو کا ماتہ عالم کے
 سینہ پر چھوڑا۔ (یعنی ہمارا یادگار ترکہ جہاں ہے)۔
 ملشہ۔ دنیا میں بظاہر تو کوئی چیز ہم نے نہیں رکھی۔ ورت اختیار کے سوا کہ اسکو بھی
 بند رکھ کے چھوڑا۔
 ملشہ۔ جب میں نے سورج جیسا اپنی زبان دیوار پر ملی۔ تو دنیا کی مختلف لغتوں کو خون
 آلودہ پایا۔
 ملشہ۔ دربانوں کے دیکھنے سے بچھگو دولت مندوں سے بیزار کر دیا۔ ایک کے
 دیکھنے کے جبکے سوکے دیکھنے سے آزاد ہو گیا۔
 ملشہ۔ قیامت کے روز کوئی عمل میرا و سنگیر نہوا۔ اس ماتہ کے سوا جو باہم میں
 افسوس سے لا۔
 ملشہ۔ جب میں نے آرام کی نیند کو بیاد دولت کے ساتھ تو لا۔ تو نظر کی ترازو

میں نیند کا پلہ وزنی نکلا۔

شعشعہ۔ جہاں سے ہاتھ دھوئے کے سوا بیماری کوئی طاعت نہیں ہے۔ اگر عہد سے نماز نہیں ہو سکتی تو خیر وضو کر لیتا ہوں۔

شعشعہ۔ ہم کبھی گریاں اور کبھی سوزاں ہیں۔ ہم نفس سرکش کی پیروی سے تھک گئے ہیں۔

شعشعہ۔ دھوکے کی لہریں شب میں ساکت رہتی ہیں۔ لیکن بڑی بڑی اسیدوں سے ہم شبابہ روز کشاکش میں ہیں۔

شعشعہ۔ ہم آب و گل کا کاچھوڑ کر آئینہ (یعنی دل) کی طرف منہ صرف ہوئے۔ گہر کی اصلاح چھوڑ کر غرور کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے۔

شعشعہ۔ ہم سادہ ورتوں کی دل پسند تحریر ہیں۔ لالہ کے داغ کی طرح درد و غم کے جگہ سے پایا ہوئے ہیں۔

شعشعہ۔ اگر ہم نے اپنے کو اقامت کا قول و قرار نہیں دیا ہے تو گئے ہوئے دوستوں پر کیا انبوس کریں۔

شعشعہ۔ جب بچہ گہر کا راستہ بہول جاتا ہے تو روتا ہے۔ اگر ہم گہر والے کو بہول گئے تو کیوں نہ بروئیں۔

شعشعہ۔ آغنائی سے دل اور زلف میں غلاب ہو گیا۔ جہاں کے شکستہ لوگ بھی مویاں ہیں۔

شعشعہ۔ فریاد ہے کہ دوستی سے لوگوں کے حصہ میں ایک دوسرے کی عیب جوئی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

شعشعہ۔ اگر لوگ ایک دوسرے کی حاجت روائی میں کوشش کریں تو سطح زمین غاص سونے سے بہر جائے گا۔

شعشعہ۔ اس پر آشوب دریا سے احسان کرنے سے جان بڑھو سکے گا۔ سائل کے دامن کے سوا اس دریا کا کنارہ اور چیز کو نہیں سمجھتا۔

شعشعہ۔ اس منزل میں ایک نشتر غار بھی بیکار نہیں ہے۔ میں نے سب چیزوں کو چٹم مینا کی کسوٹی پر کھایا ہے۔

شعشعہ۔ میں اپنے اعمال سے اس قدر خرم ہوں۔ کہ میری خرمی کے پسینہ میں کشتی

ڈال سکے گا۔

نٹھو۔ تنہائی کی وہ وحشت کہاں ہے جو جھکوا ہلاک کرے۔ ہم آشنائی کی رسم درآ
میں شریک نہیں ہیں۔

نٹھو۔ ان لوگوں سے فائدہ کی آرزو رکھنی بیوقوفی ہے۔ کیونکہ ان لوگوں سے
وجود خاک کے برابر ہو گیا۔

نٹھو۔ جو کٹایش کہ ان لوگوں سے جھکوا حاصل ہوئی۔ وہ بیچ اہل کے سامنے جان
دست برداری تھی۔

نٹھو۔ اس زمانہ میں جس شخص نے گریبان میں سر ڈالا بیٹھنا سعادت کا گیند لوگوں کے
دہی لے گیا۔

نٹھو۔ ہم نے کچھ دیکھا اور کچھ نہ دیکھا۔ جہاں کے اور اہل پر خدا کنجیا ہے اور ہم
کچھ چنے ہوئے اور نہ چنے ہوئے پہلوں کو زور دیا ہے۔

نٹھو۔ ہر وقت ایک تپے کے ماتم سے آہ نہ کنج سکے گا۔ اس لئے ہم نے اس خزان
دیدہ درخت پر جنازہ کی نماز پڑھ دی۔

نٹھو۔ جب لوگوں سے قطع تعلق تجھ سے ممکن نہیں تو رد و قبول کے گرداب سے
راستی ہو جا۔

نٹھو۔ اگر طبع سے تیرگی نہیں پیدا ہوتی۔ تو سائل دن کے اُجالے میں لوگوں سے
کیوں چراغ طلب کرتا ہے۔

نٹھو۔ میں نے دل کے نقطہ میں کعبہ مقصود پایا۔ اب تو میں منزل کو پایا ہوں پہر
اپنے سے باہر کیوں جاؤں۔

نٹھو۔ اس گلشن کے گرفتاروں سے کیا پوچھتا ہے۔ کیونکہ میں نے سرو میوے آزاد
رہنے والوں کو پادری گل گرفتار پایا۔

نٹھو۔ یہاں کے سودگر ایک فرد سے وابستہ ہیں۔ جب میں اپنے کو بیچتا تو عالم
کو بیچتا ہوں۔

نٹھو۔ میں سر سے زندہ کی ٹوپی کیوں اٹھاؤں۔ کیونکہ تیغ حوادث کی مانے یہی پس ہے
نٹھو۔ عقل کے ساتھ دانا دشمن سے کنارہ کش ہو سکے گا۔ میں سیدھے سے زیادہ

تیرے ڈرتا ہوں۔

نقص - عمار کا فدا لیا تیرا رہا ہے مجھے اتنی فرصت کہاں کہ تو منہ اٹھا لوں۔
نقص - اس قدر کوئی عزم دل نشین ہو گیا ہے۔ ہوشخص عالم کو گھٹا باز گشتہ کے فکر
سے آرام پایا۔

نقص - میں اونٹے نصیب کی بکروی کا کیا شکوہ کروں۔ منتر سے یہ سانپ اڑو
ہو جاتا ہے۔ پہر کیا کروں۔

نقص - اگر خاطر معنی ہے تو گوشہ نشینی میں ہے میں اننا طون جیسا شراب کی خم کی
طرف شجاء ان تو کیا کروں۔

نقص - میں وہ چین ہوں کہ مجھ سے شکایت ظاہر ہو۔ خون جگر کا رنگ باہر سے
نظر آ رہا ہے تو میں کیا کروں۔

نقص - میں کمینوں کی طرح گدا کی کاٹہ کیوں اڑ چکا کروں، جیب خالی کی طرف سے
دعا رہے تو کیوں لٹا خا کروں۔

نقص - اس وحشت گاہ میں ایک کشادہ پیشانی والا نہیں ہے، پہر شہر سے جنگل کی
طرف نہ متوجہ ہوں تو کیا کروں۔

نقص - اس چنبیلی جیسی پیشانی والے کی یاد سے دونوں عالم مجھ سے فراموش ہو
دل میں جو کچھ گذرتا تھا وہ ایک جگہ مجھ سے فراموش ہو گیا۔

نقص - ہم بوٹھے لوگ آفتاب کی طرح دنیا میں حقہ دوڑے صبح کی روشن ضمیری
سے دوڑے۔

نقص - اگرچہ ہم گناہ کے بوجہ سے کمان جیسے خمیدہ ہو گئے مگر ایک بار بھی ہمارے
دل سے آہ کا ایک تیر نہ نکلا۔

نقص - رنگینوں کی خدمت میں روشن آئینہ سے اس خجالت کے سوا جو روشن ضمیر
سے چھک رہا ہے اور ہوا ہے اور کچھ نہیں ہے۔

نقص - کہو تاکہ دیکھ کر کہو یہاں میں سے خریدہ ہم کھ قیمت ہوئے سے قافلہ پر بار ہو
نقص - جیسے کہ میں نے تیرے گل رخسار پر سے نظر اٹھائی ہے۔ اس وقت سے نظر

کے سامنے میں نے شکرگان کا تہہ رکھا ہے۔

شعرا۔ اے فکار نے والی رو میرے گران باری پر رحم کر۔ کیونکہ میں نے یہ بہ بار تیری امید پر اٹھایا ہے۔

شعرا۔ ظاہری نقش و نگار میں بے اختیار پیش کیا ہوں۔ میں موسم کی نرد ہوں رشا کے ہاتھ میں پڑا ہوں۔

شعرا۔ اگرچہ میں غلن سے آشنا ہوں لیکن وہی بیگانہ ہوں۔ آنکھ کے نور کی طرح ایک ہی گہرین آدمیوں سے جلا ہوں۔

شعرا۔ بے بلائے میں لوگوں کے گہر کیوں مہمان ہوں۔ کیونکہ میں اپنے ہی گہر میں بے بلائے ہوئے کی طرح مہمان ہوں۔

شعرا۔ جب تک رانت قایم ہیں رزق اپنے پاؤں سے آتا ہے۔ جب تک بچل ہے میں روٹی سے بے فکر ہوں۔

شعرا۔ وطن کی سرزمین میرے ہاتھ اور پاؤں کو غنچہ کی طرح کب تک بستہ رکھے گی + میرے سر میں آفتاب کی طرح سفر کی خواہش پیدا ہوئی۔

شعرا۔ عزیزوں نے میرے سر پر جو چکن چڑھا ہاتھ پیرا ہے وہ بہیڑے کی چربی ہے کہ میرے پیر میں چمک رہی ہے۔

شعرا۔ علی براق نہ رکھنے والوں کی مجلس میں کتاب کی طرح لب بستہ رہتا ہوں کیونکہ ان لوگوں سے کسی طرح کشائش کی امید نہیں ہے۔

شعرا۔ ہم نے تلخ روٹی کے ساتھ وہ نون عالم سے صلح کر لی ہے۔ ہم نے لوگوں کے چشم شور کو اپنے لئے رزم بنایا ہے۔ (ناگوار چیز کو گوارا کیا ہے)۔

شعرا۔ ہم صبح جیسا راست گفتاری سے شہر ہو گئے ہیں۔ ہم سانس کی حفاظت سے آئینہ جیسے خورخیز کے محرم ہیں۔

شعرا۔ باپ جو کچھ بتا ہے وہ اولاد کو نصیب ہوتا ہے ہم آدم کی خجالت سے گندم جیسے سینہ جاک ہیں۔

شعرا۔ ہماری عمر میانہ روی میں تمام ہو گئی۔ ہم بیہین پل صراط پر سے گذر رہے ہیں۔ شعرا۔ ناتواں حاسدوں کی آنکھ کا پردہ ہو جاتی ہے + ہم موٹے کے عیب لاغر

پھلو سے بیان کرتے ہیں۔

شعرا۔ اگر فقر میں مجاہد گوشت میں نہیں ہے تو میرا علم بجا ہے + مجھے فقط گر لطف کے منہم سے عار ہے پہر میں گوشت گر کی سطح کروں۔

شعرا۔ میں نے جس شخص کو قلم کی طرح اپنے سے ایک زبان سمجھتا تھا۔ جب ورق اڑنے لگا تو محض کوہار سے خون سے لکھا۔ (جبکہ میں نے موافق سمجھا تھا۔ رازد پٹھنے پر وہ مخالف ہو گیا۔)

شعرا۔ ہم نے ہمیشہ دونوں عالم کے فکر کا ہمارے کینچا ہے + ہم دو گہر کے سبب کمان کی طرح کشاکش میں ہیں۔

شعرا۔ میدان جنگ کا مرد تو ہر جگہ مل سکتا ہے + لیکن ہم نے مرد محض کو کسی میدان میں نہ دیکھا۔

شعرا۔ اگر فقر کا نتیجہ عالم آخرت میں نکلے تو دنیا میں بھی کافی ہے کہ مجھے انقلاب کی پروا نہیں ہے۔

شعرا۔ اگر عبرت کا گوہر شہوار ہاتھ نہ آیا تو دنیا میں میں نے کیا پہل پایا۔

شعرا۔ اگر دنیا میں لوگوں کا ساز و سامان ہی ہے جو میں نے دیکھا۔ تو عافیت کا لباس چشم پوشی کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔

شعرا۔ میں خاموش ہوں اور کج بحث آدمی سے بے پروا ہوں۔ کیونکہ منہ بند رکھنے والی چھپی کی طرح مجھے کانٹے کا غم نہیں ہے۔

شعرا۔ جس پاک باطن آدمی سے عمل بد ظاہر ہو۔ وہ آئینہ کی طرح اسکو گوارا کر لیتا ہے

شعرا۔ پہلے سے دل نے اسوقت شکستگی کو گوارا کیا کہ دوستوں کی سومیائی کو ہم نے

پہتر پر مارا۔ دینے جیسے دوستوں کے تعلقات سے ہم بے پروا ہوئے تو اسوقت ہم نے شکستگی اختیار کی۔

شعرا۔ دریا سے زیادہ کہاں کے نیچے کے پانی میں خوف ہوتا ہے میں یہ ناہموار

شعرا کی ٹائیدی ہموار پن سے ڈرتا ہوں۔

شعرا۔ جو شخص عقیق کی طرح سادگی سے نامور ہوتا چاہتا ہے وہ روشن جہان کو

اپنی آنکھ میں سیاہ بناتا ہے۔

شعرا۔ لفظ سلام کا سین گوشت نشینوں کے ساتھ جو کام کرتا ہے۔ لوہے کا سخت

آرہ باردار درخت کے ساتھ دلیانہ کرے گا۔ (یعنی گوشہ نشینوں کو لوگوں کے سلام و پیام سے جو تکلیف پہنچتی ہے اس طرح آرہ سے باردار درخت کو تکلیف نہیں پہنچتی۔)

شعشعہ۔ ہندوستان میں مردہ کے لئے زندہ جل جاتا ہے، مگر امنوس ہے کہ ہمارے ملک کے دوستوں میں دل نہیں جلتا۔ یعنی مطلق محبت نہیں ہے۔

شعشعہ۔ جس شخص کی آنکھیں دریائے وجود میں حیران ہو۔ وہ ایک ٹہرائی ہوئی کشتی معلوم ہوتی ہے۔

شعشعہ۔ اگرچہ دنیا کی دولت ٹھہری ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر ہائے باد کے سایہ زیادہ تیز رو ہے۔

شعشعہ۔ تو ہمال کی طرح اپنے کو پورا گھٹالے، کیونکہ آفتاب دو ہفتہ میں پہر چھو کاٹھن بنا دے گا۔

شعشعہ۔ میرے سر کے اطراف آسمان کا چکر لگانا محبت کے رو سے نہیں ہے کیونکہ دانہ کے اطراف چکی پیسنے کے واسطے پہرتی ہے۔

شعشعہ۔ غم نہ رکھئے والوں کی آنکھیں میں دل کا دھوان ابر بہا نظر آتا ہے۔ عاشق کا چرواغ سینہ لالہ زار معلوم ہوتا ہے۔

شعشعہ۔ مردہ دونوں کی ہائیں پر زین تار کا طرہ زندہ دل عارنوں کو شمع خزار کی طرح نظر آتا ہے۔

شعشعہ۔ بلہ خزان عیش و آرام کا ساز و برگ میں نے بے لوائی سے پایا۔ میں شاہی جوڑ ہونڈھتا تھا وہ گدائی سے پایا۔

شعشعہ۔ جب میں نے تعلق کے رشتہ کو دونوں جہان سے قطع کر دیا تو اس وقت اس بیگانہ پروردگار کی دوستی حاصل ہوئی۔

شعشعہ۔ میں نے لوگوں کی قبولیت میں اس قدر بے تمیزی دیکھی ہے کہ دست نوازش کا احسان درست رو سے اُٹھا رہا ہوں۔

شعشعہ۔ بردباری کے لحاظ سے میں کوہ قاف سے مقابلہ کر سکتا ہوں۔ لیکن گران جانی کا بیماری بوجہ نہیں اٹھا سکتا۔

شعشعہ۔ اگر میں نے دنیا کی طرف توجہ کی ہے تو یہ رغبت کے خیال سے نہیں ہے

کیونکہ مکروہ چیز کے دیکھنے سے اور نفرت زیادہ ہوتی ہے۔
 شخص۔ میں دوست کے وصال کی شب میں جدائی کے خوف سے کانپتا ہوں۔
 میں دریا میں کنارہ کے خوف سے کانپتا ہوں۔
 شخص۔ راستی کے سبب تیر پرستے سے بے خوف نہو سکے گا۔ اس لئے میں زما
 کی موافقت سے کانپ رہا ہوں۔
 شخص۔ کیا زمانہ کی سختی سے ہر شخص صبر حاصل کر سکے گا۔ کسوٹی پر کس لئے سے کھرا سونا
 معلوم ہو جائے گا۔
 شخص۔ میرے بیقرار دل کا راز اشکوں سے ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ تاروں سے آسان کی
 گردش کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

روایف تون

شخص (دنیا میں) تسلیم اور رضا کے تحت کے ٹکڑے کو سنبھال لے۔ کیونکہ اس دریا میں
 تیرنا مشکل ہے۔
 شخص۔ جب بچہ کو قبا کے بند کھولنا مشکل ہے تو ہستی کی مضبوط قید سے کٹا ہر اسکیگا۔
 شخص۔ اے صاحب تورو کر آنکھوں کو روشن کر سکے گا۔ تو لوگوں کے سر سے آنکھوں
 کو سیاہ مٹ کر۔
 شخص۔ جو شخص اپنی صدمے قدم باہر رکھتا ہے۔ وہ ایسا کیو تر ہے جو حرم سے باہر آتا
 شخص۔ کہن سال آسمان سے خیر و سخا کی امید مت رکھ۔ جب گھڑا پڑنا ہو گیا تو بخنی
 باہر نہیں آتی۔
 شخص۔ اے صاحب تعجب ہے اس شفق کا ماتہ کاٹا جائے جو اجا بکے دل سے غم کا
 کاٹا باہر نکالتا ہے۔
 شخص۔ خوش اخلاقی سے دلوں کو مسخر کر سکتا ہے۔ اس عہد سے دونوں جہان کو
 مسخر کر سکتا ہے۔
 شخص۔ اگر اقسام کی نعمتیں چھوڑ کر عوں پینے پر قانع ہوگا۔ تو اس نیلگون آسمان کے
 نیچے بہت سے خون کر سکتا ہے۔

شعرا۔ جب تو خاموشی کی ہر سیلانی پیدا کرے تو معافی کے پریشاد کو محض کر سکتا ہے۔
 شعرا۔ بزرگوں کی نازک طبیعت پر گران مت ہو۔ اس دریا میں حجاب کے مضافی
 لنگر کر (شہر)۔

شعرا۔ ریشہ دار کا ہاتھ باگ کی حفاظت (روکھہ تمام) سے عاجز ہے، جب ہو سکتا
 تو شراب خواری سے جلد تو بہ کر۔

شعرا۔ بغیر راول کے آفتاب کا تماشہ ممکن نہیں۔ اے صاحب اس کے چہرہ کا نظارہ
 نقاب میں کر۔

شعرا۔ اگر رزق آدمی پر عاشق نہیں ہے۔ تو زمین سے گندم گریبان چاک کر کے
 کبھوں کھاتا ہے۔

شعرا۔ زندگی کا جان بخش پانی عدالت کے چشم میں ہے۔ تو سکندر کی طح دریا سے عظمت
 میں دوڑ دھوپ مت کر۔

شعرا۔ خاموشی تیرا رزق ہے اور گفتگو دوسروں کا رزق ہے۔ جب تک ہو سکے پہول
 گریبان میں رکھنے کی جگہ سر پر مت مار۔

شعرا۔ تو نے دیکھا کہ عزیز مصر نے اپنے بھائیوں سے کیا کیا خیابان دیکھیں۔ دلجوئی
 کی امید بھائیوں سے نہ رکھنی چاہیے۔

شعرا۔ دوسروں کی شراب سے پہول زرد رو ہو جاتا ہے۔ دوسروں کے گلاب سے
 زیادہ سر میں درد ہوتا ہے۔

شعرا۔ جو شخص دوسروں کے پانی سے اپنا منہ تازہ رکھتا ہے وہ دوسروں کے وضو
 نماز کا احرام باندھتا ہے۔

شعرا۔ وہ احسان سے پہلے خشک جواب کے تر داغ کر دیا۔ میرا چشمہ حجاب دوسروں کے
 لئے سرب ہے۔

شعرا۔ نسیم صبح کی طرح جس جگہ غنچ ہوا اسکے گرد گہر مٹا ہوں۔ دوسروں کے فح یا ہے
 میرا لول دا ہو چاہیے۔

شعرا۔ اگر تمام جانوں کے رشتے باہم پیوست نہیں ہیں۔ تو دوسروں کے پیچ و تاب
 میری عمر کیون کم ہو گئی۔

شعر۔ اے صاحبِ طہا سچے اپنے چہرہ کو مسخ رکھ سکتا ہے تو دوسروں کی شراب سے کیون رنگین رکھنا چاہیے۔

شعر۔ اس جہان کی غیرت گیری کی بندی دار کی کرسی ہے۔ تو یہ جہان کی ناپائدار دولت سے دل مٹ گھا۔

شعر۔ ندامت کے اشکوں کا رشتہ آہ حسرت کا ٹڈ ہے، موٹھا فون کی آنکھوں کی پلکین یہ جہان کی تار دلو ہیں۔

شعر۔ ایک بجلی کی ٹھسی ہے جو سیاہ ابر سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ جہان کی تازہ بہار کوچ کرنے والی خوشی ہے۔

شعر۔ آسمان ناموافقت سے بیکو رشکایت مت کر۔ یہ زخم کو زبان کی تلو سے گہرا کر۔

شعر۔ دشمن کی شکستگی سے خوش حال ہو ندامت پیدا کرتا ہے۔ تو یہ الماس کے ریزہ کو ہرگز سجون میں مت ملا۔

شعر۔ تو سبکیا کی طرح ہمت کا پاؤں آسمان کے سر پر رکھ، تو افلاطون مینا خیم میں اپنا حصار مت بنا۔

شعر۔ شام جوانی کی طمح صبح پیری پر وہ پوش نہیں ہے۔ اس پہلے تجھ سے جو ہو سکا کیا۔ اب مت کر۔

شعر۔ جیری پلکین خواب گران کے سبب پتھر کے ریشمون کی طرح ہیں۔ پتھر کے نیچے کس قدر رو سکے گا۔

شعر۔ دولت کی بندی غافل رہنے کا مقام نہیں ہے۔ پُر خطر بام کے کنارہ سونا نادانی ہے۔

شعر۔ جب چاند کامل ہوتا ہے تو گھٹنے گھٹا ہے۔ جب تیرا جام لبریز ہو جائے تو اتار سے اندیشہ کر۔

شعر۔ دو پارہ دلوں کے تانے سے خون کی بوا آتی ہے اپنی جان پر رحم کر اور ذوالنفا سے اندیشہ کر۔

شعر۔ ذوالنفا درہ ہتیا ہے جکی دو جبین ہوتی ہیں بیان دل دو پارہ سے مراد ہے۔

شعرا۔ شب زندہ داری سے مجھ کو گون کا تھن لاپتہ ہے۔ تو شب زندہ دار نہ رہے
ضرور اندیشہ کر۔

شعرا۔ یزین و آسمان ایک غبار اور دھوئین سے زیادہ نہیں ہے۔ اسے صائب
و دھوئین سے ڈر اور غبار سے اندیشہ کر۔

شعرا۔ جو شخص دنیا میں سوزاڑی سے زمین پر سر رکھتا ہے، وہ قیامت کے دن نشتہ
کا خط زمین پر نہ پہنچے گا۔

شعرا۔ جو شخص آئینہ کی طرح کٹاؤہ پیشانی رہتا ہے، وہی سکندر کی طرح زمین کا
فرمان روا ہوتا ہے۔

شعرا۔ ہم کھزان نعمت کے سبب منعم کے شکر سے غافل ہیں۔ مرغ ہر دانہ کے واسطے
زمین پر سر رکھتا ہے۔

شعرا۔ زمانہ کی وضعداری سے آنکھ بند کہہ اور خوشی کرے کائنات کے مٹ پروردگار
بند کر اور تنہا رہ۔

شعرا۔ اسے لباس پرست کو کعبہ سے زیادہ شریف نہیں ہے۔ سال میں ایک وقت
جو لباس ملتا ہے اس پر قناعت کر۔

شعرا۔ قضا و قدر نے تجھ کو آنسو کا پانی اور چہرہ کی زمین دی ہے۔ تو اپنے گل کے
توشہ کے واسطے زراعت کر۔

شعرا۔ اگر آفتاب کی طرح تیرے ہاتھ میں روٹی ہو۔ تو خوان فلک کے اطراف ذرہ ذرہ
تقسیم کر۔

شعرا۔ کوچ نقارہ دم بدمیج رہا ہے دل کی ہر طیش پر کوچ کے کام کا فکر کر۔

شعرا۔ عافیت کا لباس خاکساری سے بہتر نہیں ہے۔ یہ ہلکے پھلکے لباس پر جہان
سے قناعت کر۔

شعرا۔ افتادگی کے سبب شبنم آفتاب کو پہنچ گئی۔ دیکھ کہان سے کہان جا سکے گا۔

شعرا۔ توانائی کے سبب فقیروں سے بے پروا مت ہو جا۔ دولت سے عاجزوں کی
دستگیری کر اور المات مت مار۔

شعرا۔ آسمانی حکم کے مقابلہ میں تسلیم و رضا کے سوا علاج نہیں تو ناپیدا کتا رہا زمین

ہاتھ پاؤں مت مار۔

شعرا۔ صبح کی مانند تو اپنا ہاتھ دامن غیب کے سوا اور کسی چیز پر مت مار، تاکہ اچانک تیری گہریاں سے آفتاب نکل آوے۔

شعرا۔ تو گہری بنید سے روشن آنکھ کا بقیہ مت کر۔ بند دروازے سے غیب کے مہمان واپس جاتے ہیں۔

شعرا۔ اے صائب سیہ چشموں کو دیکھ کر اپنی آنکھ میں شرم مت کر۔ شرم کی طرح خون بھرے سے کاسہ سر کو آلودہ مت کر۔

شعرا۔ دنیا کے غم کا علاج طاقت ہے یا ہر ہے۔ ہاتھ کی گرہ ناخن سے وانکر کے گا۔

شعرا لب کہولنے سے فیض کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ اپنا درو سیا سے بھی بیٹھنا چاہئے۔

شعرا۔ دنیا کی خاطر جی پر بہرہ ور نہ کرنے سے دو تہند عنقریب قارون کا ہم پل ہو جائیگا۔

شعرا۔ دل صدا پارہ ہے۔ اس قدر بھی باقی نہ رہا کہ دوست و احباب کو رقتہ کلمہ سکے۔

شعرا۔ منتربڑھنے سے بداصلوں کا نیک ہونا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ بچوں کی دم کی گرہ

نہ کہول سکے گا۔

شعرا۔ جس عورت سے مروت یاد کرتا ہے وہ عورت کیا چیز ہے۔ دنیا کا فکھہ کرنا مہاجری

کا گواہ ہے۔

شعرا۔ اے صائب چہ چہا کے شمع جیسے رات کا رونا، دل اور آنکھ کو آفتاب کے نور

سے منور کرتا ہے۔

شعرا۔ جب تیرا قدر بڑا ہے سے نیٹھا ہو گیا۔ تو سختی مت کر یہ راست ہوئے سے

پیلے گہوڑے کے ساتھ چوگالی مت کر۔

شعرا۔ چالاک مرغ صاف صاف دانہ کے ساتھ دام کو بھی دیکھ لیتا ہے، مؤسفات

لوگوں کے حضور میں تسبیح کے دانے مت پہیر۔

شعرا۔ شور چشموں سے سہل فردوس کو محفوظ رکھ، حاجت میں پریشانی کو ظاہر مت کر۔

شعرا۔ غافلوں سے حق بات کہنا بیکار ہے اے مٹکا شور زمین میں بچ کرنا چھوڑ دے۔

شعرا۔ عقلی تدبیر سے قضا کے ساتھ پنجہ بکر کے گا۔ اس دریا میں ہاتھ بائیں بکترنا جائے

شعرا۔ امنوس کیا نگین دل آتش کے زور سے دبا ہو سکتا ہے۔ ہشت کی گرہ سرتیل کر دات

دکھول سکے گا۔

شعرا۔ تدویر کیا لیکن سجدہ اخلاص دکیا۔ ہوا و ہوس کے خیال میں بام کمبہ پر تیری عمر چلی گئی
شعرا۔ جب تو جانتا ہے کہ تیرے ہاتھ اور پاؤں گہر کے گواہ ہیں۔ پہر ہاتھ اور پاؤں سے
غافل ہونا نہایت کم فہمی ہے۔

شعرا۔ اگر تو ناخوابیز خواہشوں سے خشن رہ اور نادم نہیں ہے، پھر دعا کرتے وقت اپنے منہ
کے سامنے کیوں ہاتھ رکھتا ہے۔

شعرا۔ اگر تو فرش خواب بوسے سے بنا سکے گا۔ تو بیٹھی نیند کے سببے پیرالباس خواب
فکر کا گون جو جائے گا۔

شعرا۔ اے صاحب مکاروں کی بیہودہ کلامی سے راستہ سے دور مت ہو کیونکہ ہر سبب وہ
مکروہی سے عصا بننا بیوقوفی کی بات ہے۔

شعرا۔ اے نغمین دل کب تک خاطر و مآثر کے لئے روتے رہنا۔ قطرہ قطرہ رونا دریا
کے لئے حیب ہے۔

شعرا۔ دیدہ سفید سے صبح امید ظاہر ہوتی ہے۔ گریہ و زاری کی آستین میں یرسینا
ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں ایک سفید اور روشن ہیکھا تھا۔ تاریک مقام
اسکی روشنی سے روشن ہو جاتا۔ یہ حضرت کا ایک معجزہ تھا

شعرا۔ نظر شمع کی پائنداری پر دنیا کے غم و اہم میں ایکسان روتے رہنا گواہ ہے۔

شعرا۔ اگر تیرے دریا جیسے دل میں طراوت نہ ہے تو بیجا ہنسی کے سوا فخر رونا چاہیے۔

شعرا۔ دنیا کا مطلب فوت ہونے پر کب تک رونا رہے گا۔ وقت کے فوت ہونے
پر بھی ایک دوا آشوبکا۔

شعرا۔ اے صاحب درویشی سے ایک رات جو گذر گئی۔ اسکی ندامت سے ہم ہر روز
سینکڑوں پیروں تر کرتے ہیں۔

شعرا۔ دولت مندوں کی قربت سے بیخ و تاب کے سوا مفلسوں کو کچھ نصیب نہیں۔
سویوں کی لڑی سے گہس جانے کے سوا رشتہ کو کچھ نصیب نہیں ہے۔

شعرا۔ جو کم سمجھ لوگ اپنا نین گہا کے بیان کرتے ہیں۔ وہ زیادتی کے خیال سے
اپنی عمر کو کم کرتے ہیں۔

شعرا۔ سفر کے سرخام سے غافل نہونا چاہیے۔ عمر کی پسندیدہ چیز جلد نہ جانی چاہیے۔
 شعرا۔ اوس پُرغون دریا میں صاحبِ دل بن کر کشتی کے ہے۔ کسی صاحبِ دل کی شکست
 کے مدد پر نہونا چاہیے۔

شعرا۔ ساتھیوں سے ہڑھلنے میں سفر میں فائدہ ہے تو ہرگز ہتھیال ساتھی کے ساتھ
 ضرورت کر۔

شعرا۔ میں اپنے لائق کسی ہمارو کو نہیں پاتا۔ میں بیدِ محبوب کی طرح اپنے پانوں پر
 سر رکھتا ہوں۔

شعرا۔ جو شخص خاطر جمعی کے باوجود سفر کا اظہار کرتا ہے۔ اپنے لئے پریشانی کا فال
 ظاہر کرتا ہے۔

شعرا۔ ہم نے توشہ کی بجائے ہر چیز سے دل اٹھالیا۔ آخرت کا راستہ اس سے زیادہ
 سنگین بوج کی طاقت نہیں رکھتا۔

شعرا۔ ابتداء سے اپنے کام کی انتہا میں غور کر۔ تو خاک ہونے سے پہلے پاؤں کے
 نیچے دیکھ۔

شعرا۔ صدف کی طرح خاموشی کے دانت جگر میں اتار دے۔ پہر اپنے دامن کو گور
 شہوار سے بہرے۔

شعرا۔ سخت روئی سے کلام کو دل نشین نہ کر سکے گا۔ ہوا ہو کر انگینہ کی طرح نام کی تلاش
 کرنی چاہیے۔

شعرا۔ چونٹی جیسا گرے ہوئے کو زمین سے اٹھانا میرے مذہب میں رد ہے زمین
 کی عبادت سے بہتر ہے۔

شعرا۔ ہر ناپاک صورت گنجِ آبی کی راز دار نہیں ہے۔ دو متمندوں سے فقیروں کو چھپانا
 فقیروں کے لئے شرط ہے۔

شعرا۔ زاولا و آدم کو ایک باپ سے نہیں سمجھتا۔ اس لئے ہمیشہ نسب کے لحاظ سے
 دو بہنوں پر فخر کرتا ہے۔

شعرا۔ آسمان کی ناسازگاری شکایت کی ہوا سے ہے۔ خاموش بیٹہ اور پردہ اٹلاک
 کے ساتھ موانعت کر۔

شعشہ۔ آب حیات بیکار دولت ہے۔ یہ دور وزہ دولت جو نام نیک ہے ہمیشہ اختیار
شعشہ۔ کجگو سون کا مال فضول خرچ کرنے والوں کی نصیب ہوتا ہے۔ آخر کار پھول
کے ٹکڑے مباح کے چرخ میں آ جا جائیگے۔

شعشہ۔ جب کبھی درویشوں کی طرح گھاس پھوس کے ساتھ موافقت کر کے گا تو زمین
کلاہ والوں سے موافقت کرنی خام خیالی ہے۔

شعشہ۔ جیب چھٹی کی طرح صرف بانی سے موافقت کر سکتا ہے تو لقمہ کے واسطے کانٹے
کی طرح گردن تیر ہی مت کر۔

شعشہ۔ نام کی تلاش میں سادہ لوح عقیق کی طرح رو سیاہی کی خرم کے سبب خون آلود
دل کے ساتھ موافقت نہ کر سکے گا۔

شعشہ۔ اگر آفرینش کے دریائے تجھ کو روپیہ پیسے کی لالچ ہے۔ پھٹی کی طرح ہزاروں
خار کے ساتھ موافقت کرنی چاہیے۔

شعشہ۔ جو شخص اپنا پس انداز فقیروں میں صرف نہیں کرتا۔ وہ قارون کی طرح سبکداس
ایک جگہ زمین پر رکھتا ہے۔

شعشہ۔ جہاں موتی زیادہ ہیں وہاں لالچی ہی زیادہ ہیں۔ بے آپ چھٹی کی طرح زمین پر تڑپتا
شعشہ۔ بے غافل ہرگز اپنی صدمہ قدم باہر مت رکھ۔ جو عسکار حرم سے باہر آتا ہے اپنا
خون آپ بہا رہا ہے۔

شعشہ۔ لوگوں کی صحبت کا جال دل کے لقمہ کے سوا داند نہیں رکھتا۔ جب تک ممکن ہو عزت
کے گوشے قدم باہر مت رکھ۔

شعشہ۔ توجس شخص کی طرف رہے اسکی عاجزانہ آہ سے غافل مت ہو۔ جس طرف سے یہ
نشان باہر آتا ہے اسی کی فتح ہوتی ہے۔

شعشہ۔ جو شخص خرمندگی کی آبرو کو سفار مل جاتا ہے پھر اس کا قصور زبان پر لانا مردت
سے بعید ہے۔

شعشہ۔ جو شخص اوج عزت کی تلاش میں دل جلاتا ہے وہ سورج کی طرح اپنے زوال میں
کوشش کرتا ہے۔

شعشہ۔ جب سے میں نے خاکساری کو اپنا حصار بنایا ہے تو میری جنگ سے دشمن کی آنکھوں

خاک نصیب ہوئی۔

شعرا۔ میں خریداروں کا اضافہ دیکھ کر ان ہابیوں سے راضی ہو گیا۔ جنہوں نے مجھے کم قیمت بنانے کی نسبت میرے واسطے کنواں مناسب سمجھا۔
شعرا۔ تو کھانہ کی طرح اپنی شکست سے غافل مت ہو۔ کیونکہ خود شکنی نہ ملے گی۔
لئے (نیت ہے۔

شعرا۔ جیشہ بداصل کی مراد کے موافق آسمان گردش نہیں کرتا۔ پتھر کو پھینا سے
(میں پر جلد گر تا ہے۔

شعرا۔ جب مردانہ سکھ نہیں رکھتا تو معذرت سے کام مت لے، بادشاہوں کے نام سے سکھ لگانے میں بہت فتنے پیدا ہوتے ہیں۔

شعرا۔ اس جہان میں روزی کے ٹکڑے دل کو تنگین مت کر، گہرے واسطے
حضرت آدم کی طرح جنت کی طرف پیٹھ مت کر۔

شعرا۔ اپنی خیر خیرات کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھ۔ عالم کی طرح سخاوت میں
خود کو مشہور مت کر۔

شعرا۔ اگر تو لوگوں سے اپنا حال پوشیدہ کرنا چاہتا ہے۔ تو اپنے راز کو راز دار
کے پیر میں کی چھکاری مت بنا۔

شعرا۔ یہ پہلے والے درخت کی جگہ عالم بالا ہے۔ تو عاریتی زمین میں اپنی جڑوں کو
حکم مت کر۔

شعرا۔ میری آنکھ کمینوں کے پاس التجا نہ لیجائے گی۔ چنانچہ کہا من کی جتنی سے میری
ہمت بے پرواہ ہے۔

شعرا۔ جب تو با خدا ہو سکتا ہے تو دونوں جہان کے تعلقات سے جدا ہو جا۔ کیونکہ
لوگوں سے مل جل کر رہنا درد سہید کرتا ہے۔

شعرا۔ تو زندگی میں مردوں کی طرح نیستی کا جام پی لے۔ کیونکہ بلا میں مبتلا ہونے کے
ڈر سے بلا میں مبتلا ہونا بہتر ہے۔

شعرا۔ دھاک تیغ ماتھے پر مل ڈالنے سے نہیں رکتی۔ حکم الہی سے دلگیر ہونا لاچار
شعرا۔ اگر تو جانتا کہ برہم ظاہر کرے میں کیا فائدہ ہیں۔ تو دلی تمناؤں کو کتنے کی

طرح مسجد سے دور رکھتا۔

شعرا۔ اگرچہ ان کا ہاتھ آستین سے زیادہ کوتاہ ہو۔ مگر درویشوں کے چوگان کے خم میں آسمان کا گینہ ہوتا ہے۔

شعرا۔ کمینہ کا آئینہ نفس کو کمینہ بناتا ہے۔ میرا کہہ باگہاس سے پہلو تھی کرتا ہے۔

شعرا۔ گریہ و زاری نے تیری طبیعت سے معصیت کی گرد و گردی۔ ایک روز آہ آئین سے شب کو منور کر۔

شعرا۔ تیرے دستوں کے جرم سے قتل کے ساتھ چشم پوشی کرنا۔ وہ تمدن کی مینا کی لئے

کھل الجھا رہا ہے۔

شعرا۔ حضرت سلیمان کی طرح ہاتھ میں انگلیوں پر رکھنے کے شکرہ میں ایک چپہ نٹی کے

قصور سے انگلی نہ آلودہ کرنا چاہیے۔

شعرا۔ جب دانت گر گئے تو اپنی زندگی سے طبع کے دانت اکھیڑ دے کیونکر ہرے کے

اٹھا لینے سے بازی ختم ہو جاتی ہے۔

شعرا۔ تو کذب اور خیانت سے اپنے کو کیوں آلودہ کرتا ہے۔ جب سال کے گھنٹے

سے عمر کم یا زیادہ نہیں ہوتی۔

شعرا۔ ناکہوں بیٹوں میں ہے حضرت یوسف جیسا ایک بیٹا ایسا ہو جو باپ کے چراغ

کو روشن کرے۔ بیٹے باپ کی آنکھیں روشن کرے۔

شعرا۔ جب تیرا ہوا میں بلند ہوا تو خاک میں غوطہ لگایا۔ آسمان سرکشوں کو جلد زمین

پر رگڑ دیتا ہے۔

شعرا۔ ہر زشت رو کے سامنے لب مت کہول، معرض طلب کے واسطے اس سے زیادہ

اپنی آبرومت کہو۔

شعرا۔ شکلی کے بعد نیکر شاخ بنات ہوتی ہے، جو شخص شکلی اختیار کرتا ہے دوسرے

کے واسطے نیکر افشان ہوتا ہے۔

شعرا۔ کہن سال ہونے کے بعد نفس کو ہوا زہ کر کے گا۔ خمیدہ کمان سے تیر راست

ہمیں نکل سکتا۔

شعرا۔ اگر نیش کی طرح سنگین دل لوگ جھکوا پا ل کرین تو تو ہر شاگشت سے ٹکر کے

پوری کامنہ کہو لہے۔

شعرا۔ یہ جہان غریبوں سے آہستہ آہستہ خالی ہو گیا۔ آنے والوں سے ایک شخص نے
بھی گئے ہوؤں کا قایم مقام نہوا۔

شعرا۔ اس سے پہلے لوگ گئے ہوؤں پر امنوس کرتے تھے۔ ہمارے زمانہ میں پسماندہ
پر امنوس کرتے ہیں۔

شعرا۔ میں دیکھنے سے زیادہ نہ دیکھنے سے خوش ہوا کیونکہ یہ رسمی ملاقات میں تکلیف
کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

شعرا۔ اگر تو دل میں بردباری کے پانی سے غصہ کو بجھا سکتا ہے۔ تو آسانی کے ساتھ
حضرت ابراہیم کی طرح آگ سے پھول چسے گا۔

شعرا۔ اگر توبے ساز و برگی کے سبب دوستوں کے راستہ میں گل افشانی نہ کرے گا۔ تو
اسی قدر پلکوں سے حق و فخر چنے گا۔

شعرا۔ میرے بے تاب دل میں ہمیشہ آہ کی گرمی ہے۔ میرا گوشہ محراب ہرگز نہ بچراغ
نہیں ہے۔

شعرا۔ میں نے سمجھا تھا کہ عمر کے جلد گزرنے سے میری غفلت کم ہو جائے گی۔ آخر اس
پانی کی آواز سے میری نیند اور گران ہو گئی۔

شعرا۔ اہل حال کے سامنے گفتگو سے لب بندر کہنا چاہیے۔ جب آئینہ کے مقابل ہو
تو دم نہ مارتا چاہیے۔

شعرا۔ ہر گناہ کے لئے عذر اور ہر تقصیر کے واسطے توبہ ہے۔ بجا آنے کے عذر میں
جلد جانے کے سوا اور کچھ نہیں۔

شعرا۔ نفسانی آرزوں میں گرفتار رہنے والے کو حائل مت سمجھ۔ طول ال کے رشتہ دار
عکسوت کو دل مت کہو۔

شعرا۔ ایک کچ بھٹ کمی راست کو لوگوں کو آوارہ کر دیتا ہے۔ فدا تیرون کی عہدہ بر آ
ایک کمان ہو سکتی ہے۔

شعرا۔ جب بالوں سے سیاہی چلی گئی تو ہوشیار ہونا چاہیے۔ جب صبح کی روشنی پہل
جائے تو بیدار ہونا چاہیے۔

شعرا۔ میں نے جو آبرو ان بیکار لوگوں کے لئے صرف کی ہے۔ اسکی حفاظت کے واسطے
چمکی گھاسا تھا۔

شعرا۔ میں نے بچپن میں جو دودھ پیا تھا۔ اسکی سفیدی آسان کے نچڑ سے میرے
بالوں سے ظاہر ہو گئی۔

شعرا۔ بدن کے ساتھ اسقدر موافقت کر کہ دل میں صفائی پیدا ہو جائے۔ جب تیرا
کھانا ان صفات ہو جائے تو غریب کو دودھ کر دے۔

شعرا۔ قسام کی نعمتوں کا دسترخوان چٹنا آسان نہیں ہے۔ اسکے مکافات میں
دانستون کا گانا بجائے پت جھڑی کے ہے۔

شعرا۔ احسان کی تلخی شہد جیسے شیرین جان کی غلاوت لیجاتی ہے۔ آب جاشکے
واسطے آبرودہ کہوتی چاہیے۔

شعرا۔ حضرت یوسف اپنے پر غم وطن میں بہائیوں سے مصائب اٹھا کر آل و جان
غزبت کو پسند کر کے لوٹا کرے۔

شعرا۔ میں نے کہا کہ میرے سفید بال میرے حق میں صبح بیداری ہو جاویں گے۔
رنگ میری بیند کے لئے اور ایک پر ڈھفٹل ہو گئے۔

شعرا۔ میری طاعت خجالت کی آرد سے اسقدر آلودہ ہے کہ میرے محراب میں شمع
کی زبان بھی خاک چاٹ رہی ہے۔

شعرا۔ دولت کا دامن آسانی سے اٹھ نہیں آتا۔ یہ ہما بیضہ نولاد سے نکلتا ہے۔
شعرا۔ مونا بابر پینے والوں کی نرم لاساری سے دھوکا نہ کہا۔ کیونکہ سیٹی کی آواز

شکاری کے گھر سے باہر آرہی ہے۔
شعرا۔ گفتگو سے جان گیر ہو سکے گا۔ لیکن دان گیر مونا ممکن نہیں ہے۔

شعرا۔ بیہودہ کلام سے کب تک خوشدل ہوتا رہے گا۔ اپنے مصحف کے کٹنے
پتنگ بنائے گا۔

شعرا۔ اگر تیرا حصار نولاد سے ہی بنائے گا۔ تب ہی حادثوں کی لہریں جوہر کی
طرح اس میں رخنہ ڈالتی ہیں۔

شعرا۔ اس آسانی توڑ جوڑ کے سبب سے جو میری نقدیر میں ہے۔ میری ہڈی مخر اور

میرا منہ بڑی ہو جائے گا۔

شعرا۔ اگر ہر گریہ کے بعد سنی کی چاشنی ہے تو غم کے ریشے ہمارے دل میں زعفران ہو جائیں گے۔

شعرا۔ اگر میری چٹکاری کسی دل بٹے کو پہنچے تو امید ہے کہ میرا ستارہ روشن ہو جائیگا

شعرا۔ اگرچہ استخارہ کرتے کرتے میری تسبیح بیکار ہو گئی۔ لیکن میرے دل کی عقدہ کشائی نہ ہوئی۔

شعرا۔ میں سکافات کے فکر سے بے پروا ہوں۔ کیونکہ کینہ جو دشمن میرے کینہ کے غبار سے زمین کے نیچے رندہ رہے گا۔

شعرا۔ جو شخص لوگوں کے جانچ پڑتال میں عمر صرف کرے گا۔ وہ بہت جلد بازار سے خالی اترے باہر جائے گا۔

شعرا۔ جو خوش رکھ کا کسکینہ پن سے رنجیدہ ہوتا ہے تو اس زمانہ میں اعتبار کی تمامت کر۔

شعرا۔ تو تجربہ کار لڑکوں سے ضرور مشورہ کر۔ کیونکہ مصائب اٹھائے ہوئے لوگوں کی عقل ایک صیقیل شدہ تلوار ہے۔

شعرا۔ تو نے طول آل کے اہل باگ تو دیدی ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ یہی سانپ آدمیوں کا مغز کھاتا ہے۔

شعرا۔ رمانہ کے اوضاع و اطوار سے چشم پوشی اختیار کر۔ کیونکہ چشم پوشی سے بہتر کوئی عافیت کا لباس نہیں ہے۔

شعرا۔ جو شخص چاند کی طرح بالکل اپنے کو گھٹانے والا ہے، وہ تمام روئے زمین میں انگشت نما ہو جاتا ہے۔

شعرا۔ جو شخص مجھ کو گوشہ خلوت سے باہر نکالتا ہے وہ ایسا ظالم ہے کہ میرے دوست کے آغوش سے مجھ کو جدا کر رہا ہے۔

شعرا۔ بڑا پیسے کی صبح تے میرے دل سے دشمن غفلت کو دور نہ کیا یہ یہ آئینہ دل اکازنگہ کسطح دور ہو گا۔

شعرا۔ جو شخص رشوت کے حرام نطفہ سے حاملہ ہوا۔ (جو شخص رشوت خوار نہیں) اگر

اس پر تلوار بھی پہنچے تو مردانہ بات کہتا ہے۔

شعرا۔ شراب خواروں کا گنہ تو بہ کسے نزدیک ہے۔ ہوشیاروں کے غرور سے خدا محفوظ رکھے۔

شعرا۔ دامن عصمت کو زنا سے آلودہ مت کر۔ بیچارہ صحت سے ضرور پرہیز کر۔

شعرا۔ افسوس کہ کوتاہ بین آدمی۔ دل بٹگیوں کے سبب اس دنیا سے لکڑی کے گھوڑے پر جانا ہے۔

شعرا۔ جو سپاہ رو آدمی خاطر جمعی میں کوشش کرتا ہے۔ ہندو کی طرح وہ اپنے جلال کے لئے لکڑی جمع کرتا ہے۔

شعرا۔ وہ شمع خوشوقت ہے کہ تمام رات آنکھ سے آنسو بہاتے ہوئے جلنے کے واسطے ایک پاؤں پر کھڑی ہے۔

شعرا۔ میں اس بات سے غمگین نہیں ہوں کہ موت مجھ کو زندگی سے جدا کر دے گی میں اس سبب سے غمگین ہوں کہ بندگی کے عمل سے دور کر دیتی ہے۔

شعرا۔ تواضع دو لقمہ دون کا مرتبہ بڑھاتی ہے۔ غلطان ہونے سے موتی کی قیمت کم نہیں ہوتی۔

شعرا۔ جس نے چہرہ آلودہ دامن کو دوزخ سے بھلا۔ کاش کہ مجھ کو شرمندگی سے نکالت۔

شعرا۔ فقیروں کو منع کی لکڑی سے اپنے دروازہ سے ہانکنا۔ گویا دولت بیدار کی شمع کو بجھانا ہے۔

شعرا۔ جیب تک دو لقمہ ہے دوستوں سے گرجو شی کی ملاقات ترک نہ کر۔ کیونکہ ایک شمع سے سینکڑوں شمع روشن کر سکے گا۔

شعرا۔ آخر کی کیمیا سے اس عالم سے اپنی دوروزہ زندگی کو عمر جاوید کر سکیگا۔

شعرا۔ غافل سے وعظ و نصیحت کی باتیں کہی گویا صورت دیوار پر گلاب چھوڑنا

شعرا۔ کیا خیر خیرات کے صرف سے آمدنی کی زیادتی ممکن نہیں۔ مٹی میں کبیر نے سے ایک دانہ سے سوزائے ہوتے ہیں۔

شعرا۔ لالچی ذلیل جو کر لوگوں کے دروازہ پر جانے سے باز نہیں آتا۔ ہانکنے سے

کبھی کی بھینائی دور نہیں ہوتی۔

شعرا۔ نالہ و فریاد کے ساتھ دل بستگی خاکہ نہیں دیتی۔ اپنے کو قافلہ پر گنہی کی طرح نہ باندھنا چاہیے۔

شعرا۔ تو قد خمیدہ کے سبب کمینوں کی درگاہ کا حلقہ مت ہو کیونکہ کمال کے دریا میں رہ کر نشانہ پر توجہ رکھنی چاہیے۔

شعرا۔ اے صائبِ رود و غم کے نزول کے وقت ماتھے پر بل مرت ڈال دینے آرزوہ مرت ہو کیونکہ مہمان کے منہ پر دروازہ بند کرنا سخیوں کے لئے عیب ہے۔

شعرا۔ کوتاہ بین لوگ دنیا کا عریب نہیں دیکھتے۔ اگرچہ نظر کو محفوظ رکھنے والوں کی آنکھ میں بے پردہ ہے۔

شعرا۔ دوعاقبت ہیں آنکھوں سے اپنے کو تو لینے والے میزانِ قیامت کے خیال سے شرمندہ نہیں ہیں۔

شعرا۔ راتوں کو بیدار رہ کر اپنے مین پیچ و تاب کھانے والے شہستانِ لحد میں غرت سے سوتے ہیں۔

شعرا۔ جس شخص نے تعین کی دشا کو سر سے جھانک لیا، وہ مردوں کی صف میں سر ڈانکے ہوؤں سے ہوگا۔

شعرا۔ غیر کے نوز سے ہمال کی طرح بڑھنے والے وہ ابابہ ہفتہ میں گشکر رخصت ہو جاتے ہیں۔

شعرا۔ شعر کی تحسین میں اہل فہم کی خاموشی سے زیادہ کم فہم لوگوں کی تحسینِ دل میں کھٹکتی ہے۔

شعرا۔ اے صائبِ گلستانِ جہان میں سر و جیہ آزاد لوگ اپنی بے غمری سے کمال خوش ہیں۔

شعرا۔ نرم دلوں پر پاؤں پر اٹھنا اگر ان نہیں ہے، سختی دلوں پر جگہ سے اٹھنا مشکل ہے۔

شعرا۔ گرانِ قدر بزرگوں کا جگہ سے اٹھنا۔ نگینہ میں گو ہر نشینی سے زیادہ خوشنما ہے۔
شعرا۔ خیس آدمی کا نفس لایع کے وہ خاک کے برابر ہو جاتا ہے۔ راستہ سے اٹھنا

عہد پر مشعل ہے۔

شعرا۔ جب تک غریزوں سے نیتان کا بار نہ کھینچنا، تو نے کی طرح کسی مرتبہ پر نہ پہنچے گا۔

شعرا۔ جس فقر کو تو آج کسی چیز کے عوض نہیں لیتا۔ اسکو غریزوں نے سلطنت بلج کے عوض میں خریدا ہے۔

شعرا۔ تو ندامت کی آہ سے جوانی میں غافل ہو گیا کیلکہ حلقہ کی گمان سے شیر کا چلانا غیر ممکن ہے۔

شعرا۔ شراب خواری سے عقل صحیح و سالم باہر نہیں آتی۔ جیسا کہ کاغذ کی ٹاوپا پی سے باہر نہیں آتی۔

رولیف واؤ

شعرا۔ بے بلائے ہرگز کسی کے دسترخوان پر ہمان مت ہو تو بے قیمت مولیٰ ہے۔
دانتوں کے نیچے کا پتھر مت ہو۔

شعرا۔ بڑا پاپے کا رشتہ تیرے طلب کا پھر وبال ہو گیا۔ تیری تپ کا فوری سے ایک جو ہی افسردہ ہوا۔

شعرا۔ شاکی فراموش خانہ سے ہر ایک لوح فرار تیرے طلب کے واسطے نکلا ہوا ماتہ ہے۔
شعرا۔ تو سفر کے فکر میں رہو کیونکہ ہر موسمے سفید تیرے طلب کیلئے ایک غیبی قاصد ہے۔

شعرا۔ جب رفیقوں کا ستایا ہو اور وہ نہیں ہے تو عاشق مت ہو۔ جب تو دینیوی و تنوں سے مقابلہ نہیں کر سکتا تو دنیا مت دھونڈو۔

شعرا۔ مندر بر صیہ قد والوں کے جلوہ سے راستے کو مت چھوڑ۔ دل کی نگاہ داری کر۔
اگر نگاہ کے پیچھے مت جا۔

خلاصہ صحت۔ جس پر نظر پڑے اس کا فریفتہ نہ ہو۔

شعرا۔ اگر دو پارہ دل نہیں رکھتا تو گوشہ نشین ہو جا۔ نگاہ محبت کے بغیر ایک گواہ پرست اتر۔

شعرا۔ حق تلف شدہ لوگوں کی خیریت کی فوج رکھا رہے۔ جب فتح ظاہر ہو تو فوج کے

بیچھے مت جا۔

شعرا۔ ایک خضر طریقت کی نصیحت مجھ کو یاد ہے کہ دلی غہادت کے بغیر کسی راستہ پر

مت چل۔

شعرا۔ جو سنگ لامرت تجھ کو شکست بناوے کعبہ کی طرح اسکا احترام دل سے واجب ہے

شعرا۔ یہ جہالت جسکا نام عمر دراز ہے وہ گئے گزروے غریبوں کے دروازوں کا دفتر ہے

شعرا۔ سختی کا منہ (اصل) عامہ باہر ہونے والوں سے نہ طلب کر۔ جس چیز کو سرزمین

نہ پا کے گا وہ عامہ سے مت دہونڈو۔

شعرا۔ یہاں فضول ہونے کے سبب سے میزبان پر گران ہو جاتا ہے۔ یہ اخلاق

دروازہ کے باہر چھوڑ دے یہ صاحب خانہ ہو جا۔

شعرا۔ افہون ترک کرنے کا علاج گھٹانے سے بہتر نہیں ہے۔ مہینوی دوسلوں

سے آہستہ آہستہ بیگانہ ہو۔

شعرا۔ کہن سال میں مرگ معاجات سے غافل مت ہو۔ جب تپے پیلے پڑ گئے تو

باوخر ان سے غافل مت ہو۔

شعرا۔ ایک چراغ سے کئی چراغ روشن کر سکے گا۔ جب دولت مند ہو جائے تو

دوسلوں سے غافل مت ہو۔

شعرا۔ جب احسان ہے آدا دو گون کو قید کر کے گا تو کج نوسی سے دنیا کے درہم

دو پیار کا بندہ مت ہو جا۔

شعرا۔ ناموافق جہان جو بچنے تجھ سے لیتا ہے۔ عبرت کے سوا جو کچھ تو لیوے

تجھ سے واپس لیتا ہے۔

شعرا۔ کج نوس دولت مند کا انجام شہد کی کہی کے انجام کے مشابہ ہے۔ غمید ہے چہرے

سیکڑوں سوراخوں سے اسکے لئے ایک ڈنک باقی رہ جاتی ہے۔

شعرا۔ راستی کو اختیار کر کیونکہ شمع کی مجلس افروزی اور سرور کی آرائی ہمیشہ بہتر رہتی ہے

رد لطف باء ہوز

شعرا۔ اے خدا میرے پیادہ کو عرفان سے لبریز کر دے۔ مینا چشم اور غبار درجان اور

بیدار دل عطا کر۔

شعرا۔ میرے حواس کا ہر سہرہ ایک راستہ پر چل رہا ہے + اس پریشان سیر کر نیوالے
کو مجلسِ حدت میں بار دے۔

شعرا۔ شراب کا چل کو بیچ کرنے والا نشہ اعتبار کے قابل نہیں ہے۔ چشم یا رصیبی بنا لے
مستی عطا کر۔

شعرا۔ اس سے زیادہ صائب کے لئے عقل کا قید خانہ نہ پسند کر + ایک صائب کو بجائے
غائب کے جینکل اور بجائے تخت کے پیاز کا دامن عطا کر۔

شعرا۔ جس شخص کا قدر و کئے بوجہ سے چل کر طح ہو گیا ہے اس کے ہمراہ سعادت کا گیند
دوڑتا جاتا ہے۔

شعرا۔ تو نے توجہ ازل سے اپنے آئینہ کے دروازہ کو تیغہ کر دیا ہے پہر اپنے عیب لے رہی
ہنر کی طرف کیونکر مصروف ہو سکے گا۔

شعرا۔ اگر تو نے لب سائل پر دم کی ہر لگائی ہے (دم دیکر سائل کو سوال کرنے سے
باز رکھا ہے) تو (دہی دم) قیامت میں آتش دوزخ کے لئے سپر ہو گا۔

شعرا۔ اگرچہ کہ تو نے لوگوں سے کنارہ اختیار کر لیا ہے۔ مگر یہ گوشہ نشین کا رکبوا سٹل
اختیار کیا ہے۔

شعرا۔ شاخ گل جیسے رنگ و بو پر قائم تو ہوا مگر اتنا دراز کر کے کسی معشوق کو پکڑا ہے۔
شعرا۔ اگر تو نے دل پر کینہ کا غبار بٹھایا ہے۔ تو نادانی سے تو نے اپنا دل خاک

میں دفن کیا ہے۔
شعرا۔ اے صائب اگر تو نے کسی سوار کا رکاب تھاما ہے تو منزل کا دامن تیرے

ہاتھ لگے گا۔
شعرا۔ وہ سلسلہ جنباں اشارہ ہمارے لئے بس ہے۔ مجلس کے جلعہ بچے لوگوں کے

واسطے ایک چنگاری کا فی ہے۔
شعرا۔ جب تک کہ تو خاک کے گہوارہ سے آسمان پر پاؤں نہ رکھے۔ اگرچہ دودھ

جیسے تیرے بال سفید ہوں تب ہی تو شیر خوار ہے۔
شعرا۔ مردوں نے تو اپنی باگ توکل کے ہاتھ میں دیدی ہے مگر تو آستانت اعتقاد

ابھی استخارہ کی گرہ بین ہے۔ (یعنی تو ہر کام ابھی استخارہ دیکھ کر کر رہا ہے)
 شعی۔ اے صاحب دولت کے آفتاب جیسے چہرہ سے شرم کر۔ تو ہر ایک تارہ
 کی روشنی میں راستے سے مست بہتک۔
 شعی۔ دوسرے عصا سے گیند آنکبہ سے باہر نہیں جاتا۔ تو آپ خوب ہو جا۔
 خوبون کے درپے کیوں پڑا ہے۔
 شعی۔ جو پیرا ہن کے عزیز مصر سے طلب کرتا ہے۔ وہ فرصت کا دامن ہے
 جو ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔
 شعی۔ جس چیز کو تو درہم برہم کر کے رکھے گا وہ تیرے لئے وبال ہے۔ درخت
 کے سوا برہم کر کے رکھا ہے۔
 شعی۔ اگر سیلان وقت ہی ہو گیا تو آخر چیمپینیون کا خوراک ہو گا۔ اگرچہ رستم
 دستان ہی ہو گیا ہے تو آخر زال ہو جائے گا۔
 شعی۔ آیا ہے فلک تو تیرے واسطے سرگردان ہے۔ تو روزی کے فکر میں
 میون پریشان ہو گیا ہے۔
 شعی۔ اے صاحب خدا کے رحم و کرم و عفو کے سامنے وہ گناہ کہہ ہے جسے کئے سے
 تو پریشان ہو گیا ہے۔
 شعی۔ تو پیشانی سے غافل مت ہو کیونکہ باز پرس کے دن ہر ایک اتہہ جوائیں
 سے بند رکھا ہے تیرے لئے برگ عیش ہے۔
 شعی۔ ہاری جامعیت میں کسی کو گہرا غم نہیں ہے۔ ایک روان کی طرح ہلا کا غم
 روانہ ہے۔
 شعی۔ ناموافق دوستوں سے جلد دل کو پھیر لے۔ اور زمانہ کے اوضاع و اطوار
 کی ناسازی سے خوش رہ۔
 شعی۔ اے صاحب جنگ گریبان میں سر نہ ڈالے گا تو ہرگز درمیان سے گئے
 سعادت نہ لیجائے گا۔
 شعی۔ اے غفلت تو عمارت کے کاموں کے سبب ل سے غافل ہو گیا ہے۔ مگر تو
 اس سنگ خاموش کیسے حلقے سے غافل ہو گیا ہے۔

شعرا۔ تو یہ دونوں عالم کے بیچ میں ایک کہنہ دیوار کی طرح ہے۔ جو حیرت بآں پہلو
اسی طرف گئے گا۔

شعرا۔ اگر تو آتش جیسے زبان کے سبب شمع محفل ہو گیا ہے تو یہ نادیدہ لوگ جھکو
چشم شور کے حوالہ کریں گے۔

شعرا۔ تو یہ کرنے سے نفس کی سرکشی اور زیادہ ہوتی ہے۔ گردن میں زنجیر ڈالنے سے
کتنے کی پٹا اور زیادہ ہوتی ہے۔

شعرا۔ سطرشاری سے خدا کا راستہ نہیں مل سکتا۔ بچھل میں راستہ سے بڑھ کر راہ نکلی
زیادہ ضرورت ہے۔

شعرا۔ جس شخص کو پیدل حج میسر نہ ہو اسکے لئے یہی بہتر ہے کہ لوٹ جائے اور دل
در ویش کا طواف کرے۔

شعرا۔ جو شخص زندگی میں قصداً اپنے کو مردہ (جیسا عکس نفس) بناتا ہے اسکو
موت سے تندرک کر کا مڑہ ملتا ہے۔

شعرا۔ اگر تو حسن خدمت پامال ہونا نہیں چاہتا۔ تو مہمان کے جلتے وقت پاؤں کے
سامنے اپنی جوتی مت رکھ۔

شعرا۔ اگر عام لوگوں کا بدن کہانے سے موٹا ہے۔ تو سخی کا بدن کہلانے سے
موٹا ہوتا ہے۔

شعرا۔ جو شخص رماں میں دو ہفتہ میں موٹا ہوتا ہے تو اسکو چشم شور سے بدر کیا
طرح لاغر بنا دیتے ہیں۔

شعرا۔ گزراؤ کا انقلاب نہ ہوتا تو کون فقر و فاقہ سے غافل ہوتا۔
شعرا۔ پیران غافل کی غفلت کے لئے کسی سبب کی ضرورت نہیں۔ صبح کے وقت

کی نیند فنانہ گوئی کے احسان سے فاسخ ہے۔
شعرا۔ جلد سیر ہونے پر پاؤں کا گواہ قائم ہو جائے گا۔ یہاں جاتے وقت تو

پاؤں کے نیچے جوتی مت رکھ۔
شعرا۔ نازک خیالوں کے وقت صحبت کا لحاظ رکھ۔ ارباب معنی کے خلوت میں
بے طلب مست جا۔

شعرا۔ اہل حق کی مزار سے دولت آخرت کے سوا مت چاہ دنیا ترک کئے ہوئے
توں سے ہرگز دنیا مت چاہ۔

شعرا۔ جو شخص لباس کا پابند ہو وہ صورت و سیاق کی طرح ہے۔ اگر تو ہونمند ہو صورت
کیا سے سمجھ کی باتیں مت چاہ۔

شعرا۔ اے شیخ تیری آتش سن کا ایک شعلہ طور ہے۔ تمام تیری رلف کے بچپن
سے زنجیر خانہ ہے۔

شعرا۔ مرادوں کے سیکڑ دن نقش کا آئینہ سادہ لوحی ہے + تو نے تو سیکڑ دن نقش سے
مین کی طرح ایک نام کے ساتھ سواقت کی ہے۔

خلاصہ۔ آرزو دن کی کثرت سادہ لوحی کی علامت ہے۔ چاہیے کہ سب تمنائیں چھوڑ کر
بنہ کی طرح ایک آرزو کے نام پر قناعت کرے۔

شعرا۔ جب ظلم سے تازہ کلام مکتلم ہے تو بنقادر ہوتا ہے۔ اس یوسف کی طرح جس کو
سوئیں کے کنارہ پر بیجا۔

خلاصہ۔ کنوئیں سے بھرنے کے بعد حضرت یوسف کے کالات ظاہر ہوتے تو نہ بکیتے۔
یہ طرح ظلم سے بھرنے کے بعد کلام کی تنگ کوئی ثابت ہوتی ہے اس وقت اس کی قدر ہوتی ہے۔

شعرا۔ تیرا منہ کیوں سیاہ نہ ہو کیونکہ تو نے نگینہ کی طرح صرف نام کے واسطے اپنی ذات
دھوا رہا ہے۔

شعرا۔ تراپنی باگ سنج خراب کے ماتہ مین مت دے۔ کیونکہ تو سوار ہے اور یہ گھوڑا
مکش ہے۔

خلاصہ۔ تو شراب پی کر بے قابو مت ہو جا کیونکہ یہ سنج رنگ کا سرکش گھوڑا ہے جو
مین پر نہ چکے۔

شعرا۔ جب آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے تو دعا کے واسطے تیار ہو جا۔ کیونکہ غم کا غم
ہر کا نقش جلا رہتا ہے۔

خلاصہ۔ گریہ و زاری قلبی صداقت کے اثر کو ثابت کرتی ہے۔

شعرا۔ اگر راہ رو آفتاب کی طرح آسمان کے اطراف چکر لگا رہے تو اس وقت تک
جہان دیدہ نہوگا کہ جب تک اپنے اطراف چکر نہ لگا دے۔

خلاصہ۔ اپنی حقیقت سے ناواقف رہ کر چنانچہ گروہی سے تجربہ کار نہیں ہو سکتا۔
 شعرا۔ منزل کی دوری فکر رنگین کی مانع نہیں ہو سکتی۔ حشرات کو خواب دیدہ آدمی
 کے پاؤں کے ساتھ ہندوستان کو جاتی ہے۔

خلاصہ۔ فکر کے رسا ہونے میں کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔
 شعرا۔ جس شخص نے ایک مصرع کے واسطے عمر بھر سر و کی طرح پیچ و تاب کھایا ہے۔ آ
 صاحب آسانی کے ساتھ موزونی طبع کے ساتھ مشہور نہ ہو سکے گا۔

خلاصہ۔ طبع موزون کے ساتھ مشہور ہونے کے لئے بہت مصیبتیں ادا ہٹانی پڑتی ہیں
 شعرا۔ تو خدا کے سوا غیر خدا کے سامنے کمر بستہ ہے پس نوزار بستہ ہے ضرور اس کو
 پارہ پارہ کر۔

خلاصہ۔ خدا کی اطاعت پر غیر کی اطاعت کو ترجیح نہ دینی چاہیئے۔
 شعرا۔ تو نے جو کچھ بالہ کے رکھا ہے اگر اس کو کہولین تو سر خرکان رشک کے سینکڑی
 قافلے جاری کر دے گا۔

خلاصہ۔ اگر قضا و قدر تیرے پہنان کام ظاہر کر دیں تو کثرت سے روتا رہے گا۔
 شعرا۔ اے صاحب اپنی عمر کے اوراق سیاہ کرنے کے سوا اپہر تو نئے گفتگو کے کس طر
 کو بند کیا ہے۔

خلاصہ۔ تو بیکار عرضائع کرنے کے سوا گفتگو سے کیا فائدہ اٹھایا ہے۔
 شعرا۔ زمین حادثوں کا سیلاب گاہ ہے اس ویرانہ میں عمارت کی بنیاد مت ڈال۔
 شعرا۔ اس پر پیچ زمانہ کے تحلف لے دو ستون کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے۔

رولیف یا تختانی

شعرا۔ کارہائے عمارت میں کب تک تو زندگی کو ضائع کرتا ہے۔ بیکار ہو گیا کب تک
 تو مکان کا ساز و سامان کرتا ہے۔

شعرا۔ اگر گہاس کی جگہ زعفران کی کثرت بھی کرے گا۔ آخر کار یہ گہا تم سر ہو جائیگے
 خلاصہ۔ دنیا کے تمام تکلفات آخر کار نیست و نابود ہو جائیگے۔
 شعرا۔ اگر زندگی کی ہر سانس کو بیکار کام میں صرف کرے گا تو کل قیامت میں مذاک

حضور میں فریاد خواہ ہو جاوے گی۔

خلاصہ۔ دنیا میں زندگی کی ہر سائنس کو بیکار کہونا قیامت میں باعث وبال جان ہے۔
 شعر۔ اگر کسی عاجز آدمی کے بچاؤ کے لئے اپنے مات کو سپر نہائے گا تو کل خوشیہ
 قیامت تیرے واسطے چتر ہو جائے گا۔

خلاصہ۔ عاجز آدمی کی دستگیری۔ آفتاب قیامت کی تیزی کو دائمی کر دیتی ہے۔
 شعر۔ جب خاموشی کا جام و لفظ نہ رہے تو ہم ہیں اور خاموشی کا دائمی میٹ ہے۔

خلاصہ۔ خاموشی نہایت ہی عمدہ چیز ہے۔

شعر۔ جب خاموشی کے بام پر چڑھتے گا۔ تو لنگھو کی پستی معلوم ہو جائے گی۔

خلاصہ۔ خاموشی اختیار کر کے سے بھلا لنگھو کر لے نہ لے نہیں نظر ہو۔

شعر۔ اگر برب کرکت ہے تو رازی چوڑے۔ اگر کباب کھانہ ہے تو کباب کھانہ۔

خلاصہ۔ اگر برب کرکت تو ساری دنیا کباب کھانہ ہے۔

شعر۔ اگر بدل کی طرح قطرے کر رہا ہے تو لنگھو جگر وں۔

خلاصہ۔ اگر فائدہ بخش چیز رکھتا ہے تو لوگوں کو اس کے فائدے سے محروم نہ کرے۔

شعر۔ اگر گھر میں بہت سی کتابیں ہوں تو رشتہ میں دودھ میں پانی مٹ جائے۔

خلاصہ۔ اگر چشم مینا موجود ہو تو ناجائز آمیزش سے پرہیز کر۔

شعر۔ اگر قیصرین آرام کی غیر سونا چاہتا ہے تو آدمی رات کو بیدار رہ۔

شعر۔ اگر جلد پہنچنا چاہتا ہے تو سوچ سمجھ کر اپنا قدم رکھ۔

شعر۔ اگر فتح یاب کی خواہش ہے تو لوگوں کے منہ پر صحبت کا دروازہ بند کر۔

خلاصہ۔ اگر غلطی حاصل کرنا چاہتا ہے تو لوگوں سے میل جول کم کر دے۔

شعر۔ اگر بے حساب نعمت رکھتا ہے تو نعمت افشائی کی نگاہ سے بچ کر۔

شعر۔ اگر اپنی گرہ میں خالص مشک ہے تو ناف کی طرح اظہار کی ضرورت نہیں۔

خلاصہ۔ مشک آنست کہ خود ہوید نہ کہ عطار گر وید۔

شعر۔ اگر رشتہ کی طرح بچے و تاب رکھتا ہے تو موتی اپنی آنکھ پر ٹپکے جو جگہ دیکھا۔

شعر۔ اگر آفتاب کی طرف پیشہ رکھتا ہے تو ہر جگہ تپنے سایہ کا پیر و بستہ۔

خلاصہ۔ ہدایت سے منہ پھیرنے والا مصلحت کا پیر و بختا ہے۔

شعرا۔ اے صاحبِ گر جوانی کی آرزو ہے تو پرانی شراب کو چھوڑ دے۔
 خلاصہ۔ اگر جوانی کی خواہش ہے تو تمام خیالات ہی جوان ہونا چاہئے۔
 شعرا۔ اگر صبح کی ہوا مہربان ہوتی تو پہولون کی بو سے میرا نفس رنگِ گلستان ہوتا۔
 شعرا۔ اگر دنیا کی ہر چیز میرے موافق ہوتی تو میرا گھر میرے لئے قید خانہ ہوتا۔
 شعرا۔ اگر حضور اس تنگ و تاریک جگہ ہوتے تو نفس کا گہوڑا بے لگام ہرگز نہ بھاگا۔
 خلاصہ۔ حضور کی توجہ سے رام ہو جاتا ہے۔

شعرا۔ اگر پوشیدہ کوئی کار فرما ہوتا۔ جیسا کہ تو چاہتا چہاں ویسا ہی ہوتا۔
 خلاصہ۔ ہماری حسبِ خواہش چہاں کا انتظام ہو لے سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی پوشیدہ
 نظم اور ہے۔

شعرا۔ جب تک کہ توشا جیسے چاک شدہ دل کو مہیا نہ کرے گا۔ وہ زلفِ چلیپا کے بچے
 سے بچہ نہ کر سکے گا۔ (چلیپا مقربِ صلیب کا ہے بمعنی سولی اور صلیب وہ سولی سے مراد ہے
 چھپرہ دار۔ اے کے اعتقاد کے موافق شہرِ مینی چڑاے گئے تھے اسکی شکل یہ ہے۔ یہاں زلف
 سے وہ زلف مراد ہے جسکے بال بکھرے ہوئے ہوں یا جس زلف کے کئی کئی گوشہ ہوں)۔
 خلاصہ۔ پریشانِ دل جب تک مطمئن نہ ہو وہ زلف پریشان کے مقابل نہیں آسکتا۔
 شعرا۔ عبرت کے قیمتی موتیوں کی لڑی کو جردار کہیں بازی میں ضائع نہ کرنا۔
 خلاصہ۔ عمر کے قیمتی اوقات کو عبرت گیری کے سودا گریل و ناسف میں صرف نہ کرنا۔
 شعرا۔ اگر ساوہ دلی سے بے موقع نہ ہتے گا تو چکورو کی طر شاہین حوادث کا لقمہ نہ ہوگا۔
 (شاہین شکاری پرندوں میں ایک پرندہ کا نام ہے)۔

خلاصہ۔ بے موقع اسی دنیا کے معائب میں مبتلا کرتی ہے۔
 شعرا۔ اگر رہائی کے خیال سے اپنے سینہ کو چاک کر دے گا۔ صبح کا فیض اپنے پاک نفس سے
 حاصل کرے گا۔

خلاصہ۔ اگر راستی اختیار کرنے سے تیرا سینہ دھبی ہو جائے گا تو تو اپنے ہی نفس سے
 فیضان حاصل کرے گا۔

شعرا۔ جس نیشِ خار کو تو اپنے ابلہ کے پانی سے تر و تازہ رکھے گا وہ قیامت میں گل
 بیجار ہو کر خربخشے گا۔

شعرا۔ اگر تو دنیا میں دشمنوں سے صلح و مدار کرے گا۔ تو اس کا نتیجہ قیامت میں جبریاتی
میں مفید ظاہر ہوگا۔

شعرا۔ اگر تو غنچہ کی طرح غم آلودہ دل پر صبر کرے گا تو تیرے دل کا ہر بارہ عیش و نشاط
کا برگ ہو جائے گا۔

خلاصہ۔ غم آلودہ دل کے ساتھ سوا نفقت کرنا حصول عیش و نشاط کا باعث ہے۔

شعرا۔ اگر تو آئینہ کی طرح دامان نظر کو پاک کرے گا تو بے حجاب حسین و جمیل لوگ تیری
درگاہ میں آئیں گے۔

خلاصہ۔ اگر تو اپنی نظر کو پاک و صاف رکھے گا تو خوبانِ جہان کے دیدار سے تو
محروم نہ رہے گا۔ یعنی۔ مناظرِ موزنِ قدرت اور مقاماتِ تقربِ مولائی کی سیرِ مجسمہ نصیب ہوگی۔
شعرا۔ اس روز تجھ کو بار بار درخت کہہ سکیں گے کہ تو جس کی طرف سے پتھر کا دوا اسکے
عوض میں اسکو پھیل دیوے۔

خلاصہ۔ وہی شخص جو اندر دہے کہ بُرائی کرنے والے کے ساتھ پہلانی کرتا ہے۔
شعرا۔ جس زہر کو تو چمک نہیں سکتا دوسرے کو بھی مرنے چکا۔ کیونکہ جہنم کھانات کا
جام دور کرنے سے باز نہیں آتا۔

خلاصہ۔ نیکی بدی دیکھہ سمجھہ کے کر۔ کیونکہ ہر ایک کا عوض ضرور ملتا ہے۔
شعرا۔ اگر تو خستہ دلوں کی ہمدردی نہیں کرتا ہے تو خیر اور نہیں تکلیف اور نقصان

مت پہنچا۔

شعرا۔ اسکے ہاتھ سے غبار دھو سکے گا یا نہیں۔ اس بات کی جو پردہ انہیں۔ پہر سوئی کے
منہ پر سے نیکی کی گڑ کیا دھو سکے گا۔

خلاصہ۔ ایک اونے کام کے انجام دینے کی جب مجسمہ و انہیں۔ تو تو اطلال کام کیا
کر سکے گا۔

شعرا۔ تو اپنی زندگی اور دوسرے کی موت سے کیوں غافل ہے کیونکہ عہد کے
چھڑنے میں ایک دم سے زیادہ تقدیرِ بد تاخیر نہیں ہے۔

خلاصہ۔ موت سے کوئی بھی نہیں چھوٹتا۔ یکے امروز دیگرے فردا۔
شعرا۔ اے صاحبِ جان و دل دلدل کے پیچھے روانہ ہیں۔ تو اس بات سے ہوشیار رہ کہ

اس قافلہ کے پیچھے نہ رہے۔

خلاصہ۔ جب ہوش و حواس و جان و دل سب رخصت ہو رہے ہیں تو ہم کو بھی انکے پیچھے پیچھے جانا چاہیو۔

شعر۔ اگر درویشی ظاہر میں خراب ہے لیکن گنج کے وصال سے درویش ہی کامیاب ہوتا ہے۔
خلاصہ۔ درویشی ظاہر میں خراب معلوم ہوتی ہے، لیکن باطن میں اسکی خوبیاں اچھی ہیں۔
شعر۔ اگرچہ درویشی گلاب کی طرح تلخ معلوم ہوتی ہے لیکن اُس عالم کے درد سے غمگین وہی نجات بخشتی ہے۔

خلاصہ۔ دنیا میں درویشی ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن آخرت کی تسکلیف سے وہی نجات بخشتی ہے۔

شعر۔ اس لئے درویش ہیضہ تازہ رو ہے۔ کہ درویشی کی ہر دریا سے مقتل ہے۔
خلاصہ۔ درویش اس واسطے ہمیشہ تازہ رو رہتا ہے کہ اسکو بھروسہ سے قتل ہے۔
شعر۔ کسی درویشی کے گوشہ نشینوں کا چراغ۔ حوادث کے طوفان سے خاموش نہیں ہوتا۔
شعر۔ ہوشیار رہے کیونکہ فیرون نے ہمارے وہوئے درویشی کا حلقہ آسمان کے گلاب میں ڈال دیا ہے۔

خلاصہ۔ درویشوں کی وہ شان ہے کہ زمین و آسمان انکے تابع فرمان ہیں۔
شعر۔ درویشوں کا سبب اس دریا سے جہین حضرت توح کی کشتی پر خطر رہتی ہے صبح و شام نکل آتا ہے۔

خلاصہ۔ درویشوں کو دنیا کی کوئی چیز نقصان نہیں پہونچا سکتی۔
شعر۔ جو شخص درویشی کی آبرو کی حفاظت کرتا ہے وہ جہان پاؤں رکھتا ہے غصہ میاں سبز ہوتا ہے۔

خلاصہ۔ درویشی کی آبرو کی حفاظت ہر جگہ سرسبز رہنے کا باعث ہے۔
شعر۔ زرین جام سے ایسی شراب کی امید رکھ جس میں درد نہ ہو۔ کیونکہ ایسی شراب تو درویشی کے کدو میں ہوا کرتی ہے۔

خلاصہ۔ دنیا کمالی وجہ موجب بال ہے اور ان سے آزاد درویش خوش حال ہے۔
شعر۔ جب تو فقیروں کی تو دلوں جہاں سے ماہرہ وہو۔ کیونکہ فقیروں کے طریقہ میں درویشی کا

درویشی ہے۔

خلاصہ۔ تارک الدنیا ہونا فقیروں کا وضع ہے۔

شعر۔ تو نادراد نہیں ہے اس لئے اپنے مقصد کو نہیں پہنچتا ہے درندہ رویشی کی لگی
مرادوں کی زمین ہے۔

خلاصہ۔ رویشی کی لگی میں قدم رکھنا بامراد ہونے کی دلیل ہے۔

شعر۔ اے مطرب جس محفل میں رویشی کی نسبت گفتگو ہو وہ ان صاحب کی یہہ نازہ
عسزل پڑہ۔

شعر۔ رویشی کے جہان میں ترش ضروری ہے۔ میرا سر نیاز اور آستان رویشی ہے
خلاصہ۔ رویشی کی خدمت میں حاضر ہو کر سر نیاز آستان رویشی پر رکھنا باعث فخر ہے۔

شعر۔ جو شخص رویشی کے دارالامین میں پہنچا۔ اس نے دوران انقلاب سے پروان
سجائ حاصل کی۔

خلاصہ۔ رویشی کی خدمت میں حاضر ہونا دینی انقلاب سے محفوظ رکھتا ہے۔
شعر۔ بے سامان لوگ موسم خزاں کے پت چٹری سے محفوظ ہیں۔ رویشی کی بہار و خزاں
ایک ہوا سے وابستہ ہے۔

خلاصہ۔ دنیا میں بے سامان لوگ اچھے ہیں کیونکہ ان کی اچھی اور بری حالت خدا
واحد کی طرف سے ہے۔

شعر۔ اگر رویشی کی استخوان ٹوٹ جاتی ہے تو اسکو تسلیم کی سومیائی سے باندھتے ہیں۔
خلاصہ۔ اگر رویشی کی حالت شکستہ ہو جاتی ہے تو خدا کی طرف سے سمجھ کر اسکو تسلیم
کرتے ہیں۔

شعر۔ اگر دانہ کی طرح پکی کے دہن میں گر جائے تو رویشی زبان حرف شکایت سے
آلودہ نہیں کرتا۔

خلاصہ۔ رویشی سخت مصائب کا متحمل ہو کر حرف شکایت زبان پر نہیں لانا۔
شعر۔ رویشی کے قافلہ کو نگہبان کی کیا ضرورت ہے کیونکہ بے سرخامی کا بدرقہ کافی ہے
(بدرقہ قافلہ کے پیشرو کو کہتے ہیں)

خلاصہ۔ رویشیوں کی رویشی بے سرخامی انکے محافظ و بدرقہ ہیں۔

شعور۔ اگرچہ گفتگو سے ہر شخص کا حال معلوم کر سکے گا۔ لیکن خاموشی درویشی کا ترجمان ہے۔
خلاصہ۔ ہر شخص کا چہایا بُرا اس کی تقریر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن فیکری کا کمال خاموشی ہے۔

شعور۔ اگر خاندان درویشی سیاہ ہو تو وہ سیاہی ایسی ہے جہاں آپ حیات موجود ہے۔
خلاصہ۔ درویشوں کی خاندانی سیاہی بھی کمال سے خالی نہیں ہے۔ جیسا غلٹ میں آجیات۔
شعور۔ اگر درویشی پاسبان جہان کا نگہبان ہو تو جہان اس گلہ کی طرح ہے جس کا چروا مانہ ہو۔

خلاصہ۔ اگر درویشوں کی پاسبانی جہان سے اُٹھ جائے تو جہان معرض ہلاکت میں پڑے گا۔
شعور۔ اے صائب درویشی عالی مکان کی ہمت کے نظر کرتے آسمان ایک سنبھرا خوابیدہ ہے۔
خلاصہ۔ درویشوں کی مالی ہمتی کے مقابلہ میں آسمان منکسر الحال ہے۔
شعور۔ درویشی سراسر قدم باہرمت رکھتے ہیں۔ کیونکہ درویشوں کا لوہا گرگج ہے۔
خلاصہ۔ درویشوں کا مقام محزون کمالات ہے۔ اسے چھوڑ کر باہر نہ جانا چاہیے۔
شعور۔ جہان خزانہ ہوا وہاں ایک طلسمی سانپ بنایا جاتا ہے۔ تاکہ غیر کا قبضہ اس پر نہ ہو۔
شعور۔ اگر حادثوں کے سیلاب سے جہان ویران ہو جائے تو ممکن ہے۔ مگر درویشی کی بنیاد غلظت پر نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ۔ دیکھ کہ حادثوں سے اہل دنیا کو نقصان پہنچتا ہے۔ درویش لوگ اس سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ درویشی عصامیان سے نہ کٹے تک تیغ و سنان کی زبان ہمازی ہے۔ نیکے بعد کچھ ہی نہیں۔

شعور۔ دست سوال ایک اکتے نعل کا نمونہ ہے ورنہ درویشی کا پاؤں تو خزانہ کے سر پر ہے۔
خلاصہ۔ اگرچہ بظاہر درویش ہمدست نظر آتے ہیں مگر وہ باطن تمام غزائیں ان کے قبضہ میں ہیں۔

شعور۔ اس جہان میں جس شخص کے کام میں گرہ پڑ جائے۔ اسکی عقہہ کشائی درویشوں کی دعا کے ہاتھ سے ہوگی۔

خلاصہ۔ درویشوں کی دعا سے مالا پختل امور حل ہو جاتے ہیں۔
شعور۔ اگر چہ جنت میں بہت سارے دلچسپ مقامات ہیں۔ مگر مٹاے درویشی کے مقابلہ

نہیں پہنچتے۔

خلاصہ۔ درویشوں کا درجہ جنت کے درجوں سے اعلیٰ دارث ہے۔

شعہ۔ فقر کا ہمارا جس شخص کی طرف توجہ کرتا ہے وہ کامل ہو جاتا ہے۔ در نہ کوئی سر درویشی کی ہوا سے خالی نہیں ہے۔

خلاصہ۔ درویشی کی ہوا سے تو کوئی خالی نہیں ہے مگر فقر کے کمال سے خاص خاص لوگ بہر مند ہیں۔

شعہ۔ ہر کے موافق محضر کا اعتبار ہوتا ہے۔ درویشی قبا کو پینہ سے شرم و حار نہیں ہے۔

خلاصہ۔ جیسا کہ محضر کی شان ہر وقت ہے ویسا ہذا قبائے درویشی کی شان پیوند و صلہ ہے۔

شعہ۔ جو شخص درویشی کا سرمہ آنکھ میں لگا رہے۔ اشک کے قطرہ و ن کی طرح دونوں عالم اس کی نظر سے گر جاتے ہیں۔

خلاصہ۔ جو شخص درویشی اختیار کرتا ہے اسکو دونوں عالم کی پروا نہیں۔

شعہ۔ اے صاحب مرکز کی طرح اس حلقہ سے قریب باہر مت کر کہہ۔ کیونکہ آواز درویشی دل میں رہد پیا کرتی ہے۔

خلاصہ۔ درویشی کا حلقہ چھوڑ کر نہ جانا چاہیے۔ کیونکہ درویشی جذبات سے دل پہنچا جاتا ہے

شعہ۔ درویشی کے دارالفرار میں قرار پکڑ۔ کیونکہ درویشی کے شہر میں انقلاب نہیں ہے

خلاصہ۔ درویشوں کا حلقہ۔ ون اور اطمینان کا مقام ہے۔

شعہ۔ فیکری کی گردن۔ رحمت کے نظر کرتے۔ زمین کی طرف نائل ہونے والا بلند آفتاب

ایک پیدل ہے۔

خلاصہ۔ درویشی کی عالمی ہمتی کے مقابلہ میں آفتاب ایک افن وہ پیدل ہے۔

شعہ۔ جس شخص کے چہرہ پر درویشی کا غبار جم جاتا ہے۔ ابر رحمت اپنے شفقت کے دہن

اسکو پاک کرتا ہے۔

خلاصہ۔ درویش مورد رحمت الہی ہوا کرتا ہے۔

شعہ۔ آپ گویا ہر کی طرح ہمیشہ ایک حالت پر رہتی ہے۔ درویشی کی نہر میں جزر و مد نہیں ہے۔

خلاصہ۔ کم و بیشی کے عیب سے درویشی مبرا ہے۔

شعہ۔ درویشی کی کم سال میں وہی شخص آسکتا ہے۔ حکم چنانی پر جواغزی کا کاسہ ہو۔

خلاصہ۔ درویشوں کے حلقہ میں دہی شخص داخل ہو سکتا ہے۔ جس سے آثار درویشی نمایان
 لشع۔ تو جلد ہی مت کر کیونکہ کرم اکہی کے خزانچہ یوں کے سبب قیامت کے روز درویشی
 کب کرنے والا کیسے درجہ پر پہنچے گا۔

لشع۔ درویشی کے بے غبار آئینہ میں نظر کرنے سے غباراً بود چھوڑ دینا جیسی صفائی حاصل کرنا
خلاصہ۔ درویشوں کی صورت دیکھنی رشتہ کدورت ظاہری و باطنی کا باعث ہے۔

لشع۔ دل کی روشنائی دانع کے روزن کے موافق ہے۔ دہی دل اچھا ہے جو درویشی کا
 داعی رہو۔

خلاصہ۔ درویشی کا دانع نور باطن حصول کا ذریعہ ہے۔

لشع۔ جس شخص کے پاؤں میں درویشی کا ٹانچا ہے۔ اسکے دامن کو گل بے غبار
 بہر دین گے۔

خلاصہ۔ جس نے طریق درویش اختیار کر لیا ہے۔ وہ ارادہ کے موافق
 کامیاب رہے گا۔

خلاصہ۔ اسے صاحبِ جب درویشی کی نگار و محنت کامیاب ہے۔ اسکو لوگوں کی غمخواری کی
 کیا حاجت ہے۔

لشع۔ تنہائی زلف کی طرح خدا کی تریب کی قابل ہے۔ وہی کے پہلو میں شکر ہے ایک
 تنہائی پر نظیر نہیں ہے۔

خلاصہ۔ الف کی طرح تنہائی ہی توحید خدا پر دلالت کرتی ہے۔ اور روزی میں شکر کی
 آمیزش ہے۔

لشع۔ تیرے ساتھی ذریعہ سنی تکلیف دیکھ کر تجھ سے منہ پھیرینگے۔ لیکن تنہائی اگر تو اس
 کے منہ ہی جانے تو تیرے ساتھ ہے۔

خلاصہ۔ تنہائی انسان کی ہر حال میں رفیق ہے۔

لشع۔ تنہائی پہلے پردہ کی آج کی وہ خوش نشین ہے کہ سچ خانگی کی طرح کچھ نہ پائی
 کے گرد نہیں پہرتی۔

خلاصہ۔ تنہائی انسان کو اعلیٰ درجہ پر پہنچاتی ہے اور ذلیل تعلقات سے باز رکھتی ہے۔
لشع۔ اگرچہ ایک پر سے پردہ اڑ کر ناغہ کر سکتا ہے لیکن تنہائی عالم بالا پر سرخیز کر سکتا ہے۔

اسے شخص تو یہی مجرد ہو جا۔

شخص۔ مادہ کی طرح صاحبِ ہستی اپنا سرایت اپنے سے دور ڈال دیتا ہے۔ کیونکہ تنہائی اس صحرائے دنیا کی ایک پہاگی ہوتی ہے نہ سمجھ

خلاصہ۔ جو شخص تنہائی اختیار کرتا ہے۔ غزال وحشی کے مادہ کی طرح اپنا ساز و سامان جہان چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔

شخص۔ سینہ وہ باغ ہے کہ خاموشی سے گلزار ہو جاتا ہے۔ دل وہ چراغ ہے کہ خاموشی سے روشن ہو جاتا ہے۔

خلاصہ۔ خاموشی سے انسان کا دل باغ اور روشن چراغ ہو جاتا ہے۔
شخص۔ دنیا میں اکثر فتنہ گفتگو سے پیدا ہوتا ہے اور فتنہ کی چڑ خاموشی سے کٹھن ہے۔
شخص۔ اسے شخص تو گفتگو کے لب ہر لگا بیٹھ (چپ رہو) کیونکہ جہان کی محفلوں میں خاموش رہنے کے سبب شمع بجھانے سے آسودہ ہے۔

خلاصہ۔ چونکہ شمع ہمیشہ خاموش رہتی ہے۔ اس واسطے بجھانے کی سرزنش سے آسودہ (اسی واسطے جو انسان خاموش رہے گا وہ ہلاکت سے محفوظ رہے گا)
شخص۔ جو دل باوجود حادث کے مقابلہ میں شمع کی طرح ہے وہ خاموشی کے سبب دامنِ کارٹرین محفوظ چراغ کی طرح ہو جاتا ہے۔

خلاصہ۔ خاموشی سے انسان دنیاوی حوادث سے محفوظ رہتا ہے۔
شخص۔ اگر رخسہ دہن میں گفتگو سے مٹی پڑتی ہے تو خاموشی سے آدمی قلعہ آہنی ہو جاتا ہے۔

خلاصہ۔ گفتگو سے انسان معرضِ ہلاکت میں پڑتا ہے اور خاموشی کے سبب قلعہ آہنی اسون و صون رہتا ہے۔

شخص۔ ہر خاموشی کے سوا دنیا میں کوئی جامِ جم نہیں ہے۔ خاموشی سے عالم کا رازِ تجہ پر کھل جاتا ہے۔

خلاصہ۔ جامِ جم جلیلہ ایجا دست کا ایک پیالہ ہے جس میں دنیا کا عام حال ظاہر ہو جاتا تھا۔ جس شخص کے منہ پر ہر خاموشی لگی ہے وہ شخص مثلِ جامِ جہان نا حقائق عالم کو ظاہر کرتا ہے۔

شعش۔ اے صائب گوگ گفتگو سے رنجیدہ ہوتے ہیں۔ ہم نے کسی کو نہ دیکھا کہ باوجود خاموش رہنے کے کسی نے اس سے دشمنی کی ہو۔

شعش۔ اے شخص خاموشی کے حصار سے قدم باہر مت رکھ۔ کیونکہ امن کی نیند خاموشی کے شہر میں ہے۔

شعش۔ غنیہ کا منہ خاموش رہنے سے مشکبو ہو گیا۔ وہی لب اچھے ہیں جن پر خاموشی کی ہر لگی ہوئی ہے۔

شعش۔ خاموشی کے کوہ وقار کی لنگرانا بازی کے مقابلے سخن میں اگر چہ شانت اور رنجیدگی ہے لیکن تب بھی بیکار ہے۔

خلاصہ۔ خاموشی میں جو تحمل و بردباری ہے وہ گفتگو میں نہیں ہے۔

شعش۔ دور خاموشی کے آرام بخش سے نفس دل کی سند پر تکیہ زدہ ہے۔

خلاصہ۔ دور خاموشی میں نفس اور دل میں اتفاق ہے۔

شعش۔ جو شخص خاموشی کے دارالقرار میں داخل ہوا اس سرزد و قبول کے بہنویر سے نجات پائی۔

خلاصہ۔ خاموشی انسان کو رد و قبول کا بھی مخالفت سے محفوظ رکھتی ہے۔

شعش۔ ان کے گو د میں سوئے ہوئے بچہ کی طرح۔ زبان خاموشی کے سگود میں سولی ہوئی ہے۔

شعش۔ جس گفتگو سے زبانوں کی تلواریں جو ہر دار ہیں۔ وہ خاموشی کے خوشگوار قدح میں گہاس کی طرح ہے۔

خلاصہ۔ وہ تقریر جس سے زبان کا جو ہر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ خاموشی کے مقابلہ میں ایک بیکار چیز ہے۔

شعش۔ بن سوراخ موتی کی قیمت شور و فریاد کرتی ہے۔ کہ خاموشی کا اعتبار گفتگو سے بڑھ کر ہے۔

خلاصہ۔ چونکہ گہرا سفاقت کی قیمت خاموشی سے بڑھ گئی تو معلوم ہوا کہ خاموشی کا اعتبار گفتگو سے زیادہ ہے۔

شعش۔ کسی نے دیکھا ہے کہ گرہ کشا کی طرف سے گرہ ہوتی ہے۔ میرا دل خاموشی کے

طریق سے کشادہ ہو گیا۔

خلاصہ۔ گفتگو سے دل میں گرہ پڑتی ہے اور خاموشی سے کہکتی ہے۔
 شعرا۔ اے صاحبِ برگِ ریز زبان سے زیادہ خاموشی کی شاخسار مقصود کے میوے
 بارور ہو جاتی ہے۔

خلاصہ۔ انسان جیسا کہ خاموشی سے فائز المرام ہوتا ہے گفتگو سے نہیں ہوتا۔
 شعرا۔ بیخودی کے مقابلہ میں دونوں جہان ایک قدم کے برابر ہیں۔ اے شخص
 ہزاروں مبارک قدم خضرِ بیخودی پر سے قدامت ہیں۔

خلاصہ۔ بیخودی کی دست کو کسی چیز کی دست نہیں پہنچتی اور بیخودی دنیا کی
 ہر چیز سے اجنبی ہے۔

شعرا۔ جس شخص کی آنکھ میدانِ بیخودی کی طرف مائل ہوتی ہے پراسکی نظر میں ملک
 میدانِ دیدہ سوراخ ہوتا ہے۔

خلاصہ۔ جب کوئی شخص میدانِ بیخودی میں قدم رکھتا ہے دنیا کی ہر چیز اسکی نظر میں
 حقیر معلوم ہوتی ہے۔

شعرا۔ تو آبِ دگر کی تنگ۔ گلی میں بہت پہرتا رہا۔ چند روز میدانِ بیخودی میں گشت
 خلاصہ۔ تو نے دنیا کی بہت سیر و تفریح کی۔ ذرا ملک۔ بیخودی میں ہی سیر کر۔
 شعرا۔ اے صاحبِ یہ نظم ملائی کہی ہوئی غزل کا جواب۔ اے شخص دنیا کی سرداری اور
 سردی بیخودی کی خاک پا ہے۔

شعرا۔ جو شخص کے دنیا میں افسوس کے دونوں ہاتھ باہم ملتا ہے وہ دونوں
 اپنے کو بیخ کے وقت توفیق کے بال دیر ہو جاتے ہیں۔

خلاصہ۔ غلط کاری کے وقت افسوس کرنا موت کے وقت راہِ خیر کی طرف ہدایت
 کا باعث ہے۔

شعرا۔ اگر کوئی شخص گوشہ امن میں آرام پانا چاہتا ہے تو آبِ دگر والے جہان میں
 گوشہ دل کے سوا اور گوشہ نہیں ہے۔

خلاصہ۔ انسان کے لئے اسکے دل سے زیادہ کوئی دارِ ملاں نہیں ہے۔
 شعرا۔ کوئی شخص تن پروری کے خیال سے جس قدر دن موٹا کرتا ہے اسکا انجام شمع کی

شرح سوز و گداز ہے۔

خلاصہ۔ دنیا کی فزنی ہی تمام شے کی طرح لاشری ہے۔

شعہ۔ اگر تو نے لوگوں کے دین کو شریعت شریعت نہ بنایا تو کوشش کر کہ بید کی طرح میرے سایہ میں

کوئی آرام پائے۔

شعہ۔ اے صاحب اگر کوئی شخص اپنی ہمت کو مشغول کرے تو پشت آسمان کو خاک آلودہ کر سکیگا

خلاصہ۔ ہمت سے بڑے۔ جہاں آسمان ہو جاتا ہے۔

شعہ۔ تو چشمِ حریف کی طرح کب تک ہر طرف دیکھتا رہے گا۔ تو صاف دل جو جاکو کہ اپنے آئینہ میں

اپنا منہ دیکھے گا۔

خلاصہ۔ صاف دل آدمی پر اسکے اچھے اور بُرے کام ظاہر ہو جاتے ہیں۔

شعہ۔ جبکہ اس حلقہ چشم کو چشمِ مشکو سچے گاس روزیہ تیری بینائی کا جوہر کامل ہو جائیگا۔

خلاصہ۔ جب تک پیڑی آنکھ گویا نہ ہوگی۔ تیری بینائی میں نقصان ہے۔

شعہ۔ جابک دست قضا کے علم چوکان کے مقابلہ میں گنبد ہو جا۔ ورد آسمان کی طرح اپنے

سر کو اسکے قدم پر دیکھے گا۔

شعہ۔ جبکہ تو اپنے پوشیدہ اعمال کو ترازو میں دیکھے گا تو اس روز تیری شرم کی کشتی طوفانِ یمن آئیگی

خلاصہ۔ یعنی قیامت میں جب انسان اپنے اعمال کو رو بر دیکھتے دیکھے گا بہت غرور و غرور ہوگا

شعہ۔ تو اس ویرانہ میں کیوں گنگر انداز ہے۔ تو سیلاب کی راہ میں کیوں سر رہا ہے۔

خلاصہ۔ دنیا میں ٹہرنے کا کیوں ارادہ کرتا ہے۔ دنیا سیلاب گاہ ہے یہاں غفلت کی فتنہ

کیوں سزا ہے۔

شعہ۔ تیرے سفید شدہ بال قیامت کی صبح ہے۔ صبح کے وقت کیوں سو رہا ہے۔

خلاصہ۔ سوئے سفید صبح قیامت کی دلیل ہے۔ پہر خواب غفلت کیوں ہے۔

شعہ۔ تیرے جرم بے حساب اور بے شمار ہیں۔ پہر حساب سے کیوں اندیشہ کرتا ہے۔

خلاصہ۔ اگر جرم حساب میں آسکے تو حساب کے خوف تھا۔ حیب بے حساب ہیں خوف کیا ہے۔

شعہ۔ دنیا میں خدا کے سوا جو کچھ ہے نقشِ مہم ہے۔ پہر لوگوں سے کیوں حجاب کرتا ہے

خلاصہ۔ دنیا میں اگر حقیقی وجود ہے تو خدا کا ہے۔ پہر خدا کے سوا دوسرے سے حجاب

کرتا کہ نہیں کی دلیل ہے۔

شعرا۔ کج تیر کی کج روی کمان دور نہیں کر سکتی۔ پھر آسمان پر کیوں مٹا کر رہا ہے۔
خلاصہ۔ جکی نوات بین جلی کچی ہو۔ اسکو کوئی دور نہیں کر سکتا۔

شعرا۔ جب تک تو زمرہ ہے اسوں میں کوئی ہی صحت کر کے (افسوس کہے) افسوس
لب کاٹنے کے لئے قیس دانت موجود ہیں۔

خلاصہ۔ فضول اور بیکار کام کا سکافات افسوس و زراعت ہے۔

شعرا۔ چنان تیری برا اخلاق سے ایک پُر وحشت قیصر خاد ہے۔ ورنہ اخلاق حسنہ رکھتے
یہ جہان ایک باغ ہے۔

خلاصہ۔ حسن اخلاق کی بدولت لوگوں کے پاس ہر دل عزیز ہو جائے گا۔

شعرا۔ تھکے لوگوں کی طرح پریشانی سے آہ مت اٹھ کیونکہ پریشانی کے سبب دل خراب
آگاہ ہو جاتا ہے۔

خلاصہ۔ پریشانی سے رنجیدہ ہونا چاہیے کیونکہ پریشانی سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔
شعرا۔ آئینہ جیسا دل پاکیزہ رہا ہے اس کے پاس تلاش کر کیونکہ اس کے جگر میں پریشانی کے
سبب آہ نہیں ہے۔

خلاصہ۔ صفائی اور پاکیزہ رہا کے دل میں ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ پریشانی کی بدولت اس کے
دل میں آہ و فغان کی کدورت نہیں آتی۔

شعرا۔ جس نے جنگو راست دکھایا وہی ترشہ دیکھا۔ تہ پریشانی کے سپاہ میں غور و فکر کرنا
شعرا۔ فکر کا یہ کمال کافی ہے کہ فقیر پریشانی کے سبب دشمن کی شہر چوٹی سے محفوظ ہے۔
شعرا۔ دنیا میں انجامت کے واسطے کب تک سامان جمع کرے گا۔ غیر کی دین میں کب تنگ
مضبوط جڑیں گاڑے گا۔

خلاصہ۔ دنیا ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے جب ضرورت یہاں سامان
کا فکر کرنا چاہیے۔

شعرا۔ بڑا پہلے میں دیتا ہے دون کا مطلب نوت ہونے سے اپنے خیدہ فکر کو کب تک
علقہ اترے گا۔

خلاصہ۔ بڑا پہلے جو دے سکے بعد ہی دینوی مطلب کے فوٹے کیون غم دالم میں مبتلا ہے۔
شعرا۔ آب و دانہ کے فکر نے جنگو حضور دل سے پھیرا۔ پھر حضرت آدم کی طرح گنہگار ہو گیا۔

کب تک ترک جنت کرتا رہے گا۔

خلاصہ۔ آب و داد کا فکر حضور دل کے مانع ہوتا ہے۔

شعش۔ اگر تو اپنی سوزن کو رشتہ مریم سے جدا کرے گا تو حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر پرواز کر سکے گا۔

خلاصہ۔ جب دینی تعلقات کو قطع و برید کرے گا تو سکسار ہو کر سیر و طیر کر سکے گا۔

شعش۔ اگر تو اپنے خون گرم کو اپنے داغ کے لئے مرہم بنائے گا۔ تو داغ لالہ کی طرح مرہم کا بوجھ اٹھائے بغیر خشک ہو جائے گا۔

خلاصہ۔ اپنی تخلیف کو آپ دفع کرنا چاہیے۔ دوسرے کے احسان کا بار نہ اٹھانا چاہیے۔
شعش۔ اگر عبادت کے واسطے کمان کی طرح اپنے قدم کو خم کرے گا تو تیری آستان راست کشیوں کا برسہ گاہ ہو جائے گی۔

خلاصہ۔ اگر کمال عاجزی سے خمیدہ ہو کر عبادت کرے گا۔ تو راست پسند لوگ تیری آستان بوسی کریں گے۔

شعش۔ دلی شکار کے سوا جس سے مشک کی بر آتی ہے۔ جہان میں جو شکار کرے گا اس سے خون کی بواؤں گے۔

خلاصہ۔ دنیا کے تمام شکاروں سے دل کا شکار نہایت پسندیدہ ہے۔

شعش۔ تو دلیل اور محبت سے جبکہ لازم بنانا ہے گویا ہاتھ پکارے اپنے واسطے دشمن پیدا کرتا ہے۔

خلاصہ۔ قانون کے رو سے کسی کو لازم بنانا گویا اپنے واسطے دشمن پیدا کرتا ہے۔

شعش۔ اگر تو حاتم کی طرح راستی کے نقش سے دست چپ کے ساتھ صلح کرے گا۔ تو تیرے حرف پر کوئی انگشت نہ رکھے گا۔

خلاصہ۔ اگر تو راست مزاجی سے کچھ فہم کن کے ساتھ صلح کرے گا تو تیرے اس عمل پر کوئی اعتراض نہ کرے گا۔

شعش۔ اے صاحب اگر تو اپنے کاسہ زانو کو جام جم بنا دے گا تو جہان کے تمام اسرار جہ پر ظاہر ہو جائیں گے۔

خلاصہ۔ اگر تو سر جھکا کر غم نہ فکر کرے گا تو جہان کے حالات تجھ کو معلوم ہو جائیں گے۔

شعشہ۔ نقد و قت تبے نال دنیا میں صرف کرنا ہے۔ حبیب خدا کے کام کا ارادہ کرنا ہے تو آج کا کام کل پر ڈالنا ہے۔

خلاصہ۔ دنیا کے کام میں چٹ اور دین کے کام میں سٹ غور طلب امر ہے۔
شعشہ۔ اگر تو دنیا کی آسودگی سے اپنا اتہا خوب دھو لے گا۔ حضرت عیسیٰ کی طرح آفتاب کے ساتھ ایکہ کاسہ میں اتہا ڈالے گا۔

خلاصہ۔ اگر تو دنیا کی آسودگیوں سے پاک و صاف ہو جاتے گا۔ تو حضرت عیسیٰ کی طرح اعلیٰ مرتبہ پر پہنچے گا۔

شعشہ۔ اگر تو ادھی رات کو آہ و فغان میں اپنے کو مصروف رکھے گا تو وہ آہ و فغان خواہ لگاؤ خدا میں تبدیل ہو جائیگی۔

خلاصہ۔ دنیا میں ادھی رات کو آہ و فغان کرنا قبر میں عیش و آرام کا باعث ہے۔
شعشہ۔ صدف کی طرح قطرہ کو جلد اپنے سینے لے لینا آسان ہے۔ لیکن تو اپنے قطرہ کو دیر پا بنانے کی کوشش کر۔

خلاصہ۔ دوسرے سے آپ فائدہ اوٹانے کا خیال تو آسان ہے لیکن دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

شعشہ۔ گلشن دنیا میں فتنہ کی طرح بے سوتل ہنسکر اپنے قصر و جود میں کب تک خفا انداز رہے گا۔
خلاصہ۔ بے سوتل جتنی انسان کو سوز و غم و خطر میں ڈالتی ہے۔

شعشہ۔ اے صاحب اگر تو اپنے رزق کے لئے عالم بالا سے درپورہ گری کرے گا تو وہ رزق کی طرح تجھ کو گنیمت و گوہر بنا دے گی۔

خلاصہ۔ اگر تو رزق کا بہرہ خدا پر کرے گا۔ تو لامال ہو جائے گا۔
شعشہ۔ اگر تو غصہ کے وقت مدبر و آئینہ رکھتا ہے تو غصہ در تیندو سے کی طرح اپنے مایہ سے ڈرتا رہے۔

خلاصہ۔ چونکہ غصہ نہایت بُری چیز ہے۔ غصہ کے وقت انسان اپنے سایہ سے بھاگتا رہتا ہے۔

شعشہ۔ بے تعلق ہو کر عبادت کرنی پسندیدہ ہے۔ استاد گل کے سب سے خیر الہی سے سروکار پروردہ نجات دیا۔

خلاصہ - بے تعلقی کا ہر کام مفید اور باعث امن و امان ہے۔

شعری - ہر شخص تواضع کے موافق سر بلند ہوتا ہے۔ دیکھو قطرہ ناچیز افادگی (عاجزی) کی بے لفت گوہر ہو گیا۔

شعری - زندگی کا نتیجہ عزیزوں کے داغ کے سوا کچھ نہیں۔ میں حیران ہوں کہ خضر زندگی سے کیا لذت اٹھاتا ہے۔

شعری - موافق رفیقوں کے بغیر بالی پینا ہی آسان نہیں ہے۔ افسوس خضر بھی شرمندگی سے ہنر ہو گیا ہے۔

خلاصہ - موافق دوست نہ ملنے پر دنیا کی ہر چیز ناگوار ہے۔

شعری - نازک مزاجوں سے روغن دل میں گرانی پیدا ہوتی ہے۔ آب حیات سے آمینہ نازک ہو جاتا ہے۔

خلاصہ - نازک مزاج سب پر داز لوگوں کے ساتھ موافقت مشکل ہے اس لئے دل میں شکوہ پیدا ہوتا ہے۔

شعری - بید مہنوں نے تمام عمر میں سر کو بلند کیا۔ کیونکہ بے حاصلی کا نتیجہ شرمندگی کے سوانہ ہو گا۔

خلاصہ - انسان وقت ضرورت اندہ رسان رہے۔ اس کے خلاف عمل کرنے کا نتیجہ شرمندگی ہے۔

شعری - تکلف اور تقصیر سے لوگوں کی نظروں میں عزیز نہ ہو سکے گا۔ (دیکھو) گوہر بیٹھ حدوت سے قیمت کو سا نہ لاتا ہے۔

خلاصہ - بناوٹ سے کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ ایک فطرتی چیز ہے۔

شعری - اے صاحب جب بارش ضرورت کے آرازہ سے زیادہ ہو گئی تو کھٹ امبار کو جلا دیتی ہے۔

خلاصہ - ہر چیز جب حد اعتدال سے تجاوز کرتی ہے۔ تو نقصان پہنچاتی ہے۔

شعری - جسم خالی کے مرثیے کیوں رنجیدہ ہوتا ہے۔ اے افلاطون غم کے تو شے سے کیوں غم کھاتا ہے۔

خلاصہ - کتب تو ایچ میں لکھا ہے جب افلاطون بہت بولا تو ایک بہت بڑے

شکے میں بیٹا اور شاگردوں نے استاد کی وصیت کے موافق شکے کا سر مضبوط باندھ کے ایک فارم میں لکھ کر
 شعلہ۔ دنیا سے مرثا دوسرے عالم میں پیدا ہونے کا باعث ہے۔ اس لئے موت سے
 خوف کرنا بے سود بات ہے۔

شعلہ۔ اے شخص خراب ہے اپنے رخساروں کو لاکھوں بنا رہا ہے۔ دلی کی سیاہی سے غافل
 ہے اور خون میں غوطہ لگا رہا ہے۔

شعلہ۔ آسمان کے نیچے بے سامانی سے کیوں غم کہا تلے اویکھا پھرے میں رہنے والا
 مرغ بچرے کے باہر سے روزی کہا تا ہے۔

خلاصہ۔ مفید اور آزاد دونوں کو روزی رسان برابر روزی پہنچنا ہے۔
 شعلہ۔ ینشہ میں ایک دوسرے کے ساتھ گستاو اور بڑاؤ کا اثر ہے تو محقر انبیوں
 کو کہتا ہے۔ انبیوں بھی تنہو کہانی ہے۔

خلاصہ۔ دنیا کی ہر چیز میں ایک اعتبار سے فائدہ تو دوسرے اعتبار سے نقصان ہے۔
 شعلہ۔ اے دور اندیش شخص اگر زاد و آخرت کا فکر کرے گا۔ تو زندگی کا امن چین تنہو
 قبر میں حاصل ہوگا۔

شعلہ۔ اگر لالچ ہاتھ کا حصار آستین سے بناوے گا۔ تو تیرا خالی کیسہ غنیمت کی طرح پرز ہو جائے گا۔
 خلاصہ۔ انسان ترک طمع سے مطمئن اور غنی ہو جائے۔
 شعلہ۔ اگر تو نگینہ کی طرح راستی کے نقش کے ساتھ موافقت کرے گا۔ تو کوئی شخص تیرے
 حرف پر انگشت نہ رکھے گا۔

خلاصہ۔ اگر تو راستی اختیار کرے گا تو کوئی تیری عیب گیری نہ کرے گا۔
 شعلہ۔ اگر تو چراغ چوڑ کر چراغ آفرین کے ساتھ صلح کرے گا تو تیرا تاریک دل روشن
 ہو جائے گا۔

خلاصہ۔ اگر تو سب کو چوڑ کر سب کو اختیار کرے گا تو تیرا دل منور ہو جائے گا۔
 شعلہ۔ حضرت مسیح کی طرح تن کی چار پائی سے نیچے اتر جا۔ تاکہ جھکے فلک چہام کی منہ ملیاے
 خلاصہ۔ جہاں بلند بلکا ہونے سے روحانی قوت کی بدولت اعلیٰ مرتبہ پر ترقی کر سکا۔
 شعلہ۔ اے سانسب اگر تو اپنی زبان کو گندمی بنا دے گا۔ تو جس جگہ جاوے گا وہاں
 تیرے واسطے بکری بکائی روٹی تیار ہے۔

شعری۔ تیغ زبان کا انجم سرکھونے کے سوا نہیں ہے تو تیغ کب تک سرکشی کر گیا۔

خلاصہ۔ چرب زبانی انسان کو مرض پاکت میں ڈالتی ہے۔

شعری۔ اہل درد سے فحالت کے سبب میرا رنگسہ بیسکا پڑ رہا ہے۔ اور یہ فحالت لگتے

زبان سے لماری کر رہی ہے۔

خلاصہ۔ اہل درد کو دیکھ کر میں شرمندہ ہو رہا ہوں اور یہ شرمندگی مجھ کو رسوا کر رہی ہے۔

شعری۔ تو اپنے عقل میں سیاہ زبانوں کو راستہ مت دے کیونکہ سخن سادی میں قلم کو یہ طریق

حاصل ہے۔

خلاصہ۔ یہ طریق لایا اٹھ بیٹے بڑا کمال۔

شعری۔ جو بے جگر آدمی تحمل کی درد سے غصہ پر غالب نہوا سکے مرد نہ سمجھے۔

خلاصہ۔ جو شخص غصہ پر غالب ہے وہی مرد ہے۔

شعری۔ اقام کی نعمتوں سے کب تک دل کو سیاہ کرتا رہے گھگھ۔ کب تک زحکا میں اترے

کو چھپاتا رہے گا۔

خلاصہ۔ اقام کی نعمتوں سے دل ایسا سیاہ ہوتا ہے جیسا کہ زحکا سے آئینہ۔

شعری۔ عاشق کوک رو رو کر خون پیٹے ہیں۔ اور تو ایسا ظالم ہے کہ ہنس ہنس کر خون

پیتا ہے۔

شعری۔ اگر تو عاریقی لباس پہن کر سر رہنہ ہو جائے گا۔ تو تموار کی طرح تیرے ذاتی جوہر

تیرا لباس ہو جائیگے۔

خلاصہ۔ جب عاریقی حجاب اٹھ جاتا ہے تو جوہر ذاتی ظاہر ہوتا ہے۔

شعری۔ بہت افسوس ہے کہ نابینائی کے راستہ میں بے خبر جہان کی مین بٹنے کچھ بھی

خبر نہ پائی۔

خلاصہ۔ افسوس کہ مین نے کو رو کی اس عالم کی کچھ بھی خبر نہ پائی۔

شعری۔ ایسی بہار میں کہ چرنے چگنے کا موسم پیش نظر ہے۔ مین نے شکستہ پری کے

باغٹ اپنے ہی آشیانہ میں بسر کیا۔

خلاصہ۔ مین بہار کے زمانہ میں شکستہ حالی کے سبب اپنے گھر سے باہر نہ نکلا۔

شعری۔ دوسرے کے نور سے تڑپتی بہت کہ کیونکہ وہ نوکی عمر ایک دو ہفتہ میں ختم ہو جائی

خلاصہ۔ غیر کے سہارے سر بلند ہونا افتادگی کی علامت ہے۔
 لشع۔ کٹا وہ چشم ہونے کے سبب ایک چشم زون کے اندر شبنم نے اپنے کو آفتاب
 کے پاس پہنچا دیا۔
 خلاصہ۔ کٹا وہ چشمی اور بیماری کے باعث انسان عروج کرتا جاتا ہے۔
 لشع۔ ایک دم میں سیاہ بادل جہان کو تاریک کر دیتا ہے۔ ایک ترش رو ایک
 جہان کے عیش کو تلخ بنا دیتا ہے۔
 خلاصہ۔ جیسا کہ ابرسیاہ سے جہان تاریک ہو جاتا ہے اسی طرح ترش رو سے تمام
 جہان کا عیش تلخ ہو جاتا ہے۔
 لشع۔ تنہائی کے سبب آواز کہیں سے نہیں نکلتی جس راز سے ایک اور راز
 پیدا ہو جائے تو وہ جلد فاش ہو جاتا ہے۔
 خلاصہ۔ جب تک راز ایک جگہ ہے وہ فاش نہیں ہوتا۔ جب اس کا دوسرا ایک
 اور راز دار ہو گیا تو وہ فاش ہو جاتا ہے۔
 لشع۔ لطف خدا ہم سے دینا ہے دلی کو دریغ رکھنا ہے۔ در ز دنیا کو ہم سے کوئی
 دریغ نہیں رکھ سکتا۔
 خلاصہ۔ مسامتہ الہی اور مشیت الہی ہی پر ہر ایک کی کامیابی اور خیر کامیابی
 منحصر ہے۔
 لشع۔ ہر ایک بال سے راہ اجل کا نشان ظاہر ہو گیا۔ لڑا یا شوح چشم کہ
 سفر کی کچھ پروا نہیں۔
 لشع۔ نماز میں ہزاروں گم شدہ چیزوں کو پالیتا ہے۔ لیکن اسے بے خبر کبھی اپنے
 فکر میں توجہ نہیں کرتا۔
 خلاصہ۔ نماز میں ہزاروں دوسرے خیالات پیدا ہوتے۔ مگر کیا کام کر رہا ہے اس بات کا
 ہتھوڑیاں نہیں پیدا ہوتا۔
 لشع۔ یہ پرشور عالم کا کب تک خیال کرے گا۔ شہد کی بھی کے گھر میں کب تک
 اتارے گا۔
 خلاصہ۔ دنیا کا خیال کرنا ہی آفت میں مبتلا ہونا ہے۔

نقص۔ اسے بے پروا آدمی کب تک تیری عمر خواب میں بسر ہوگی۔ قبر میں کام آئیے
قابل نیند تو محفوظ رکھے۔

خلاصہ۔ دنیا میں سب نیند صرف کر دیگا تو قبر میں بے چین رہے گا۔
نقص۔ اگر تیرے دروازہ پر سائل آوے تو غنیمت سمجھ۔ کیونکہ یہ سائل تیری کل
کی منزل کے واسطے ایک بار بردار ہے۔

نقص۔ جسکی قسمت میں خدا کی روزی نہیں ہے۔ وہ کاسہ گدا کی طرح ہمیشہ گرنے چٹم ہے
نقص۔ اگرچہ جہم کے اس تاریک جہان میں ہے مگر اس بات کی تلاش کر کہ باطن میں
جان سے نایاب رہے۔

نقص۔ اگر تجھ کو شکرستان میں رہنے کا موقع حاصل نہیں ہے۔ توئی کی طرح خوش فہمی
لوگوں کا وقت خوش رکھے۔

خلاصہ۔ اگر نیشکر کی طرح تجھ سے شیریں کامی کی امید نہیں تو شیریں مغالی سے
لوگوں کو خوش رکھے۔

نقص۔ کب تک کمزوری سے کسی عصا کے دوش پر تکیہ کرے گا۔ اور یہ سبیت بنیاد کو
توئی کب تک قائم رکھے گا۔

خلاصہ۔ کمزور کا کمزور پر بہرہ و سکرنا چننا قابل اعتبار نہیں۔
نقص۔ بے نسبتوں کی جھینپ پر کوئی بہرہ و سہ نہیں ہے۔ آب و آتش دھوا کوئی کب تک
پاس و لحاظ کرے گا۔

خلاصہ۔ متضاد چیزوں کا اجتماع قابل غما و نہیں ہے۔
نقص۔ باوجود سو برس کی الفت کے عمر نے بیوفائی کی اور چلی گئی۔ پھر دنیا میں
کوئی کس سے وفاداری کی امید رکھے گا۔

خلاصہ۔ جس سے امید وفا ہتی وہ بے وفائیت ہو تو دوسرے سے کیا امید
کرے۔ بیچارہ لوگوں کے دل کی تعبیر کو ناکل مت چھوڑ اور مضبوط کام کر کیونکہ تو اپنی
دیوانی تعمیر میں ہے۔

خلاصہ۔ عاجزون کے مال کی اصلاح کرنا گویا اپنے حال کی اصلاح کرنا ہے۔
نقص۔ دوسروں کی پردہ پوشی گویا اپنے افعال کی پردہ پوشی ہے۔ دوسروں کے

عیب کو چھپانا گویا اپنے عیب کو چھپانا ہے۔

نقص۔ تو جس کو ٹھوکر مارتا ہے۔ گویا اپنے نصیب کو ٹھوکر مارتا ہے۔ تو جس شخص کا نگہدار ہے گویا اپنا نگہدار ہے۔

نقص۔ تو زمستان کے ایام کا فکر نو بہار میں کرتا ہے۔ تو اس قدر اپنے کام کے انجام سے کیوں غافل ہے۔

نقص۔ غار نون نے مہربانوں کے کنار میں سر پہکھدیا ہے۔ تو بے وقوفی سے ابھی اپنے جیبہ اور دسار کے فکر میں ہے۔

خلاصہ۔ غارت لوگ جدید حال میں ہیں۔ تو ابھی اپنی آرائش میں مصروف ہیں۔ نقص۔ کب تک کوئی جھگل کی خاک چھانتا رہے گا۔ اور کب تک کوئی بگولے کی طرح بھگلنا پتا رہے گا۔

نقص۔ جب کب کچ سے پہلے کوئی تیار ہو جاتا ہے۔ تو مقام قافلہ کا حکم اس کے دل پر بار ہو جاتا ہے۔

خلاصہ۔ جب کوئی چلنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ تو ٹھہرنے کا نام اوسکو پڑا معلوم ہوتا ہے۔

نقص۔ اگر روشنی کے اعتبار سے کوئی یربضا بھی ہو جائے تو سیاہ دلوں کی آنکھ میں وہ صبح کا ذب ہے۔

خلاصہ۔ سیاہ دل لوگ صبح صادق کو بھی صبح کا ذب سمجھتے ہیں۔

نقص۔ خدانے تو تیرے رزق کی برات آسمان پر لکھی ہے مگر تو زمین کے سیاہ کاسہ سے روٹی چاہتا ہے۔

خلاصہ۔ خدا سے تیرا رزق مہیا کر دیا ہے۔ اور ادھر ادھر بجا تلاش میں ہے۔

نقص۔ ثورات دن زمین اور آسمان کی شکایت کرتا ہے۔ تو نے زمین کو کیا دیا اور آسمان کیا چاہتا ہے۔

خلاصہ۔ جودا دوست کا جواز نہیں اسکی نسبت شکایت بیکار ہے۔

نقص۔ سچی تو بہ نجات کا باعث ہے تو شکستہ ناؤ میں دریا پر سے کھینچ جاتا ہے۔

نقص۔ کیوں اسکی زنجیر زلف پر نظر نہیں کرتا؟ کیوں غیر محدود عالم کی طرف غور نہیں کرتا؟

خدا تعالیٰ سببِ توجہِ ارفع کو دیکھے گا تو رانی کی راہ دیکھ رہے گا۔ اور عجب غیر عدلی
 نام کی ارفع سفر گزرتے گا اور راہ کی ضرورت سے واقف ہو جائے گا۔
 نقشہ۔ ارفع اور ارفع کی مقصود کی بہن ہے کیونکہ آہ و فغان سے اپنے شب کو دوران
 نہیں کرتا۔

خدا تعالیٰ آہ و فغان کرے والے کو شبِ دراز ایک عمدہ شکار ہے۔
 نقشہ۔ اس سے زیادہ کوئی نقصان ہے کہ فصلِ بہار میں صدف کی طرح اپنے کنار کو
 غزن گہ نہیں جاتا۔

خدا تعالیٰ۔ فصلِ بہار میں بے برگ و ثور ہنا سخت نقصان کا باعث ہے۔
 نقشہ۔ سخت و احسان کا غبارِ درد سے زیادہ سخت ہے تو دوسروں کے صندل سے
 اپنے سر کے درد کو رفع نہ کرنا۔

خدا تعالیٰ۔ اپنے حاجت کے بار سے دوسرے کے احسان کا بار زیادہ گران ہوتا ہے
 نقشہ۔ ایامِ گل میں کوئی کب تک گوشہ نشین رہے گا۔ ایسے بہار میں کوئی زیر زمین
 نہ نکلا رہے گا۔

نقشہ۔ اسے صاف صاف ویکر پائی آئینہ کا دشمن ہے۔ بہتر تو یہی ہے کہ محبت اور
 اپنے کے خیال سے کوئی کاغذ رہے۔

خدا تعالیٰ۔ نفاق آمیز خیال سے آدمی کا محفوظ رہنا اچھا ہے۔
 نقشہ۔ سرد اور منزل کے فکر اور غم میں کب تک رہے گا۔ عمر کا قافلہ تو گزر رہا ہے
 اور تو غافل ہے۔

خدا تعالیٰ۔ عمر گزر رہی ہے اور تو منزل و مکان کے فکر میں ہے۔
 نقشہ۔ اگر تو راست خیالی سے دل کا ہمسفر رہے گا۔ تو پہلے ہی قوم پر سمجھتی رہے
 نقیال کو آئے گا۔

خدا تعالیٰ۔ دل کی ہمیشی سے تو صاحبِ مرتبہ ہو جائے گا۔
 نقشہ۔ تو دوسرے لوگ ظاہری آرایش میں کوشش کرتے ہیں تو اس بات کی کوشش کر
 کہ ایک اعلیٰ مقام پر رہے۔

نقشہ۔ سب سے زیادہ کوشش کو توڑ ڈال۔ اور اس پر غور دربا میں کب تک سیکڑوں باطل خیالات کا

تختہ مشق بنار ہے گا۔

خلاصہ: تو باطل خیالات کا کلب تک سواد بنا رہے گا۔

شعرا: درما میں بہت عبرتیں ہیں عبرت کی آنکھیں ہی بہت ساری ہوتیں تو اچھا تھا
شعرا: اگر دو ہفتہ تک چاند کی طرح اپنے دل کو نہ کھٹا دیکھا تو ماہ نو کی طرح کسی دل
میں ناخن چبھانے کا۔

خلاصہ: جب آپ اپنے کو کاہش سے محفوظ رکھے گا تو دوسرے کی کاہش کی طرف
متوجہ نہ ہوگا۔

شعرا: اگر لوگوں کی آشنائی سے بچھو کر گزیر نہیں ہے تو جھگڑے سے آجا کر جھگڑے تک
پیوند نہ کیا دے۔

خلاصہ: جب لوگوں کی دوستی منظور ہے تو میل جول پیدا کر اور صحیح و سالم رہ۔

شعرا: اے صاحب کسی کے آزار پر کمر نہ باندھ۔ کیونکہ تیغ مکافات کا زخم مکر پر نہ کھانا۔

شعرا: آفتاب زندگی کا نور ایک بجلی کی چمک ہے۔ اور جاب زندگی کا رمانہ ایک

آنکھ کی گردش ہے۔

شعرا: عورتوں کا نتیجہ پیشانی کے سوا نہیں ہے۔ کتاب زندگی کی ہر سطر ایک فوس

ناک آہ ہے۔

شعرا: اگر عمر جاوید دل کو سیاہ نہیں بناتی تو یہ آب حیات ظلمات میں کیوں نہ شیشہ

شعرا: اوراق حواس کا ہر ایک پتا ہر دم زمین پر گر رہا ہے۔ پہر آفتاب زندگی از روی

نائل کیوں نہ ہو۔

خلاصہ: جب حواس گہٹ رہے ہیں تو عمر بھر گہٹ رہی ہے۔

شعرا: زندگی کے پر انقلاب عالم کے راستہ میں آب و آتش خاک و باد کو باہم متفق

چوڑ دے۔

خلاصہ: ہر انقلاب زندگی کے دہر میں اگر آب و آتش خاک و باد وہیں اتفاق نہ

تو زیادہ انقلاب کونسا نہ ہوگا۔

شعرا: اگر اس عالم میں انشک کی لہر اور آہ کا رنہ ہوتا۔ تو زندگی کی کتاب آیت

رحمت نہ ہوتی۔

خلاصہ: جان میں آہ و زاری رحمت کو کہنچ کر لاتی ہے۔

شعر: اے صاحب میں اس بے خبر و زہ زندگی سے دلگیر ہو گیا۔ پہر اپنا تک حضرت نضر کیسے زندگی کی تاب لاتے رہے۔

شعر: اگر کائنات کی طرح خشکسایت کی زبان رکھتا۔ تو ہمیشہ پہر اور کھکا زمین کی زمین رکھتا
شعر: اگر ہمیشہ شکوہ خشکسایت کرتا رہتا۔ تو اپنی امیدوں میں کامیاب رہتا۔

شعر: اگر مروج آزاری کو اپنا شعار بناتا۔ تو مگس شہد جیسے ہزاروں گہر شہد سے بہر لیتا۔

شعر: اگر مجھے دست راست اور دست چپ میں تمیز نہ ہوتی۔ تو بہت خزانہ دایرہ اور بائیں میں رکھتا۔

خلاصہ: اگر دنیا کے کاموں میں تمیز نہ رکھتا تو بہت روپیہ پیسے جمع کرتا۔

شعر: اگر صدف کی طرح بادل کے مقابل میں اپنا منہ کھولتا۔ تو موتیوں کی بہت ساری لڑیاں کنار میں رکھتا۔

خلاصہ: اگر حاجت مند ہو کر کسی کے سامنے حاجت پیش کرتا۔ تو اپنا کار کو مقصود سے الٹا پاتا۔

شعر: اگر عیش کے دروین مبتلا نہ ہوتا۔ تو اس زمانہ سے بہت دگی خوشی حاصل کرتا۔
خلاصہ: عیش کی دولت انسان مبتلا کے مصائب ہوتا ہے۔

شعر: اگر کہ دل کی نالوں کا بیان ہوتا۔ تو اس دریا سے کنارہ پر پہنچنے کی امید ہوتی
شعر: اے صاحب اگر مجھے اپنے عیب کا پتہ ملتا۔ تو مجھ کو لوگوں کی عیب جوئی

سے کیا سروکار ہوتا۔

خلاصہ: چونکہ انسان اپنے عیب کو نہیں پاتا۔ اسلئے دوسروں کا عیب کرتا ہے۔
شعر: برباد ہو کر جانے سے پہلے خاک ہو جا۔ بندگی کو اپنا پیشہ بنانا کہ آزاد جا سکے۔

خلاصہ: مرنے سے پہلے غمگساری اختیار کر۔ چونکہ تو بہت سے بندگی اختیار کر
تاکہ دنیا سے تمام گناہوں سے پاک ہو کر جاوے۔

شعر: اگر تو نونا و جبین سخت چیز کے رگ و ریشہ میں جوہر نہ کر جائے گا۔ تو موت آسانی سے خیر میں سے بال کی طرح نکال لے گی۔

خلاصہ۔ اگر تو فوادی قلعہ میں چپ رہے گا۔ تو بہت آسانی سے موت و ہلاکت
بھی تجھ کو کال لے گی۔

شعش۔ زمانہ اور موت و دنوں بختہ سے فارغ ہیں۔ اگر تو بغداد سے بھی چلے تو
تیری چال سے کسی کو شک نہ رہے گا۔

خلاصہ۔ تیری موت اور حیات کی جگہ و وقت مقرر ہے۔ پہر تیرے ادھر اور دہر جا
کی کیا پروا ہے۔

شعش۔ دوسروں کے رزق کے واسطے کوشش کرنا بیکار کام ہے۔ تو اولاد کی روزی
کے لئے کب تک ادھر ادھر پہرے گا۔

خلاصہ۔ ہر ایک کے رزق کا ذمہ دار خدا ہے تو دوسروں کے رزق کے لئے کین
کوشش کرتا ہے۔

شعش۔ اگر تو طویل اہل کی پیروی نہ کرے گا تو پشوا ہو گا۔ ہر ایک مروج کی روانی
پر سے گزرتا جا جب ناخدا ہو گا۔

خلاصہ۔ انسان طویل اہل سے ہر ایک کا دست نگر رہتا ہے۔

شعش۔ تو لفظی خواہشوں کے پیچھے پیچھے غفلت سے جا رہا ہے۔ لیکن جس در
اس سفر سے چھوٹ جائے گا۔ تو جال کے پاؤں سے پہاگے گا۔

خلاصہ۔ انسان خواہش کی پیروی غفلت سے کرتا ہے۔ جب ترک خواہش کرے گا
تو اس پیروی سے نفرت کرے گا۔

شعش۔ اس درگاہ میں کسی کی کوشش بیکار نہیں جاتی۔ حکم ماننے کے موافق حکومت
بھی کرے گا۔

خلاصہ۔ خدا کی درگاہ میں کسی کی کوشش بیکار نہیں جاتی۔ جب قدر خدا کا حکم مانے گا
اسی قدر مخلوق پر حکومت کرے گا۔

شعش۔ متکبر اور خود بین مت رہو کیونکہ بلا میں پڑے گا۔ آئینہ میں بہت مت دیکھو
کیونکہ صفائی سے گر جائے گا۔

خلاصہ۔ غرور بلا میں پہنچتا ہے اور زیادہ آئینہ بینی سے کم درت پیدا ہوتی ہے
شعش۔ دنیا اور دنیا کی چیزیں سب بیکار اور لغو ہیں۔ کہہ رکی طرح ان کے پیچھے مت جا

درد گر جائے گا۔

نفس۔ تو برگ خزان کی طرح ہوا و ہوس کے اختیار میں آ گیا ہے۔ آخر تو کہان
اس کو خدا ہی جانتا ہے۔

خلاصہ۔ ہوا و ہوس کی پیروی انسان کو ذلیل بنا دیتی ہے۔

شعر۔ اسے صائب تو آفتاب کی طرح اس وقت عزیز جہان ہو گا جبکہ اسکے پرتو کی
طرح ہر ایک کے دست و پا کے نیچے پڑے گا۔

خلاصہ۔ انسان عاجزی اور فاکساری کی بدولت ہر دلعزیز ہو جاتا ہے۔

شعر۔ جب تک جہان کے تاشہ یہ گوش دل نہ لگائے گا۔ تو جان کے آئینہ پر انوس
کا داغ نہ چھوڑے گا۔

خلاصہ۔ جہان کے تاشہ سے غافل ہونا۔ دلی پرامنوس کا داغ لگانا ہے۔

شعر۔ اس جہل میں نقش قدم سے زیادہ کنوین ہیں۔ تو متوالا ہو کر اس صحرے چل
میں قائم نہ رکھنا۔

خلاصہ۔ دنیا کا کمون مصیبتوں کی جگہ ہے۔ فراسیح سمجھ کر یہاں قدم نہ رکھنا۔

شعر۔ گھر کا دشمن باہر کے دشمن سے بدتر ہے۔ اپنے سفر کا اختیار زبان کے حوالہ نہ کرنا
شعر۔ راہ تو کل کے سفر کا زاد راہ یہ ہے کہ اپنے دل کی ادھوڑی میں ردی کا اندیشہ
دور رکھنا۔

خلاصہ۔ تو کل کا یہ معنی ہے کہ خدا کے سوا کسی پر بہرہ و سہ نہ کرنا۔ اور اپنے دل کو آفت دم
کے اندیشہ سے خالی رکھنا۔

نفس۔ عشاق کی طرح برا سے نام تیری گوشہ نشینی سہل ہے۔ زیادہ اس بات میں کوشش نہ کر
اور نام کو ایسا بنا کہ اسکا چہ نہ ہو۔

شعر۔ ریگ روان کے تاشہ کی طرح تر گندہ رہی ہے۔ تو ہرگز اس ریگ روان پر چڑھا
نہ رکھنا۔

نفس۔ تو ضرور اپنی رگ گردن کو نرم کر۔ تاکہ اپنا سر پر چکی لوک پر نہ رکھے۔

خلاصہ۔ نرمی خوش خلقی اختیار کر تاکہ سختی سے محفوظ رہے۔

شعر۔ ہم تیری عطا کی امید پر ایسے ہنیکہ ہیں۔ ہمارا کام دوسروں کی امید کے حوالہ نہ کرنا۔

شعرا۔ جب تک غذا سے درگزر کر خاک پر تعلق نہ کرے گا۔ سانپ کی طرح خزانہ کے راستہ کا پتہ نہ ملے گا۔

خلاصہ۔ جب تک حکمرانی اختیار نہ کرے گا کہ کیا یہ نہیں ہوگا۔ بہانہ سانپ سے مراد وہ سانپ ہے جو خزانہ پر ایک جادو کا سانپ بنا دیتے ہیں۔ اور وہ سانپ کو خزانہ کا پتہ نہیں ملتا۔ یہ ظاہر معاف خزانہ معلوم ہوتا ہے۔

شعرا۔ جب تک تیرا کشتی طوفان کا ظہا سپہ نہ کرے گی۔ سارہ کی ہم آغوشی کا لطف نہ اڑھائے گی۔

خلاصہ۔ تکلیف سے ہی آرام ملتا ہے۔

شعرا۔ جسم ایک مشت غبار ہے۔ اور روح اس پر سوار ہے اس گرد و مین اگر تنگ کو سوار نہ ملے تو افسوس ہے۔

خلاصہ۔ خاکساران بہانہ و قدرت منکر۔ تو چہ دانی کہ درین گرد و سوار کا باشد۔ شعرا۔ تیرے ارادہ کی کشتی بہت سرعت عنان ہے۔ (بہت دھیمی چلتی ہے) مجھے اس دنیا سے خوف ہے جبکہ نہ ملے۔

شعرا۔ دنیا کی دولت ہمارے بار کا سار ہے۔ سایہ ایک جگہ قائم نہیں رہتا۔

خلاصہ۔ دولت دنیا اگر یہ ظاہر ہوگا کہ سبھی جانتے ہیں کہ دنیا بیکار ہے۔

شعرا۔ اُٹھ اور چکا کر کے۔ کہ کچھ دو تین دو لاکھ ہیں۔ پھر شکار جنگل میں گرد و مین نہ پاوے گا۔

خلاصہ۔ فرصت حاصل ہے اُٹھ اور کچھ کمال حاصل کر۔ در نہ کمال کا نام و نشان ہی نہ پاوے گا۔

شعرا۔ اسے بڑھتے تیری اس بناوٹ کے رونے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کے واسطے یہ دودھ میں پانی ملا رہا ہے۔

خلاصہ۔ مکر و فریب کا رد ناگوار دودھ میں پانی ملتا ہے۔

شعرا۔ جب بال مفید اور نامد اعمال سیاہ ہو رہا ہے۔ پہر تو بیکار کرنے میں اس قدر تاخیر کیوں کرتا ہے۔

خلاصہ۔ بوڑھے ہوئے پر بھی بد اعمالی میں مصروف ہونا اور توبہ نہ کرنا باعث غفلت عقل

شعرا۔ کیا تیری آتش حرص کے لئے موت کا خور کم ہے۔ اے سادہ لوح پر طباشیر کا
مکھڑ کیوں کر رہا ہے۔

خلاصہ۔ حرص کی کمی کے لئے موت کا خیال کافی ہے۔ پہر خارجی علاج میں کیوں مصروف
شعرا۔ جوانی کی رات گزر گئی اور بڑھاپے کی صبح ظاہر ہو گئی۔ تو اس وقت رات کے
بہرے کا ارادہ کرتا ہے۔

خلاصہ۔ کوچ کے وقت منزل کرنے کا ارادہ خیال فاسد ہے۔

شعرا۔ اے خاد خراب ایچہ گھر کی تعمیر کیوں کر رہا ہے جو طبع سیلاب ہونے والا ہے۔

شعرا۔ کیا تو نے گناہ کم کیا ہے کہ قیامت کے روز اپنے قصور کو نقدیر کے حوالے

کرنا چاہتا ہے۔

شعرا۔ نفس ریا و فرح نہیں کہ احسان سے قطع ہو جائے۔ تو غافل مت رہ کیونکہ توبہ کی
پرورش کر رہا ہے۔

خلاصہ۔ نیکوئی بایمان کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیکردان۔

شعرا۔ اے صاحب تیرا مس قلب تیر فیض قبول کرنے والا نہیں۔ تو اپنی عمر بیکار و اکیر کے

خیال میں صرف کر رہا ہے۔

خلاصہ۔ انسان میں جس چیز کی قابلیت نہیں اس میں عرصہ صرف کرنا ایک بیدہ ہو وہ خیال ہے۔

شعرا۔ کسی فقیر کے پاؤں سے جو کتا بھالے گا۔ وہ موت کی تاریکی کے روز شمع قرار

ہو جائے گا۔

خلاصہ۔ کسی درد مند کے ساتھ ہمدردی وقت آخر نجات دہ ہو ا کرتی ہے۔

شعرا۔ اگر ایک بار اپنے نامہ اعمال کو دیکھ لے گا پہر کسی کی سخن چینی نہ کرے گا۔

شعرا۔ اگر ایک دفعہ آدھی رات کو اچھا اوٹھا دے گا۔ تو کمینہ کے در پر راحت مند

ہو کر نہ جائے گا۔

شعرا۔ جیت تک دعوے پر نظر ہے نتیجہ سے معجب ہے۔ جب تک اور آفتار کہتا ہے اپنا

آشتیا ہو گا۔

خلاصہ۔ ظاہری دعوے ترک کرنے سے کام کے نتیجہ کو پہنچے گا۔ جب تک دوسرے

کا عارف ہے اپنا عارف نہو سکے گا۔

شعری۔ تو کبھی آسمان اور کبھی ستاروں سے شکایت رکھتا ہے۔ جب خدا سے جھگڑا کرے تو دریا سے پار نہو سکے گا۔

خلاصہ۔ ایک مشہور مثال ہے۔ دریا میں رہ کر گر چھپے دھولے بے سود ہے۔

شعری۔ ایک بازو اے مرغ کی طرح تو اس لئے کم پرواز ہے۔ کہ ناز و انداز کے ساتھ ایک ہاتھ تو کمر پر رکھتا ہے اور دوسرا ہاتھ دعا کے لئے اٹھایا ہے۔

خلاصہ۔ چونکہ تیری دعا کا پروندہ خلوص کا پر نہیں رکھتا۔ اسلئے پرواز نہیں کر سکتا۔

شعری۔ اے صاحب اگر راستہ کے بیوے ہنگون کے سامنے چراغ رکھے گا تو شبستان فنا (قبر) میں تاریکی کا منہ نہ دیکھے گا۔

خلاصہ۔ راہ گم کردگان کی رہبری تاریکی قبر کی واقع ہے۔

شعری۔ تو آرزوؤں کے دوسرے سے ایک دم فاصلہ نہیں ہے۔ پریفان خاطر کی

سبب ایک لحظہ قایم نہیں ہے۔

شعری۔ اگرچہ تیری بے غم آنکھیں میک کی محتاج ہو گئیں۔ لیکن تو بچوں کی طرح

سیر و تماشے سے سیر نہوا۔

خلاصہ۔ بڑھے ہوئے پر بھی طفلانہ خیالات بچہ سے دور نہو سکے۔

شعری۔ تیری ہر ایک بال پر سفیدی موت کے لئے راستہ بنا رہی ہے۔ لیکن تو ایسے

وقت ہی زاد آخرت سے بے فکر ہے۔

خلاصہ۔ بڑھے ہوئے پر بھی زاد آخرت کا خیال نہیں۔

شعری۔ مردوں نے حیر کے حسن و جمال سے آنکھیں کھدکھیں۔ لیکن تو پیر زوال دنیا کی

ایک ساعت جوابی گوارا نہیں کرتا۔

شعری۔ اگرچہ تیرے فائز شیرین نعمتوں کے اغماص سے باز آگئے۔ لیکن تو سخت و

سخت شکایت آمیز باتوں سے باز نہ آیا۔

شعری۔ وانا لوگ خاموشی خدا سے چاہتے ہیں۔ اور تو جب ایک دم گویا ہے تو اپنا

خون پیتا ہے۔

شعری۔ اے شخص دلی بیماری کے علاج کا فکر کر رہا ہے۔ دوسروں کی نظر میں اپنی نسبت

کو بیکار بنا رہا ہے۔

خلاصہ۔ درون اپنے ہزار دہشت کے مابین ایک راہ ہے
شعرا۔ جو کہ کچھ راہی کے بحان کی تعمیر میں صرف کر رہا ہے اس سے سیکڑوں دیر
 دنوں کو آباد کر سکے گا۔

شعرا۔ جب تیرا تدخیر ہو گیا۔ بہ غفلت سے جینا عقل سے بعید ہے۔
خلاصہ۔ جسے نفس تو اس غیہہ دیوار کے نیچے کب تک سوتا رہے گا۔
شعرا۔ ناکھون کی طرح تھکے کہ پیچھے پڑا ہوا ہے تو زندگی اور موت کو اپنے اوپر
 مسل کر رہا ہے۔

شعرا۔ جو رشتہ عمر طلب کے لئے جال ہو سکتا ہے۔ اسکو پیہودہ دنیا کی شیرازہ بندی
 میں صرف کر رہا ہے۔

شعرا۔ انیس کا فرمان بے تامل بجاتا ہے۔ جب کار خیر کی نوبت پہنچے تو دماغ لڑا
شعرا۔ کچھ فتنہ آسمان کے پاؤں کے نیچے کوئی کسطح سو سکتا ہے۔ اس روکے راستہ
 میں کوئی بے کھٹکے کسطح سو سکتا ہے۔

شعرا۔ اس دشت مرادیا میں ہر ایک ستارہ ایک چشم بیدار ہے۔ اس قدر بیدار آنکھوں کے
 درمیان کوئی کسطح سو سکتا ہے۔

شعرا۔ کہکشان کی آبدار تلوار تشنہ خون ہے۔ اس تلوار کے نیچے کوئی بے کھٹکے کسطح
 سو سکتا ہے۔

خلاصہ۔ کہکشان ایک ستارہ ہے جو تلوار آہنجت کے مشابہ ہوتا ہے۔
شعرا۔ اسے صائب جناب کا پناہ گاہ آسمان کا تنگ کوچ نہیں ہے۔ کوئی شیر کے منہ
 اور سانپ کے حلق میں کسطح سو سکے گا۔

شعرا۔ بے روک تھام حرص کے سبب کیوں طول ال میں پہنسا ہوا ہے۔ گنگے کی طرح
 اس زلف پریشان کے ساتھ کیوں وابستہ ہے۔

شعرا۔ اسے ناخلف کہی باپ کے آغوش کو ہی یاد کر۔ بچوں کی طرح کیوں مان کے دہن
 کے ساتھ وابستہ ہے۔

شعرا۔ صرف قیل وقال سے حرم کعبہ میں محروم نہ ہو سکے گا۔ بہتر تو یہی ہے ناقوس کو
 تنہا نہ مین لٹکا دے۔

خلاصہ۔ حریم کعبہ کعبہ کے اطراف کے حصہ کو کہتے ہیں۔ اور ناتوس پوجے کے وقت
مذہ سے پہونکنے کے آلہ کو کہتے ہیں۔ جسکا نام تکیہ ہے۔ یعنی صرف گفتگو سے رازدار حقائق نہ ہو
اس گفتگو کو اپنے محل میں چھوڑ دے۔

شعر۔ اگر ایک بار مردوں کی طرح دامن شربے آدیزان ہو جائے گا۔ تو پہر لوگوں کی دامن
گیری کا محتاج نہوگا۔

خلاصہ۔ اگر خوار کے واسطے شرب بیدار رہے گا تو پہر کسی کا محتاج نہوگا۔
شعر۔ تو مرنا نہ ہمت سے موتی کا ایک دانہ نہ تہہ میں لا۔ تو زہر کی طرح کب تک
سودا نہ کی بیج لٹکائے رہے گا۔

شعر۔ اگر تیرے دل کو تعلقات دنیوی سے جدا رکھے گا۔ تو اپنا بار منزل پر اتار دیگا۔
شعر۔ اگر اس چار دیواری دنیا سے بزداشتہ دل ہو جائے گا تو ذہن خبر کو اپنی جگہ سے
اٹھا ڈے گا۔

خلاصہ۔ اگر دنیوی تکلفات سے دل کو محفوظ رکھے گا تو توت روحانی سے ذوق خیر کو
اٹھا ڈے گا۔

شعر۔ جب تک نیکی سے دست کش نہوگا تو نیک نامی سے ہمیشہ زندہ رہے گا۔
شعر۔ اگر اپنی جان سے برباشتہ خاطر ہوگا تو آتش عشق کے غلط سے نہ ڈرے گا۔
شعر۔ اپنے سے کسی دل کو موت نہ تھاکو نہ قیامت کے روز شرمندہ رہے گا۔
شعر۔ تو ہرگز نہ دنیا کو قبول مت کر۔ کیونکہ جب تک زندہ رہے گا غلام رہے گا۔
شعر۔ تو نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھی ہوگی۔ سدا احو۔
فی الدار میں فقرا۔ محتاجی دونوں چہان کی رو سیا ہی کھانا عیش ہے۔

شعر۔ اگر نفس سرکش کی باگ کو نہ تھامے گا۔ تو ہمت کا گہڑا اگر دن کے بن کر جا بیگا۔
شعر۔ اگر تو میں نے اپنے سے اپنے کو پاک نہ کرے گا۔ تو وہی آب گندہ کا ایک
قطرہ رہے گا۔

شعر۔ اگر تو آقا ہو کر غلام کی صفت پیدا کرے گا تو آؤگی کا خط پشانی پر رکھ بیگا۔
شعر۔ اگر تو غرور اور تکبر سے بہرہ رہے گا تو تیرا گریبان لعنت کا طوق ہے۔
شعر۔ اگر پہرا ہن لال کو پارہ کرے گا تو تیرا لٹخا چہان تیرے مقابلہ میں کوتاہ دھکے۔

شعش۔ اگر تو اپنے کو پاؤں سے گزادے گا تو رستم کے ساتھ پنجہ لے جائے گا۔
 شعش۔ آدمی کے پروہال اسکی ہمت ہے۔ ایسا ہو کہ تو پروہال اکڑا ہوا پرند ہو جائے۔
 شعش۔ اگر صاحب خدا کا جاہ ہو جائے گا تو طبل شاہی تمام جہان میں بجائے گا۔
 شعش۔ اگر تو ہوا و ہوش کو مطیع کرے گا تو روس و سوتخانوں کو دیران کر دے گا۔
 شعش۔ اگر موت سے پہلے نیند سے بیدار ہو گا۔ تو سفر آخرت اپنے پر آسان کر دے گا۔

شعش۔ اسے صاحب اگر تھی اپنے مین دوز و ہو پ کرتا رہے گا۔ تو اطراف عالم نہ
 پہنچے گا۔

شعش۔ اگر تجھ سے تہوڑی بچی ہو گئی اور اسکو نظر میں رکھتا ہے تو بارہ استہ سے
 جو پتہ اٹھاتا ہے اسی کو اپنا بت بناتا ہے۔

شعش۔ اگر اس دریا میں پر خطر موج ہے اندیشہ ہے تو سخت سے اپنے اسباب کی
 کشتی کو گزون لنگر بنا۔

شعش۔ اے شخص تو ایکس مثل گل سے زیادہ نہیں بہے اور ریزی کے خیال سے
 کی طرح سیکیڑوں طرف سے پر رخنہ دل رکھتا ہے۔

شعش۔ جب تک تو خود بینی کا آئینہ سامنے رکھتا ہے تو سک رکھ کی طرح آب حیات سے
 چھوٹ کر غلٹ نصیب ہوگی۔

شعش۔ اے صاحب یہ مارسیاہ اپنے ساتھ زمین کے نیچے مت لیجا۔ جب تک چشم تر
 رکھتا ہے تو اس جگہ اپنا نام اعمال دھو ڈال۔

شعش۔ اگر تو اہل دنیا سے منہ دلواری طرف نہ کرے گا۔ تو یہ اسباب کا ضامن ہوں کہ تیرے
 دل پر غبار نہ بیٹھے گا۔

شعش۔ اگر تو لوگوں کو چھوڑ کر دیوار کی طرف نہ کرے گا تو پھر غبارِ اووہ نہ ہو گا۔
 شعش۔ اس عبرت کا عالم مین اگر کچھ حرا ہوں سے باطل گذر جائے گا تو سانپ کے منہ
 مین سے انگلی کو بیخ و سالم باہر لائے گا۔

شعش۔ مجھے گفتگو پر آمادہ رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ دہن زخم سے ظاہر ہے کہ کیا گل کھلیگا
 شعش۔ اتنی فرصت کہاں جو دل کو دنیا کے تعلقات سے جمع کروں۔ اور چند روز مین

توشہ عقیلی جمع کروں۔

شعرا۔ اگر آبرو کو بے پروائی سے جمع کروں تو صدف کی طرح گوہر سے بے نیاز ہو سکوں گا
شعرا۔ میں صحرائے قیامت کی طرح وسیع سیٹھا ہوتا تھا۔ تاکہ تیرے دروغ و غم کو ایک
جگہ جمع کروں۔

شعرا۔ اگر یہ قافلہ کار راہ نما قابلِ تعریف ہوتا۔ تو پر وہ خواب تیرے پاؤں کے حق
میں کب آبلہ ہوتا۔

خلاصہ۔ یہ قافلہ گاہ راہ نما قابلِ راہ نمائی نہ تھا۔ اس لئے نیند کے سبب میرا باطن
زمین سے ڈھل گیا۔

شعرا۔ اگر تمام قافلہ میں کوئی بیدار ہوتا تو گھنٹے کا دل فریاد کرتے کرتے چاک نہ ہوتا۔
شعرا۔ عرا ب روان کی طرح گزر رہی ہے اور تو غافل ہے۔ افسوس اس قافلہ میں
اگر فاصلہ ہوتا تو اچھا تھا۔

شعرا۔ اے صاحب جب تو اس سلسلہ میں ہوتا تو سخن کا سر زلف حاسدون کے دخیل
سے پریشان نہ ہوتا۔

خلاصہ۔ اگر صاحب سلسلہ اہل سخن میں شریک ہوتا تو حاسدون کی دھند ہی ہوا دھند
کلام محفوظ رہتا۔

شعرا۔ باوجود اس سستی کے آسمان پر اپنی جگہ چاہتا ہے۔ اور سراسر افلاک کو اپنے پاؤں کے
نیچے چاہتا ہے۔

شعرا۔ حضرت سلیمان نے ہوا و ہوس ترک کر کے عالم کو زیرِ ملکین پایا۔ تو عالم کو اپنی ہوا
و ہوس کے زیرِ فرمان چاہتا ہے۔

شعرا۔ تو کوئی اندیشہ لوگوں کی طرح رضا مندی حق پر نظر نہیں رکھتا۔ بلکہ تمام جہان کو
اپنی رضا مندی کے زیرِ حکم رہنا چاہتا ہے۔

شعرا۔ اگر حضرت موسیٰ کی طرح اپنے اعصاب کو اثر دانا چاہتا ہے تو فرعون جیسے گلو
نفس کو مضبوط دامن لا۔

شعرا۔ تو نے جوانی کے نقدا یام کو غفلت میں صرف کیا۔ پہرے بے شرمی سے وہی عمر
اپنے خدا سے چاہتا ہے۔

شعری۔ چشم خونبار زندگی کا نو بہار بادل ہے۔ افسوسناک آہ جو سب زنگی کا سرو ہے۔
 شعری۔ موج غراب کا شیرازہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ زندگی کا ناپائیدار جھلک پر دل مت رکھ
 شعری۔ ایک خوش فہمی کے پیچھے ہزاروں حسرت اک آہ ہیں۔ زندگی کے شہر میں آمدنی
 سے زیادہ خرچ ہے۔

شعری۔ بیکار حجاب کی طرح سائن کی نگرانی سے غافل مت ہو۔ زندگی کے قلعہ میں ایک
 ہوا سے رخسہ بڑھا جا ہے۔

شعری۔ تو داغ سے سرمست پہیر تاکہ جو امن و آسرا ملے۔ تو غلامانہ سہمی میں
 غوطہ مار تاکہ چشمہ جیوان ہو جائے۔

شعری۔ خلا صحت۔ راحت پسندی سے سر بلندی حاصل نہیں ہوتی۔
 شعری۔ اے خضر۔ تعلقات سے لاتعلیٰ نہ ہو۔ آپ زندگی ہے تو سکندر کی طرح کب تک
 ظلمات میں سرگردان رہے گا۔

شعری۔ استخوان ہرگز طباشیر کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی۔ ایسا ہو کہ تو نسب کی گفتگو
 حجب کے سامنے کرے۔

شعری۔ کب تک خواب گران کو دولت کا پردہ بنائے گا۔ اور کب تک چشمہ خضر کو دل
 میں پہچان کرے گا۔

شعری۔ دولت ہی میں مفقت کی نیند۔ دولت کے عہدہ فرائض سے محروم رکھتی ہے۔
 شعری۔ جس کشتہ کو کشت و حدت بنا سکے گا۔ انوس کہ تو اسکو شیرازہ کشت بنام ہے۔

شعری۔ جو سائن کہ تو حید خدائے واحد کی یاد میں نکلتی جا ہیے تو غیر خدا کی یاد میں
 نکال رہا ہے۔

شعری۔ اے صاحب کیا تیرا بھول و بیکار کر آپ سے باہر ہونا دور کی خوشبو کے ساتھ
 سوا فقہت کرنے سے بہتر نہیں ہے۔

شعری۔ جیسا کہ دنیا کی نعمت جسم لاغر کو مٹا کرتی ہے۔ اسی طرح نعمت کھانے سے شادان
 روح کمزور ہوتی جاتی ہے۔

شعری۔ زندگی کے گرفتار سے آسودگی مست ہو تو پھر کار زندگی کی ہر طرفی میں گشتی
 شعری۔ اگر نظر قبول کر دیکھیں تو طوار زندگی کی جھلک بگولہ کی طرح چمیدہ معلوم ہوتی ہے۔

شعرا۔ تو یہ بوجہ اپنے کندھے سے گرا دے۔ کیونکہ ایک عالم نفس کے سببے باز زندگی کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

شعرا۔ آسماں ہر روز دُورست اور عزیزوں کے داغ کی تازہ مہر زندگی کے دستہ پر لگا رہا ہے۔

شعرا۔ میری زندگی کا تار بے شکوت کی طرح بالکل کہیون کے شکار میں صرف ہو گیا۔

شعرا۔ اے صاحبِ آخر کار زندگی کا لبریز پیالہ عشمِ دارِ نفس کے ہاتھ سے زمین پر گر گیا۔

شعرا۔ بامِ زندگی کی شرابِ گرہ تلخ ہے۔ باغِ زندگی کا سرو قایم آہ ہے۔

شعرا۔ تروا سنی دگاہ سے شمعِ زندگی خاموش ہو جاتی ہے۔ چراغِ زندگی کا فانوس دامنِ پاک ہے۔

شعرا۔ زندگی کا چراغ میرے بالوں کی سفیدی سے شمعِ صبح کی طرح اپنی جان پر لڑتا رہتا ہے۔

شعرا۔ آبِ حیات کے لئے نعلیت روزِ لا زلہ واقع ہوئی ہے۔ جیسا کہ چراغِ زندگی کا دھوانِ دل کو تارِ یک کرتا ہے۔

شعرا۔ حیاتِ مختصر کی بجلی کی چمک ایک بے۔ شر کے آغاز و انجام کا جلوہ ایک ہے۔

شعرا۔ چند روزہ حیات کی چمک کئی دفعہ نہیں ہوتی۔ اور اس چمک میں کمی و بیشی نہیں ہے۔

شعرا۔ زندگی کا سیلاب اس قدر فاطر خواہِ رواں ہے کہ اسبابِ زندگی اسکے سامنے خار و خشک ہے۔

شعرا۔ بوا پر ستون کی جان ہوا کے ساتھ شریک ہے۔ آبِ زندگی کا مینِ حباب

کم عمر ہوتا ہے۔

شعرا۔ دنیا کی ہوا دھوس میں مبتلا رہنے والے مثلِ حباب ناپائدار ہوتے ہیں۔

شعرا۔ عدم کے دریا میں ہماری کشتی آسودہ تھی۔ گردِ آبِ زندگی نے ہم کو سرگشتہ بنا دیا۔

شعرا۔ اگر تو آدھی رات کو ستارہ بار (اشکبار) ہو گا تو تیرے چہرے سے خورشید کی طرح نورِ برتار ہے گا۔

شعرا۔ اگر تو دنیوی اعتبار پر توجہ نہ کرے گا تو تنہم لوگوں کی نظر و نہیں جانتا اعتبار ہو گا۔

شعرا۔ اگر تو اقسام کی فتنیں چھوڑ کر خونِ دل پر قانع ہو گا تو گرمِ نفسی سے نافع کی طرح

منکب بار ہو گا۔

شعرا۔ اسے صائب ناما قنیت اندیش لوگوں کے فریب میں مت آ۔ کیونکہ سادہ دلوں کی طرح تو انتظار ہی میں فنا ہو جائے گا۔

خلاصہ۔ کوہ اندیش آدمی کا فریب یہ قوت آدمی کو تباہ کر دیتا ہے۔

شعرا۔ جب غفلت کے نقش و نگار سے اپنا ہاتھ پاک دھو لے گا۔ تو دعا کے ہاتھ سے سینکڑوں گرہ قبول لے گا۔

شعرا۔ تو نامراد آدمی میں اس قدر ظلم کرتا ہے۔ اگر آسمان تیری مراد کے موافق ہو جائے تو اس وقت کیا کچھ کرے گا۔

شعرا۔ تو وہ ہوشمندی کہاں رکھتا ہے جو اپنے سے بے خبر ہو جائے۔ وہی بہتر ہے کہ اس مختصر جان میں صرف ہو جائے۔

شعرا۔ صرف گفتگو سے ارباب بصیرت میں شریک نہیں ہو سکتا۔ جب تک دنیا سے چشم پوشی نہ کرے گا کب صاحب بصیر ہو سکے گا۔

شعرا۔ اگر تو عاقبت چاہتا ہے تو پیروی کے دائرہ سے قدم باہر مت رکھ۔ کیونکہ اگر راہ بر ہو گا تو سینکڑوں بلائیں تیرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

شعرا۔ چلتی اور چہر پڑی باتوں سے رگ گردن کا سانپ اڑ دیا ہو جاتا ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ سخت رد لوگوں کے ساتھ تو نیشکر ہو جاوے۔

شعرا۔ اگر تو حمایت کے ہاتھ سے ناتوان کے لئے سپر ہو جائے گا تو قیامت میں یہ تیرا عمل آتش دوزخ کی سپرداری کرے گا۔

شعرا۔ اے صائب جب قسمت کے دسترخوان پر تیرے لئے نان جو ہیں تو غور شدہ تاملان کی طرح عالم کے اطراف کیوں دربار پہرتا ہے۔

شعرا۔ اگر شت خاک سیلاب کو جمع کر سکتی ہے تو یہ نین ہی دل بیتاب کو جمع کر سکتا ہے (رو کہہ سکتا ہے)۔

شعرا۔ لوگوں کی نظروں میں آدمی کو آبر و عزیز بناتی ہے تو ضرور گوہر کی طرح آبر و کو جمع کر

شعرا۔ تنگ چشم آسمان سے بخشش کی امید رکھتی خطا ہے یہاں چہلنی پانی کو جمع کرتی ہے شعرا۔ جس نظر کی جگہ دونوں ہاتھ سے پرکھنا چاہیے وہاں یہ غافل لوگ اسباب جمع کرتے ہیں۔

شعشہ۔ اے صاحب جو شخص دولت مند کی کے زمانہ میں اجنب کو جمع کرتا ہے اسکی دولت کا چراغ سبخت ہوا۔ سے محفوظ رہتا ہے۔

شعشہ۔ اگر زندگی کا پہل کہا نا چاہتا ہے تو لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی اختیار کر۔

شعشہ۔ اگر جانی کا پہل کہا نا چاہتا ہے تو ضعیفوں کے دل کو مست نہ کر۔

شعشہ۔ اگر دنیا میں بہشت جاودانی کا پہل کہا نا چاہتا ہے تو حضور دل کے ساتھ چنانکی لاؤ توں کے ساتھ موافقت کر۔

شعشہ۔ اگر لطف نہانی کا پہل کہانے کی امیر کہتا ہے تو لوگوں کی نظروں سے اپنی علت پوشیدہ رکھ۔

شعشہ۔ اس آخر عمر میں تو زلت باقی کو حاصل کر لے۔ اے صاحب کبتک۔ تھانی لاؤ توں کا برخواست رہے گا۔

شعشہ۔ جب تک آدمی ایک۔ نحو ہی راہ خواہش بند نہ کرے گا۔ شان سکندری نظر میں نہ رکھیں

شعشہ۔ جب تک پاکبازی کے راستہ میں ایک جہت ہو جلسے گا تو اس ششدرہ سے باہر جانے کا راستہ نہ پائے گا۔

شعشہ۔ جب تک دوسروں کے عیب سے اپنے عیب کی طرف مصروف نہ ہوگا۔ تو چشم روشن سے کچھ فائدہ نہ اٹھائے گا۔

شعشہ۔ اگرچہ غیب سے بڑے اندیشہ اسکی روزی آرہی ہے۔ لیکن اس اندیشہ کے سوا آدمی اور کچھ کام نہیں رکھتا۔

شعشہ۔ زرویم کے جمع کرنے سے موت کے وقت آدمی کے حصہ میں انبوس و حسرت دو بار ل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

شعشہ۔ اے شخص خاکدان زندگی سے جلد باہر نہ ہو۔ کیونکہ جہان زندگی کی بنیاد بر سر آب ہے۔

شعشہ۔ کب تک انسان نفس کو اس بہستان سرا میں مست بناتا ہے۔ پُر خزان زندگی کے اوراق ہرباد جابا ہے۔

شعشہ۔ زندگی کا قافلہ اس قدر تیزی سے جارہا ہے۔ کہ زاد راہ کا خیال دل پر گران گذر رہا ہے۔

شعشع۔ جب ہمارے تیرے زندگی کی کان حلقہ ہو رہی ہے۔ تو اپنی عمر کے خدایکے خوددار کی امید کرنی خطا ہے۔

شعشع۔ کثرت گفتگو کو کوتاہ بناتی ہے تو کم سمجھ لوگوں کی طبع عنان زندگی ہاتھ سے مت دست
شعشع۔ جب امتحان زندگی خواب غفلت میں گزر گئی۔ تو آخر عمر میں بیدار ہو کر کیا گل جینی کروں
شعشع۔ زبان کو صلیق میں پہنچ لے۔ جب تو خاموشیوں کو ہم زبان دیکھے گا۔ آنکھ کو بند کر لے
جب پوشیدہ رویوں کو ظاہر میں دیکھے گا۔

شعشع۔ کہیں تنہائی کے عالم میں غفلت نہ ہو۔ اس لئے میں ہوں اور آستان تنہائی کی
لازمیت ہے۔

شعشع۔ میں نے ماں تو عمر کو چپا لے گا۔ لیکن باپ کو کیا کرے گا۔ میں نے انا کہ تو نے باپ کو
سیاہ کیا۔ لیکن صورت کے ساتھ کیا کرے گا۔

شعشع۔ تو ازسکاب جرم کے ساتھ پیشانی کا اظہار مت کر۔ ایک آلودہ دامن کو پہرہ جوڑے
آلودہ کرنا کیا ضرور ہے۔

شعشع۔ تو صد سالہ دنیا کی مہلت پر ہرگز۔ دل مت رکھ۔ ایک تسبیح کے دانہ پہیرنے کی مدت
میں آخر ہو جاتی ہے۔

شعشع۔ اگر تو لب پر خاموشی کی ہر سلیبانی لگائے گا۔ تو نیزے ارد گرد پروانہ کی طرح
پر نیزہ جمع ہو جائیگی۔

خلاصہ شعشع۔ خاموشی سے انسان کی قدر و منزلت بڑھتی ہے۔
شعشع۔ اے دل تو جھکو عالم اسکان میں کیوں لیجا تا ہے۔ دیوانہ کو بچوں کے حلقہ میں کیوں
لے جاتا ہے۔

شعشع۔ پر سب چور کو تو ال کے ڈریک ہیں۔ آسمان کے پاس کینون کی شکایت کیوں لیجا تا ہے۔
شعشع۔ تو سفر کی تیاری میں رہو کیونکہ ایک ہماری قافلہ نے سنگ مرزا کا ڈیرہ باہر ڈالا ہے۔
شعشع۔ اگر تو اہل دین سے۔ بے تو خودی سے آنکھ بڑھانک کیونکہ ہر خود میں آنکھ بڑھانک
ہمیں ہو سکتی۔

شعشع۔ اگر تو دھنزد (شراب) کے ساتھ بیٹھا۔ تو خدا کے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔
شعشع۔ اگر تو ہلکے شکستہ بنا دیتی۔ تو تو وہ اپنی تو بہ کب توڑتا۔

شعش۔ تیرے بال سفید ہو گئے رکبہ۔ اس کا سگوف باندھنا تو اچھا تھا۔
 شعش۔ سرزمین طفلی کی خاک اکیسہ ہے۔ طفلی کے راستہ میں عیش و عشرت ایک کھیل باز کا
 شعش۔ میں نے ایام طفلی میں جو دردہ پیا تھا۔ وہ آسمان کے پنچوڑے سفید بالوں سے
 ظاہر ہو گیا۔

شعش۔ جب تو نے جہان میں آنکھ کھولی جلد بند کر لے۔ یہ درہم برہم کہے رکبہ چھوڑ دیکے
 قابلِ فال نہیں ہے۔

شعش۔ ایک قطرہ آنکھ سے دوزخ کو باہم پھیر دے کر کے گا۔ جبہ تو اپنے ساتھ چشم
 تر رکھتا ہے تو آگ سے کیوں ڈرتا ہے۔

شعش۔ شاید تیری آنکھ نور کے لحاظ سے ایوانِ عقل کا ایک شہہ نہیں ہے تو کاتبہ چھوڑ کر
 طرہ زرتار کے رزق برقی کی طرف جارہا ہے۔

شعش۔ اگر میں اپنے کام میں شمع کی طرح بیٹا ہوتا تو محفلِ آرائش کی طرح قائم ہوتا۔
 خلاصہ۔ چمک شمع کی طرح جبہ میں بینائی نہیں ہے اس واسطے بر جانی ہوں۔
 شعش۔ میں ذاتِ خاموشی میں صدا کی طرح اس لئے گہوم رہا ہوں کہ کوئی شخص حرفِ خاموشی
 پر انگشت نہیں کرے سکا۔

خلاصہ۔ خاموش آدمی کا کوئی عیب نہیں پکڑ سکتا۔
 شعش۔ اے ابرو حست تو جھکو چشم گریانِ عنایت کر۔ کیونکہ بہتری سے دل پر ایک زخم
 نمایاں پہنچ رہا ہے۔

شعش۔ روتی ہو کون کے لئے بیقرار ہے۔ رزق کے واسطے ہر دروازہ پر پہننے کی کیا
 ضرورت ہے۔

شعش۔ قدرت نے تیرے قد کو اس لئے خمیدہ بنایا کہ تیرے گہوم میں گیر ہو جائے۔ کہ کہ اندھا
 ہو کہ ہر دروازہ کا حلقہ کھینکھا جا رہے۔

شعش۔ جو شخص منہوی پر نیزادوں کے ساتھ خلوت میں رہتا ہے۔ ہر ایک خاطر بھی کا
 حلقہ اسکو سانپ کی طرح لٹا رہتا ہے۔

شعش۔ اگر فقرِ عالم ایجادِ جہان کا فرمان روا نہیں ہے۔ تو بادشاہِ لوگِ فقیروں سے
 کیوں رحمت و مدد طلب کرتے ہیں۔

شعشہ۔ ہم نے سوسے سفید کے باعث اسٹکٹ نامعہ پہا اور ایسی صبح میں ہم نے تانہ وضو نہ کیا۔
 شعشہ۔ اگر چیکہ کا فور کی طرح بال سفید ہو گئے مگر تیرا دل ایک بال کے برابر بھی دنیائے سوسہ نہوا۔
 شعشہ۔ اگر تو کانون سے غفلت کی روئی نکالے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ کوسا کا نلہ
 زبان گویائی نہیں رکھتا۔

شعشہ۔ گفتگو سے سی پارہ کی طرح کب تک پریشان ہو گا تو گویائی کے لب پر خاموشی کی
 مہر لگا کہ قرآن ہو جائے گا۔

شعشہ۔ گلزار خلیل کی حسرت سے اپنا مگر مت کہا۔ تو غصہ کی انگ بھہا دے کہ گلزار
 ہو جائے گا۔

شعشہ۔ خاکسار ضیعفون کے اشک واہ سے ڈرتا رہو کیونکہ ایک ہڑہیا کے تنور سے
 طوفان پیدا ہو جائے گا۔

شعشہ۔ اگر خضر کی طرح عمر جاوہانی کی خواہش رکھتا ہے تو انا و گون کی دستگیری سے
 تہک کر بیٹھ۔

شعشہ۔ کافر کو سبود بھکرت کی تعریف کرتے ہیں۔ تو دنیا کی تعریف ہرگز اہل بیت
 سے مت سن۔

خلاصہ۔ ہر شخص اپنے خیال غم کو بھی خیال پختہ سمجھتا ہے۔
 شعشہ۔ اگر نفس زنی کے شمار کو اپنا شمار اور طریقہ بنائے گا تو صبح کی طرح وضع جاتی ہے

بیت بنے گا۔
 خلاصہ۔ جو شخص سانس کے شمار کو ضروری سمجھے گا۔ تو جہان کی وضعداری پر

پہنچے گا۔
 شعشہ۔ جی اصل غم خیال لوگوں کے احسان کی ایک گہاس کی پتی۔ گویا میری غیرت

آجکے دن میں کوہ الوند ہے۔
 شعشہ۔ صبح پیری گزر گئی اور خواب سے بیدار نہوا۔ غفلت کے باعث جا بجا حرام

تہجہ پر کفن ہو گیا۔
 خلاصہ۔ بڑا پے میں خواب غفلت فخر کو گھٹا ہے۔

شعشہ۔ میں نے اما قارون کی طرح تو نے بہت خزانے جمع کئے۔ لیکن جو آدمی خرچ سے

زیادہ ہوئی وہ زمین کا حصہ ہے۔

شعشعہ۔ لاکھوں تو خاموشی کے سبب عالم کے نیک لوگوں سے ہے۔ لیکن تو نے جب
محو پانی کے لئے لب کہوئے معلوم نہیں تو نیک سے یاد۔

شعشعہ۔ جیسے مرکز سے پرکار ثابت چکر لگتا ہے، اسی طرح ہم (استغفار اور ثبات پا اسرار باطنی کو دریافت کرتے ہیں
شعشعہ۔ جو گوشہ نشین لوگوں کے شکار کرنے سے خوش ہوتا ہے وہ اریا عنکبوت ہے کہ کبھی

کے شکار پر ناز کرتا ہے۔

شعشعہ۔ اگر تو آگاہ ہو جائے کہ کقدر غافل ہے تو تیرے بدن کا ہر ایک بال آہ حسرت ہو جائیگا۔
شعشعہ۔ تو ذکر خدا کے حلقہ سے ہرگز باہر مت جا۔ کیونکہ دل کو تسبیح کی طرح سینکھو

راہ سے غالی کر دے گا۔

خلاصہ۔ انسان کو کبھی یاد آئی اور ایسی تقدیریں و تحفید سے ہرگز غافل نہ رہنا چاہیے
ورنہ اسکی ہستی بیکار اور ضائع ہو جاتے گی۔

اللہ میں باقی ہو

نوٹ

میں نے ترجمہ و شرح دیوان صاحب کا حق تعینیت و ترتیب جناب سید بلال قادری صاحب
تاج کتب چارمینار حیدر آباد کن کو کا ملا ویدیا ہے۔ کوئی صاحب بغیر اجازت صاحب موصوف
طبع و شائع کر کے نقصان نہ ادا تھا میں نے فقط

خاکستل

سید مظفر الدین قادری

التجاربہ بارگاہ باری تعالیٰ

دیوان صاحب کے اس مشہور ترجمہ کو (جو خاص ہو نہاد طلباء اور شائقین مطالعہ کے فائدہ رسانی کی غرض سے میں نے محنت شاقہ اٹھائی اور تیار کیا) کو یہ حقیقی اسکو پورا کیا ہے) ناول حقیقی کی بجائے بارگاہ بین پیش کر کے پرنسپل برگزیدہ سالہا لیاں۔ صفات کون و مکان شتمہ دور زمان خاتم النبیین سید المرسلین سیدنا مولانا حضرت پیر محمد علی صاحب الدین و السلام اپنے گما ہوں کی عالی چاہا ہونے نہ صرف بیروان و رحمت رحمان کا امیدوار ہوں۔

اپنی بارگاہ خادم قوم و شیر خواہ طلباء سید مظفر الدین قادری الحنفی منشی فاضل و مولوی فاضل مسئلہ سرکار عالی یومئذ دار موضع باغ عنبر بیٹے نفع اطراف بلکہ مدرس فارسی و ریاضی مدرسہ سلطانیہ انگریزی سرکار عالی موقوفہ محلہ شاہ گنج بلکہ حیدر آباد و کن۔

مورخہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ سنہ ۱۳۳۳ھ

کتاب جماعت مولوی		اخلاق جلالی		جبر و مقابلہ	
انٹرمیڈیٹ کورس عربی	۱۰	اخوان الصفا	۱۲	اقلیدس مقالہ اول	۱۰
سمہ اجرومیہ	۱۰	تاریخ اسلام مصنفہ امیر صاحب	۱۲	دوم زیر طبع	۱۰
قدوری عربی	۱۰	علم طبقات	۱۱	علم طبقات	۱۰
فصول اکبری	۱۰	علم کیمیا	۱۰	علم انیمیا	۱۰
شائل تریذی	۱۰	مبادی العلوم	۱۰	ترجمہ دیوان صائب	۱۰
فقد اکبر	۱۰	اقلیدس اول	۱۰	بصرف زہد کثیر طبع ہر جگہ ہے	۱۰
تاریخ ہندوستان موبہن	۱۰	دوم دسوم	۱۰	شرح دیوان حافظ	۱۰
طبقات کا ابتدائی رسالہ	۱۰	سلم الادب	۱۰	یعنی لسان الغیب	۱۰
کیمیا کا	۱۰	ترجمہ	۱۰	حصہ اول	۱۰
اقلیدس مقالہ اول	۱۰	کتاب جماعت نشی	۱۰	دوم	۱۰
دوم	۱۰	رقعات عالم گیر	۱۰	سوم	۱۰
جبر و مقابلہ تاسعات	۱۰	اخلاق محسنی	۱۰	چہارم	۱۰
کتاب جماعت دبیر		انتخاب دیوان صائب		کمل چار جلد کے	
سہ شرط پوری	۱۰	ترجمہ	۱۰	شرح دیوان حافظ ترجمہ	۱۰
آہنگ پنج مرزا غالب	۱۰	دیوان حافظ نادیف ح	۱۰	منظوم	۱۰
سفر نامہ ابراہیم بیگ	۱۰	سکندر نامہ مطبوعہ کانپور	۱۰	حصہ اول	۱۰
ترجمہ	۱۰	مفتاح الادب کامل ہر حصہ	۱۰	دوم	۱۰
قصائد عربی	۱۰	جامع النواعد	۱۰	سوم	۱۰
مخزن اسرار نظامی	۱۰	تاریخ ہندوستان لکھنؤ	۱۰	چہارم	۱۰
نقشبہ جات ملک سرکار عالی		فارسی مطبوعہ شریعتیہ		اعلیٰ درجہ پر تیار کرنے کا نظام	
کلاں زبان اردو۔ دولٹی دھ	۱۰	سرکار عالی	۱۰	کیا گیا ہے۔ آرڈر آنے پر	۱۰
ضابطہ ملازمت	۱۰	ہر قسم کے موجود ہیں جس کی	۱۰	فوری تکفایت تکمیل	۱۰
جدید کاغذ چکنا (دھ)	۱۰	فہرست طلب کرنے پر مفت	۱۰	کیجا سکتی ہے۔	۱۰
دستور العمل رسیدین جدید مجلد	۱۰	روانہ کیجا سکتی	۱۰		۱۰
کارنامہ ملازمین ملک سرکار عالی	۱۰	فرمانیہ سبب یا عہد داران	۱۰		۱۰
تصاویر سبق الانشائیہ مقام زمین	۱۰	شرعیہ تعلیمات سرکار عالی	۱۰		۱۰

اشہار

ہمارا کتب خانہ

متعلقہ سرشتہ تعلیمات ممالک محروسہ کارخانہ
 حاکم جناب۔ نام صاحب تعلیمات ممالک محروسہ کارخانہ نے ازراہ قدرو
 طالعہ علموں کی سہولت اور آسانی کے لئے جملہ ممالک محروسہ کارخانہ کے
 مدارس و تحفہ و سرطانیہ و مشرقیہ و اسلامیہ و فاضلہ و مہتمم مدارس انوار و غیرہ کو کتاب
 گشتی نشان واقع ۲۴ ستمبر ۱۳۲۵ء میں جملہ کتب و رسم و غیرہ ہمارے کتب خانہ
 سے خرید لئے گئے ہیں۔ فرما کر عزت بخشی ہے۔ چونکہ ہمارا کتب خانہ جملہ
 مدارس کی غوثی اور سرشتہ تعلیمات کی خصوصاً ہر علم و فن کی درسی
 کتب کا ذخیرہ کافی مقدار میں موجود رکھ کر نیکوئی سے سربراہی کیا
 کرتا ہے۔ لہذا یقین علم و ہنر۔ التماس ہے کہ جب بھی ضرورت
 داعی ہو ایک مرتبہ آرڈر سے ضروریات و فرمائشیں۔

المشاہد

عبد القادر تاجر کتب

چارمینا چیت رآباد

دکن

